

بسم الله الرحمن الرحيم

تفسير

جواهر القرآن

از افراد برجسته و نامور اسلام علی رحمۃ اللہ

ترتیب

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام الدین رحمۃ اللہ

کتب خانہ رشیدیہ

مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحكيم

مع تفہیم
جواہر القلانت

زفادت شیخ البقیہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ شیخ البندہ حضرت مولانا محمود الحسن دہلوی مدظلہ العالی

ترسیم: اصناف

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خلیفہ صاحب

فوائد موضع تکرار: مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رح
فوائد شیخ الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ ماریٹ اولپنڈی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

لاشر

فہرست مضامین مقدمہ تفسیر حواہر القرآن

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸	فرشتوں کو	۱۲	فائدہ (۱۲) تحقیق لفظ سبحان اللہ	۱	تعارف تفسیر حواہر القرآن
"	انبیاء علیہم السلام کو	"	(۱۵) ذکر اللہ کا مقصد	بنا	تمقر لفظات علماء کرام
۲۹	اولیاء کرام کو	۱۳	(۱۶) لفظ دون کی تحقیق	۱	مقدمہ تفسیر حواہر القرآن
"	سورج کو	۱۴	(۱۷) لفظ کتاب سے مراد	۲	حصہ اول - در بیان اصطلاحات
"	ستاروں کو	"	(۱۸) کتاب اور قرآن میں فرق	"	اصطلاح (۱) دعویٰ یا موضوع سورت
"	جنوں کو	"	(۱۹) لفظ حکیم اور مبین میں فرق	"	(۲) دلیل
۳۰	نیک پسندوں کو	۱۵	(۲۰) روح سے مراد	"	(۳) تنویر دعویٰ
۳۱	مشک مولویں اور پیروں کے بارے میں آیتیں	"	(۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق	۳	(۴) تخیلیت
۳۲	اللہ کے معنی کی تشریح	"	(۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق	"	(۵) تبشیر یا بشارت
۳۳	فتنوں لفظ اللہ	"	(۲۳) لفظ عا سے مراد	۴	(۶) شکوی
۳۴	لفظ اللہ کی تحقیق	۱۶	(۲۴) لفظ شکر کا استعمال	"	(۷) زجر
۳۵	لفظ عبادت کی تشریح	۱۷	(۲۵) لفظ انما کی تحقیق	"	(۸) تسلیم یا تسلی
۳۶	شُرک کی قسمیں	"	(۲۶) اذ کا بیان	۵	(۹) امور مصلو
"	شُرک فی العلم کا بیان	"	(۲۷) وَلِيْعَلَمَ اللہ کی تحقیق	"	(۱۰) اندماج یا ادماج
۳۷	شُرک فی التقرف کا بیان	۱۸	(۲۸) كَذَابٍ کی تحقیق	"	(۱۱) ادخال الہی
"	حضرت پر صاحب بغداد شریف کا فتویٰ	"	(۲۹) الْمَرْتُوب کی تحقیق	۶	(۱۲) اعادہ برائے بعد عہد
۳۸	شُرک فی الدعاء	۱۹	(۳۰) اَوْطَمًا کی تحقیق	"	(۱۳) جباریت
"	شُرک فعلی	"	(۳۱) اَرَأَيْتَ کی بحث	۷	(۱۴) ربط القلب
"	تحریمات غیر اللہ کا بیان	۲۰	(۳۲) اِلَّا بِمَعْنَى مستثنیٰ منقطع	۸	(۱۵) مسئلہ انابت
"	تحریمات غیر اللہ کے سترہ عنوانات	۲۱	(۳۳) علفتمہا بتنا و ماء باردا	۹	حصہ دوم - در بیان فوائد مختلف
۳۹	اللہ کی نذر و نیاز کا بیان	"	(۳۴) تفسیر بالرای کی تحقیق	"	فائدہ (۱) مضامین قرآن
"	غیر اللہ کی نذروں کا بیان	۲۲	حصہ سوم در بیان مسئلہ اللہ	"	(۲) قرآن میں توحید کا بیان
۴۰	نقشہ آیات تحریمات غیر اللہ	"	مسئلہ اللہ کے مختلف عنوانات	"	(۳) شُرک اعتقادی و فعلی
۴۱	تحریمات اللہ کے بارے میں آیتیں	۲۳	حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان توحید	"	(۴) مضامین قرآن کی ترتیب
"	اللہ کی نذر و نیاز کے بارے میں آیتیں	"	حضرت مود علیہ السلام	"	(۵) توحید اور علم معانی و بیان
۴۲	غیر اللہ کی نذروں کا بیان	۲۴	حضرت صالح علیہ السلام	"	(۶) خطاب عام
۴۳	فائدہ	"	حضرت ابراہیم علیہ السلام	"	(۷) قسم کا بیان
۴۴	عنوانات کے بعض الفاظ کی تشریح	۲۵	حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر	۱۰	(۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں
۴۵	تحقیق نذر بغیر اللہ از حدیث و فقہ	"	حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان توحید	"	(۹) منکرین کی اصلاح کے لئے تین باتیں
"	در مختار کا حوالہ	۲۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام	"	(۱۰) شان نزول
۴۶	شامی کا حوالہ	"	حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر	"	(۱۱) نقارض
"	البحر الرائق کا حوالہ	"	حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان توحید	"	(۱۲) قانون حصہ
"	مولانا عبدالحی لکھنوی کا حوالہ	"	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	"	(۱۳) تحقیق معنی الحمد للہ
"		"	اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا	۱۲	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۳	دیباچہ فتح الرحمن	۵۲	الروض کا حوالہ	۵۱	شامی کا حوالہ
۵۴	دیباچہ مفتح قرآن	۵۱	مسند احمد کا حوالہ	۵۰	ابو الرائی کا حوالہ
۶۲	بقیہ تقریرات	۵۰	غرائب ابی بید اور نقہ ابی المہیث کا حوالہ	۴۹	تفسیر نیشاپوری کا حوالہ

فہرست مضامین تفسیر حواہر القرآن جلد اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹	فرشتوں کی تسبیح اور تقدیس کا بیان	۱۲	مغضوب علیہم اور الفالین سے مراد	۲	تفسیر سورۃ فاتحہ
۳۰	الاسماء کلھا سے مراد	۱۳	تفسیر سورۃ بقرہ	۱	خلاصہ سورۃ فاتحہ
۳۱	سجود ملائکہ کی تحقیق	۱۴	سورۃ بقرہ کی فضیلت	۱	سورۃ فاتحہ کے ام القرآن ہونے کی پہلی تقریر
۳۲	حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کیوں کھایا	۱۵	سورۃ بقرہ کا سورۃ فاتحہ سے اسی ربط	۱	دوسری تقریر
۳۳	دعوت عام کے بعد بنی اسرائیل کو خصوصی دعوت توحید	۱۶	معنوی ربط	۳	ایک سوال اور اس کا جواب
۳۴	بنی اسرائیل کے لئے اصلاحی پروگرام	۱۷	سورۃ بقرہ کے مضامین کا تفصیلی خلاصہ	۳	سورۃ فاتحہ کو تعلیم المسکدہ کی توجیہ
۳۵	بنی اسرائیل کے احوال کی پانچ انواع	۱۸	سورۃ بقرہ کی روح	۳	سورۃ فاتحہ کا خلاصہ عربی میں
۳۶	پہلی نوع نزع غیبی تربیب پر مشتمل	۱۹	حصہ اول - مضمون توحید و رسالت	۳	الحمد کے الفاظ کی تحقیق
۳۷	آخری نوع انعامات	۲۰	حصہ اول کی تمہید - اس میں دو امر مذکور ہیں	۳	الحمد کے بارے میں حضرت شیخ کی نفیس تحقیق
۳۸	دو عذاب	۲۱	ام اول - ہدایت کا سرچشمہ قرآن ہے	۳	عالم کا معنی
۳۹	پہلی نوع کا تتمہ	۲۲	ذکر کتاب تاریب فیک مختلف ترکیبیں	۳	اللہ تعالیٰ کا نظام ربوبیت
۴۰	دوسری نوع گذشتہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۲۳	ام دوم - تین جماعتوں (مومنوں - کافروں اور منافقوں)	۳	رحمن اور رحیم کے درمیان فرق
۴۱	بنی اسرائیل کو گمراہی دینے کے حکم کیوں دیا گیا	۲۴	کا ذکر	۳	اب العالین کے بعد الرحمن الرحیم کا ذکر کرنا حکمت
۴۲	قتل نفس اور ذبح بقرہ کے بارے میں حضرت شیخ کی تحقیق	۲۵	غیب کا مفہوم اور متقین کی صفات	۳	الذین کی تحقیق
۴۳	بنی اسرائیل کی تیسری خباثت	۲۶	معزلہ کا رد - مرتکب کبیرہ مخلص فی النار نہیں	۳	روز جزا کی اہمیت
۴۴	دوسری نوع کا تتمہ	۲۷	کافروں کے دلوں پر مہر جباریت کی تحقیق	۳	اہل کتاب کا تقویر آخرت اور اس کا رد
۴۵	جمادات میں شعور بسیط	۲۸	منافقوں کا ذکر	۳	دنیا و آخرت کا مالک و مختار
۴۶	اہل کتاب کی پانچ جماعتیں	۲۹	یخادعون اللہ کا مطلب	۳	ایک نعت و ایک نستعین میں تقدیم مفعول کی وجہ
۴۷	تیسری نوع بوقت نزول موجودہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۳۰	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت	۳	عبادت کا
۴۸	تیسری نوع کا تتمہ	۳۱	اللہ کی طرف استہزاء کی نسبت کا مفہوم	۳	ایک شبہ کا جواب
۴۹	چوتھی نوع بنی اسرائیل کی گج ردی اور سنگدی	۳۲	کافروں اور منافقوں کی دو مثالیں	۳	تعلیم کی دو قسمیں - ایک عبادت، دوسری عبادت نہیں
۵۰	چوتھی نوع کا تتمہ	۳۳	دونوں مثالوں کی تشریح اور تطبیق	۳	استقامت کی
۵۱	پانچویں نوع بنی اسرائیل کے بغض عدا کی انتہا	۳۴	دعویٰ توحید اور مضمون توحید اور پانچ امور پر مشتمل	۳	ایک شبہ اور اس کا جواب
۵۲	یہود کے ایک قول باطل کی تردید	۳۵	عقلی دلیل	۳	استقامت کی دو قسمیں - فوقی الاسباب اور ماتحت الاسباب
۵۳	یہود کو مبارکہ کا چیلنج	۳۶	شہداء کھ سے مراد	۳	ایک مخالف اور اس کا رد
۵۴	یہودیوں کے تین شبہات	۳۷	فنا فوقہا کے دو مطلب	۳	صراط مستقیم سے مراد
۵۵	شبہات کا جواب	۳۸	مثال بیان کرنے کی حکمت	۳	ہدایت کی دو قسمیں - فطری اور کسبی
۵۶	حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہودیوں کا افتراء	۳۹	معنی استوی علی العرش	۳	ہدایت کی قسم دوم کے چار درجے
۵۷	جادو کی تحقیق			۳	ہدایت کے مقابلے میں ضلالت (مگر اسی کے سبب چار درجے ہیں)
۵۸	ہدوت اور مارت کے بارے میں حونا نقہ			۳	الذین انعمت علیہم سے مراد چار جماعتیں ہیں -
۵۹	مسلمانوں کو دعا کہنے سے کیوں منع کیا گیا				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۹	حصہ دوم۔ پہلا حکم سلطانی	۲۰۲	یہود پر شکوی	۱۴۹	حصہ دوم جہاد۔ اتفاق جہاد سے متعلق ایک	۱۴۳	نصاری کے شبہ کا جواب
۲۲۸	تخویف برائے کفار و بشارت برائے مومنین	۲۰۳	تسل برائے پیغمبر و مومنین	۱۵۰	کنتم خیر امت کا مفہوم	۱۴۴	مشابہات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
۲۲۷	زجر برائے منافقین	۲۰۴	زجر برائے احبار و رہبان	۱۵۱	جب قوم پر عذاب آتا ہے تو اس کا ہر فرد کا ہونا	۱۴۵	مضمون توحید کا ذکر دوسری بار
۲۲۶	دوسرا حکم سلطانی	۲۰۵	مضمون جہاد کا دوبارہ اعادہ	۱۵۲	مومنین اہل کتاب کی تعریف	۱۴۶	توحید پر دلیل نقلی از کتب سابقہ و ملائمہ و
۲۲۵	ترغیب الی القتال	۲۰۶	مضمون اتفاق کا تیسری بار اعادہ	۱۵۳	مشرکوں کے خرچ کی مثال	۱۴۷	انبیاء
۲۲۴	تیسرا حکم سلطانی	۲۰۷	علماء یہود کو تخویف اخروی	۱۵۴	جنگ احد کا ذکر	۱۴۸	نثرہ دلائل مذکورہ
۲۲۳	منافقین کے قول باطل کا رد	۲۰۸	سورہ آل عمران کے چاروں مضامین کا اعادہ	۱۵۵	ہم اور حدیث نفس میں فرق	۱۴۹	توحید میں اختلاف کس نے اور کیوں ڈالا
۲۲۲	زجر و شکوی منافقین	۲۰۹	دعویٰ توحید پر عقلی دلیلیں	۱۵۶	جہاد میں کامیابی کی دو شرطیں	۱۵۰	مضمون توحید کا ذکر تیسری بار
۲۲۱	ترغیب الی الجہاد کے بعد مسئلہ توحید کا بیان	۲۱۰	آخری آیت میں سوت کا اجمالی خلاصہ	۱۵۷	ان نصبروا و متقوا کا دوسرا نمونہ	۱۵۱	نثرہ دلائل عقلی و نقلیہ
۲۲۰	چوتھا حکم سلطانی۔ منافقین کے بارے میں حکم	۲۱۱	سورہ آل عمران میں آیات توحید	۱۵۸	فرشتوں کی صنف تعداد میں تطبیق	۱۵۲	توحید کا ذکر چوتھی بار
۲۱۹	پانچواں حکم سلطانی	۲۱۲	تفسیر سورہ نساء	۱۵۹	سورہ خورای پر وعید شدیدہ	۱۵۳	جواب شبہ متعلقہ حضرت مریم علیہا السلام
۲۱۸	قتل عمد اور قتل خطا کے احکام	۲۱۳	ربط اسمی و معنوی۔ خلاصہ	۱۶۰	اخلاص سے مراد	۱۵۴	جواب شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام
۲۱۷	چھٹا اور ساتواں حکم سلطانی	۲۱۴	پہلا حصہ۔ چودہ احکام رعیت	۱۶۱	مستحقین کے دو فرق۔ اعلیٰ اور ادنیٰ	۱۵۵	جواب شبہ متعلقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۲۱۶	آٹھواں حکم سلطانی	۲۱۵	دوسرا حصہ۔ نو احکام سلطانیہ	۱۶۲	ترغیب الی الاتفاق کا پہلی بار اعادہ	۱۵۶	معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار
۲۱۵	عتق و انخوف ترغیب الی القتال	۲۱۶	تنبیہ	۱۶۳	مضمون جہاد کا اعادہ	۱۵۷	میں نہیں تھے
۲۱۴	نواں حکم سلطانی	۲۱۷	حصہ اول	۱۶۴	جہاد سے متعلق شبہ کا علی سبیل الترقی جواب	۱۵۸	توفی کے معنی کی تحقیق
۲۱۳	سوء اور ظلم سے مراد	۲۱۸	عذاب سبچے کیلئے تین باتیں	۱۶۵	زجر برائے مومنین	۱۵۹	حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ جماعی ہے
۲۱۲	وہمک مالم یکن تعلم کی تحقیق	۲۱۹	پہلا دوسرا اور تیسرا حکم رعیت	۱۶۶	غم اول اور غم ثانی سے مراد	۱۶۰	مرزا میوں کے من گھڑت قاعدہ کا جواب
۲۱۱	ما استغرق میں حقیقت نہیں	۲۲۰	چوتھا حکم رعیت	۱۶۷	حل لئامن الامر من شیء کا مطلب	۱۶۱	حضرت عیسیٰ اور ان کے متبعین و وعدے
۲۱۰	بریلوی استدلال کا رد	۲۲۱	پانچواں اور چھٹا حکم رعیت	۱۶۸	منافقین کے قول کا جواب	۱۶۲	عیسائیوں کو مباحلہ کا چیلنج
۲۰۹	ایک من گھڑت قاعدے کا رد	۲۲۲	زجر برائے منافقین	۱۶۹	گھر میں بیٹھ رہنا موت سے نہیں بچا سکتا	۱۶۳	آیت مباحلہ سے شیعوں کے استدلال کا جواب
۲۰۸	ایک غلط استدلال کا رد	۲۲۳	بنو ابریق کا واقعہ	۱۷۰	آنحضرت کے خلق عظیم کی تعریف	۱۶۴	اہل کتاب کو دعوت الی التوحید
۲۰۷	شُرک اعتقادی اور شرک فعل کی نفی	۲۲۴	شُرک اعتقادی اور شرک فعل کی نفی	۱۷۱	بشارت برائے مومنین و زجر منافقین	۱۶۵	یہود و نصاریٰ پر پانچ شکوے۔ پہلا شکوہ
۲۰۶	تنویر اول	۲۲۵	تنویر اول	۱۷۲	بشارت و تخویف اخروی	۱۶۶	دوسرا اور تیسرا شکوہ
۲۰۵	تنویر ثانی	۲۲۶	تنویر ثانی	۱۷۳	زجر برائے مومنین	۱۶۷	تخویف اخروی
۲۰۴	تنویر ثالث	۲۲۷	تنویر ثالث	۱۷۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفیں	۱۶۸	یہود کے قول کی تردید۔ چھوٹا شکوہ
۲۰۳	زجر برائے منافقین مع تخویف	۲۲۸	زجر برائے منافقین	۱۷۵	لونعلم قلانا لا تبعنا کم کا مطلب	۱۶۹	پانچواں شکوہ
۲۰۲	منافقین کی خباثتیں	۲۲۹	منافقین کی خباثتیں	۱۷۶	حیات شہداء کی تحقیق	۱۷۰	نصاری کے ایک شبہ کا جواب
۲۰۱	زجر اہل کتاب و بشارت مومنین	۲۳۰	زجر اہل کتاب و بشارت مومنین	۱۷۷	حیات انبیاء علیہم السلام کی تحقیق	۱۷۱	مضمون رسالت
۲۰۰	مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام	۲۳۱	مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام	۱۷۸	ایک اشکال اور اس کا حل	۱۷۲	زجر مع تخویف اخروی
۱۹۹	بشارت برائے مومنین اہل کتاب	۲۳۲	بشارت برائے مومنین اہل کتاب	۱۷۹	بشارت برائے و تنبیہ برائے ایشان	۱۷۳	مشابہات متعلقہ رسالت کا بیان
۱۹۸	ترغیب الی التوحید	۲۳۳	ترغیب الی التوحید	۱۸۰	تسل برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷۴	ملت اہل سیمی میں اونٹ کا گوشت حرام
۱۹۷	ایمان بالقرآن و بالرسول کی ترغیب	۲۳۴	ایمان بالقرآن و بالرسول کی ترغیب	۱۸۱	تخویف اخروی برائے کفار	۱۷۵	چونیکا جھوٹا دعویٰ
۱۹۶	تخویف و بشارت	۲۳۵	تخویف و بشارت	۱۸۲	سوال مقدمہ کا جواب	۱۷۶	سب سے پرانا عبادت خانہ کعبہ ہے
۱۹۵	خانہ پر حکم وراثت پر تنویر	۲۳۶	خانہ پر حکم وراثت پر تنویر	۱۸۳	ماکان اللہ یطعم علی الغیب کی تحقیق	۱۷۷	فرغیت حج کی شرطیں
۱۹۴	کلام کی چار صورتیں	۲۳۷	کلام کی چار صورتیں	۱۸۴	اس آیت سے مبتدعین کے استدلال کا رد	۱۷۸	زجر برائے اہل کتاب و مومنین
۱۹۳	بشارت برائے مومنین	۲۳۸	بشارت برائے مومنین	۱۸۵	اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایکا مطلب	۱۷۹	سبیل اللہ سے توحید مراد ہے
۱۹۲	سورہ نساء میں آیات توحید	۲۳۹	سورہ نساء میں آیات توحید	۱۸۶	ما قبل کے مضامین کا خلاصہ	۱۸۰	توحید پر دلیل عقلی ۵

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲	وجوب و مشروعیت قتال کی علت	۹۳	بیلونک عن الامتہ کی توجیہ	۵۷	شیخ کا مطلب
۱۲۳	اعادہ دعویٰ توحید برائے نفی شفاعت قہری	۹۴	امور انتظامیہ اور امر مصلح کے بعد جہاد کا حکم	۵۸	شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف پانچ آیتیں منسوخ ہیں
۱۲۴	نوم انبیاء کے ناقض و ضومرنے کی تحقیق	۹۵	قتال کی علت - فتنہ سے مراد	۵۹	حضرت شیخ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی منسوخ نہیں
۱۲۵	حدیث کے مختلف الفاظ میں تطبیق	۹۶	النفاق فی سبیل اللہ کا بیان	۶۰	اہل کتاب کے حالات ہم پانچ شکوے
۱۲۶	شفاعت قہری کی نفی پر جوہری اور پانچویں دلیل	۹۷	دوسرا امر مصلح - حج تمتع	۶۱	توحید پر نفی
۱۲۷	شفاعت کے متعلق نفیس تحقیق	۹۸	حج کی تین صورتیں - اذیہ	۶۲	مضمون رسالت
۱۲۸	لا اکراد فی الدین جہاد سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ	۹۹	حاجبوں کی قسمیں	۶۳	تمہید
۱۲۹	اللہ تعالیٰ کے دو تجویزی قانون	۱۰۰	جہاد کی تعریف کئی طریقوں سے	۶۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا رکبہ کے وقت دعا
۱۳۰	پہلا قانون مومنوں کے شہادت دور کرنا ہے	۱۰۱	اللہ نے بادلوں میں آنے کی توجیہ	۶۵	ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں حضور علیہ السلام کی چھ صفتیں
۱۳۱	دوسرا قانون معاندین سے توفیق ایمان چھین لینا ہے	۱۰۲	امت واحدہ میں وحدت سے مراد	۶۶	حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو وصیت کو توحید
۱۳۲	حضرت ابراہیم اور نمرود کا مناظرہ دوسرے قاعدہ پر متفرع ہے	۱۰۳	بعثت انبیاء علیہم السلام کی علت	۶۷	پرستش نہیں
۱۳۳	حضرت ابراہیم اور حضرت عمر کے دونوں واقعے پہلے	۱۰۴	مضمون النفاق کا دوسری بار ذکر	۶۸	تحویل قبلہ کے بارے میں اہل کتاب اور مشرکین کے
۱۳۴	قاعدہ پر متفرع ہیں	۱۰۵	مضمون جہاد کا تیسری بار ذکر	۶۹	شبہ کا جواب
۱۳۵	النفاق میں اخلاص کی ترغیب	۱۰۶	شہر حرام میں جواز قتال کی پانچ دلیلیں	۷۰	لفظ شہید سے علم غیب پر استدلال کا مکمل رد
۱۳۶	اخلاص کیساتھ خنثہ کرنے کی مثال	۱۰۷	شہر حرام میں قتال کا مابعد سے ربط	۷۱	تحویل قبلہ کی پہلی تفصیلی علت
۱۳۷	النفاق میں من و دہر یا سے اجتناب کا حکم	۱۰۸	پانچ ذوجہتین مسائل	۷۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار آسمان
۱۳۸	ریا کار کی خیرات کے ضائع ہونے کی مثال	۱۰۹	ایک مفید قاعدہ	۷۳	کی طرف دیکھنے کی وجہ
۱۳۹	اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنے کی مثال	۱۱۰	حتیٰ یظہرون کو فیض حقیق	۷۴	تحویل قبلہ کی دوسری اجمالی علت
۱۴۰	ریا کاری کی دوسری مثال	۱۱۱	امور انتظامیہ کا بارہ ذکر	۷۵	تحویل قبلہ کی دوسری تفصیلی علت
۱۴۱	اللہ کی راہ میں اچھی چیزیں خرچ کرنے کی ترغیب	۱۱۲	ایمان سے ما علیہ ایمان مراد ہے حضرت شیخ کا قول	۷۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفتیں
۱۴۲	چھپا کر خیرات کرنے کی فضیلت	۱۱۳	یمن لغو اور یمن غموس کا حکم	۷۷	اندنا الصراط المستقیم پر ایک شبہ کا جواب
۱۴۳	اصحاب صفی کی فضیلت اور منقبت	۱۱۴	امام ابوحنیفہ کے نزدیک لغو کی صورت	۷۸	صفا مر وہ کے درمیان طواف کا حکم
۱۴۴	ہر حال میں اور ہر وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ترغیب	۱۱۵	یمن کے ساتھ مسئلہ ایلا کار ربط	۷۹	توحید پر عقلی دلیل جو سات امور پر مشتمل ہے
۱۴۵	سود خواروں کے لئے وعید شدید	۱۱۶	عدت کا بیان	۸۰	مشرک فعلی کے رد پر دلیل عقلی کا انطباق
۱۴۶	تیسری بار امور انتظامیہ کا ذکر	۱۱۷	عدت کے لحاظ سے عورت کی سات قسمیں	۸۱	کیا انداد و اذان سے پیچھے کے بت مراد ہیں ؟
۱۴۷	ادھار لین دین کو لکھنے کا حکم	۱۱۸	ان یکمن مانی ارحامہن کا مطلب	۸۲	تخریجات غیر اللہ کا بیان
۱۴۸	کتابت اور شہادت کے متعلق ہدایات	۱۱۹	رجوع کا حق صرف دو طلاق تک ہے	۸۳	غیر اللہ کی نذروں کا بیان
۱۴۹	توحید پر جوہری عقلی دلیل	۱۲۰	مغلط سے دوبارہ نکاح کی پانچ شرطیں	۸۴	تحویل قبلہ کے متعلق اہل کتاب کے خیال کی دوبارہ توجیہ
۱۵۰	مسئلہ توحید ماننے کے بعد اللہ سے دعا مانگنے کا طریقہ	۱۲۱	بلوغ اجل سے اختتام عدت مراد ہے	۸۵	والصابرین کے منصب ہونے کی وجہ
۱۵۱	سورہ بقرہ میں آیات توحید	۱۲۲	رضاعت کے احکام		
۱۵۲	سورہ آل عمران		بیوہ کی عدت اور اس کے نکاح کے احکام		
۱۵۳	نام شان نزول - ماقبل سے ربط - خلاصہ مضامین		مس اور تعیین مہر کے لحاظ سے مطلقہ کی چار قسمیں		
۱۵۴	خلاصہ مضامین کی پہلی تقریر		مضمون جہاد کا اعادہ		
۱۵۵	توحید کے متعلق پانچ شبہات کا جواب		النفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب		
۱۵۶	رسالت پر تین شبہات کے جوابات		ترغیب الی الجہاد کیلئے ایک واقعہ کا ذکر		
۱۵۷	خلاصہ مضامین کی دوسری تقریر		طاہوت کے انتخاب پر اعتراض کرنے والوں کو تین جواب		
۱۵۸	توحید کا چھ بار ذکر		سکینہ سے مراد - حضرت شیخ کا قول		
۱۵۹	سورہ آل عمران کا مختصر خلاصہ		حضرت داؤد کے ہاتھوں جاہوت کا قتل		
۱۶۰	حصہ اول - توحید و رسالت کا بیان		اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا		
۱۶۱			شیخ نے فرمایا ولو شاء اللہ کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۴۰	سورہ زمر میں آیات توحید		سورہ یس		سورہ السجدة
	سورہ مؤمن	۹۷۹	ربط و خلاصہ، اللہ کے یہاں کوئی شفع غالب نہیں	۹۱۹	ربط و خلاصہ
	ربط و خلاصہ، اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ	۹۸۰	مہر جباریت کے لیے تمثیلات	۹۲۰	تغزیل الکتاب تمہید مع ترغیب
۱۰۴۱	پکارو۔	۹۸۱	اصحاب القریہ سے کون لوگ مراد ہیں		حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت
۱۰۴۲	تمہید کے مختلف عنوانات	۹۸۲	توحید پر عقلی دلائل	"	میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔
۱۰۴۸	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِأَمْرِنَا ذِينَ الْقَوٰمِ		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شجر کا علم عطا نہیں		ملک الموت اسم جنس ہے، یہ کسی ایک فرشتے
۱۰۴۹	مؤمن آل فرعون کی ناصیہ گھست گئی	۹۸۹	کیا گیا۔	۹۲۲	کا اسم علم نہیں
۱۰۵۱	وَقَالَ فِرْعَوْنُ لَهَا مَنْ اِئْتِنِي صَرْحًا	۹۹۰	سورہ یس میں آیات توحید	۹۲۶	سورہ سجدہ کی خصوصیات
	النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا		سورہ الصافات		سورہ احزاب
۱۰۵۳	دبر رخ، پر یہ نص صریح ہے		ربط و خلاصہ، اللہ کے برگزیدہ بندے خود	۹۲۷	ربط و خلاصہ
	سورت کا دوسرا حصہ	۹۹۱	اللہ کے نیاز مند ہیں	۹۲۹	صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین کے وفد کی آمد
۱۰۵۷	دلیل عقلی کا اعادہ	۹۹۲	فرشتوں کے عجز کا بیان	۹۳۱	وَمَا جَعَلَ اللَّهُ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ
۱۰۵۹	تسلیم اور دلیل عقلی کا اعادہ	"	جنوں کے حال کا بیان		الَّتِي اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ
۱۰۶۱	بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورہ مؤمن	۹۹۷	نہیم جنت کا ذکر	"	الْفِيهِمْ
۱۰۶۲	سورہ مؤمن میں آیات توحید		انبیاء علیہم السلام کی نیاز مندی کا بیان	۹۳۳	غزوہ احزاب کے موقع پر انعامات خداوندی
	سورہ حم السجدہ	۹۹۹	دافعات	۹۳۶	ازواج مطہرات کے لیے احکام
	ربط و خلاصہ	۱۰۰۷	سورہ الصافات میں آیات توحید	۹۳۹	لفظ اهل البيت کی تہمت
۱۰۶۳	تمہید مع ترغیب		سورہ ص	۹۴۱	لفظ خاتم النبیین کی تحقیق
۱۰۶۴	قُلْ اَمَّا كُمُ تَكْفُرُونَ عَقْلِي دِل		ربط و خلاصہ، خاصان خدا کا بعض جسمانی مصائب	۹۴۷	صلوٰۃ کا مفہوم
۱۰۶۷	وَقِيَصْنَا لَهُمْ قُرْبًا	۱۰۰۸	میں ابتلا	۹۵۱	سورہ احزاب میں آیات توحید
۱۰۶۸	دوسری عقلی دلیل	۱۰۰۱۱	انبیاء علیہم السلام کے احوال کا ذکر		سورہ سبا
	الْيَه يَرُدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ تيسري عقلی	۱۰۲۰	فرشتوں اور جنوں کے احوال کا ذکر	۹۵۲	ربط و خلاصہ
۱۰۷۵	دلیل	۱۰۲۱	سورہ ص میں آیات توحید	۹۵۷	فَلَمَّا قَضَيْتَ عَلَيْهِ الْمَوْتَ
۱۰۷۶	تحویلی اخروی		سورہ زمر	۹۶۳	وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا
۱۰۷۷	سورہ حم میں آیات توحید		ربط و خلاصہ، ہر قسم کی عبادت صرف اللہ کے	۹۶۵	طرق بسیغ
۱۰۷۸	بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورہ حم السجدہ	۱۰۲۲	لیے بجا لاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو	۹۶۶	سورہ سبا میں آیات توحید
	سورہ الشوری		خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ دوسری		سورہ فاطر
۱۰۷۹	ربط و خلاصہ	۱۰۲۵	عقلی دلیل۔		ربط و خلاصہ، مصائب حاجات میں صرف
۱۰۸۳	لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	۱۰۲۷	قُلْ اِنِّي اُخِرْتُ دِل دِل دوم	۹۶۷	اللہ کو پکارو۔
۱۰۸۴	امور متفرعہ	۱۰۳۰	تشکیل مؤمن و مشرک، ثمرہ دلیل سابق	۹۶۹	سورت کے مرکزی مضمون پر دلائل عقلیہ
۱۰۸۷	اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ دوسرا دعویٰ	۱۰۳۱	اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ کا مفہوم	۹۷۲	ذٰلِكُمْ اَللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ
۱۰۸۸	وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ پھل عقلی دلیل	۱۰۳۳	وَلَيَنْ سَأَلْتَهُمْ عَقْلِي دِل اعترافی	۹۷۳	مؤمن و کافر اور توحید و شرک کی تمثیلات
۱۰۹۰	وَلَمَنْ اَنْتَصَرْتُمْ عَلَيْهِ قَاتِلْ اِنْ اَقَامَ	۱۰۳۴	اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا	۹۷۵	توحید پر دلیل وحی، اہل ایمان کی تین جماعتیں
۱۰۹۱	لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عقلی دلیل	۱۰۳۶	اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ عقلی دلیل	۹۷۶	دلائل توحید کا ثمرہ
۱۰۹۲	وحی کے مختلف طریقے	۱۰۳۷	وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ كَامْنَمُ	۹۷۸	سورہ فاطر میں آیات توحید
"	قسم کھانے کا مقصد۔ فتح الرحمن	۱۰۳۸	وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورٍ رَبِّهَا		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲۰	مال فی کی تقسیم کا دستور	۱۲۰۳	ہی ہے -	۱۱۷۴	تسلیم برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۲۱	مال فی کے مستحق لوگوں کا ذکر	۱۲۰۴	توحید پر عقلی دلائل کا سلسلہ	"	سورۃ ق میں آیت توحید
۱۲۲۲	مال فی میں دشمنان صحابہ کا حصہ نہیں ہے	۱۲۰۵	چوتھی اور پانچویں عقلی دلیل -		سورۃ الذاریت
۱۲۲۵	توحید کے مراتب ثلاثہ کا ذکر	۱۲۰۶	چھٹی تا نویں عقلی دلیل -		ربط و خلاصہ
۱۲۲۶	سورۃ حشر میں آیات توحید	۱۲۰۷	تخلیفات اخروی	۱۱۷۵	حشر و نشر پر شواہد
	سورۃ الممتحنہ	۱۲۰۸	وَلَمَّا خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ بَشَارَتِ الْاٰخِرِیَہ	۱۱۷۶	ثبوت قیامت پر عقلی دلیل
۱۲۲۷	ربط و خلاصہ	۱۲۰۹	نعیم جنت کی تفصیل	۱۱۷۷	تخلیفات دنیوی کے نمونے
۱۲۲۸	طالب بن ابی بلتعظہ کے خط کا تذکرہ	۱۲۱۰	سورۃ الرحمن میں آیات توحید	۱۱۷۸	توحید کا ذکر
۱۲۵۱	کس قسم کے کافروں سے موات جائز ہے		سورۃ الواقعہ	۱۱۷۹	سورۃ الذاریت میں آیت توحید
۱۲۵۲	عورتوں سے بیعت لینے کا دستور	۱۲۱۱	ربط و خلاصہ	۱۱۸۰	سورۃ الطور
۱۲۵۳	سورۃ الممتحنہ کی خصوصیات	۱۲۱۲	قیامت کے ہولناک منظر کا بیان		ربط و خلاصہ
	سورۃ الصف	۱۲۱۳	قیامت کے دن لوگ تین حصوں میں بٹ جائیں گے	۱۱۸۱	حشر و نشر پر عقلی اور نقلی دلائل
۱۲۵۴	ربط و خلاصہ	۱۲۱۴	پہلی جماعت اصحاب الیمین کا ذکر	۱۱۸۲	بشارت اخرویہ
۱۲۵۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد	۱۲۱۵	دوسری جماعت اصحاب الشمال کا ذکر	۱۱۸۳	نعیم جنت کی تفصیل و ذکر توحید
	سورۃ الجمعۃ	۱۲۱۶	توحید پر عقلی دلائل	۱۱۸۴	شکری پر مشرکین
۱۲۵۸	ربط و خلاصہ، بیان توحید، دلیل دہی	۱۲۱۷	تیسری اور چوتھی عقلی دلیل	۱۱۸۵	تسلیم برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۵۹	یہود کو مباہلہ کی دعوت	۱۲۱۸	نیزوں جماعتوں کے احوال کا اعادہ	"	سورۃ الطور میں آیات توحید
	سورۃ المنافقون		سورۃ الحديد		سورۃ النجم
۱۲۶۲	ربط و خلاصہ	۱۲۲۰	سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ بَیَانِ توحید		ربط و خلاصہ، تمہید برائے اثبات رسالت
۱۲۶۳	عبداللہ بن ابی کی کذب بیانی	۱۲۲۱	توحید کے مراتب ثلاثہ کا بیان	۱۱۸۸	فَاَسْتَوٰی وَ هُوَ بِالْاَفْقِیْ اَلْاَعْلٰی
	سورۃ التغابن	۱۲۲۲	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب	۱۱۸۹	کی تفسیر
۱۲۶۶	ربط و خلاصہ	"	قراردیتی ہے	۱۱۹۰	تمہید کے بعد مرکزی دعویٰ کا ذکر
۱۲۶۸	توحید کا بیان اور جماعتی نظم کے احکام	۱۲۲۳	مختلف طریقوں سے انفاق کی ترغیب	۱۱۹۱	سورت کے دوسرے دعویٰ کا ذکر
	سورۃ الطلاق	۱۲۲۴	مؤمنین کے لیے بشارت اخرویہ	۱۱۹۳	دلیل نقلی از ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام
۱۲۷۰	ربط و خلاصہ، مطلقہ کی عدت کا بیان	۱۲۲۵	منافقین کی مؤمنین سے گفست گو	۱۱۹۵	سورۃ النجم میں آیات توحید
۱۲۷۱	حاملہ کی عدت کے احکام	۱۲۲۶	دنیا کی بے قراری کی		سورۃ القمر
۱۲۷۲	رضاعت اور سکنی کے احکام	۱۲۲۷	سورۃ الحديد میں آیت توحید		ربط و خلاصہ
۱۲۷۳	توحید پر عقلی دلیل	۱۲۲۸	سورۃ المجادلہ	۱۱۹۶	اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ و تخلیفات اخروی
	سورۃ التحریم	۱۲۳۰	ربط و خلاصہ	۱۱۹۸	تخلیفات دنیوی کا پہلا نمونہ
۱۲۷۴	ربط و خلاصہ، شان نزول	۱۲۳۱	کفارہ ظہار کا بیان	۱۱۹۹	تخلیفات دنیوی کا دوسرا اور تیسرا نمونہ
۱۲۷۵	ازدواج مطہرات کو تنبیہ	۱۲۳۲	اصلاح منافقین کے لیے قوانین	۱۲۰۰	تخلیفات دنیوی کا چوتھا نمونہ
۱۲۷۷	بشارت اخرویہ	۱۲۳۳	وَ اٰیٰتِہُمْ بَرُوْجٌ وَّ مِّنْہُ کِتٰبٌ تَفْسِیْرٌ	۱۲۰۱	التفات بسویٰ اہل مکہ
۱۲۷۸	مؤمنوں اور کافروں کے لیے ایک تمثیل	۱۲۳۴	سورۃ الحشر	۱۲۰۲	سورۃ القمر میں آیت توحید
		۱۲۳۵	ربط و خلاصہ		سورۃ الرحمن
		۱۲۳۶	یہودیوں کی بربادی		ربط و خلاصہ، برکات دہندہ صفت اللہ تعالیٰ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۳۰	إِنَّمَا نَحْنُ نَزَّلْنَا سُورَتَكَ حَقًّا	۱۳۰۴	سورة البجن	۱۲۴۹	سورة الملك
۱۳۳۱	وَأَذْكُرُ اسْمَ رَبِّكَ بَيَانِ تَوْحِيدِ		ربط و خلاصہ، دلیل نقلی از جہات		ربط و خلاصہ، برکات و ہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
"	سورة الدہر میں آیت توحید	۱۳۱۱	عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ	۱۲۸۰	دعوائے سورت پر عقلی دلائل
	سورة المرسلات		أَحَدًا	۱۲۸۱	مؤمنوں کے لیے بشارتِ اخرویہ
۱۳۳۲	ربط و خلاصہ		سورة المنزل	۱۲۸۲	پانچویں عقلی دلیل
"	و المرسلات کا مفہوم	۱۳۱۲	ربط و خلاصہ	۱۲۸۳	چھٹی اور ساتویں عقلی دلیل
۱۳۳۳	حشر و نشر پر عقلی دلیل	۱۳۱۳	قُمِ الْيَلَدَ لَا قَلِيلًا كِي تَحْتَقِ	۱۲۸۴	آٹھویں عقلی دلیل
۱۳۳۴	دوسری عقلی دلیل	۱۳۱۴	وَأَذْكُرُ اسْمَ رَبِّكَ ذَكَرُ مضمون توحید		سورة القلم
۱۳۳۵	بشارتِ اخرویہ	۱۳۱۵	تنجید کا حکم	۱۲۸۵	ربط و خلاصہ، تسبیہ
	سورة النبأ	۱۳۱۶	سورة منزل میں آیات توحید	۱۲۸۶	زجر برائے مشرکین
۱۳۳۶	ربط و خلاصہ		سورة المدثر	۱۲۸۷	إِنَّا بَلَّغْنَاهُمْ تَحْوِيلَ دنیوی کا نمونہ
۱۳۳۷	تحویلِ اخروی	۱۳۱۷	ربط و خلاصہ	۱۲۸۸	إِنَّا لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ بشارتِ اخرویہ
۱۳۳۸	احقاب کا مفہوم		تفسیر ثیاب سے مراد	۱۲۸۹	قَاصِدُ تَسْلِيَةِ بَرَاءَتِ نَبِیِّ کریم علی اللہ علیہ
۱۳۳۹	وَقَالَ صَوَابًا كِي تَفْسِيرِ	۱۳۱۸	تحویلِ اخروی	۱۲۹۰	و سلم
	سورة النازعات	"	ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا عَامِتِ		سورة الحاقة
۱۳۴۰	ربط و خلاصہ، شواہد بر ثبوت قیامت	۱۳۱۹	سَارِعُهُ مَعْوَدًا تَحْوِيلِ اخروی	۱۲۹۱	ربط و خلاصہ، تحویلِ دنیوی
۱۳۴۱	الساہرۃ کی تفسیر	"	وَمَا جَعَلْنَا عِدَّةَ تَحْوِيلِ إِلَّا فِتْنَةً	۱۲۹۲	بشارتِ اخرویہ
	عَاسْتُمْ أَشَدَّ خَلْفًا حشر و نشر پر عقلی	۱۳۲۰	خزینہ ناری کی تعداد بیان کرنے کی حکمت	۱۲۹۳	وَأَمَّا مَنْ أَفْوَى كِتَابَهُ بِشَمَالِهِ تَحْوِيلِ
۱۳۴۲	دلیل	"	كَأَلَا بَرَاءَتِ رَدِّعٍ بِمَعْنَى حَقًّا		اخروی
۱۳۴۳	آلِطَامَةُ الْكُبْرَى کا مفہوم	۱۳۲۱	وَالْقَمَرِ وَالْبَيْلِ وَغَيْرِهِ انشام کا الطباق	۱۲۹۴	وَلَوْ تَقَوَّلَ صِدَاقَتِ پیغمبر علیہ السلام کا بیان
	سورة عبس	"	بَدِيعًا مَصْدَرُ مَعْنَى اِنْذَارًا		سورة الحاقة کی خصوصیات
۱۳۴۴	ربط و خلاصہ	۱۳۲۲	سورة المدثر میں آیت توحید		سورة المعارج
"	شان نزول		سورة القيامة	۱۲۹۵	ربط و خلاصہ، تحویل و بشارت
۱۳۴۵	قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ زجر	۱۳۲۳	ربط و خلاصہ	"	تسلیم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
"	مِنْ آتَى شَيْءٌ بِخَلْقِهِ اسْتِفْهَامِ تقریری	"	لَا أَقْبِسُ ثُبُوتِ قِيَامَتِ پر شواہد	۱۲۹۸	قیامت کے ہولناک منظر کا بیان
۱۳۴۶	ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل	۱۳۲۴	تحویلِ اخروی	۱۲۹۹	مؤمنوں کی صفات کا ذکر
"	تحویلِ اخروی	"	لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ كَمَا قَبْلَ سَے ربط	۱۳۰۰	زجر مع تحویل
	سورة التکویر	۱۳۲۵	بشارتِ اخرویہ		سورة نوح علیہ السلام
۱۳۴۷	ربط و خلاصہ	"	أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ نُطْقُهُ ثُبُوتِ قِيَامَتِ پر عقلی دلیل	۱۳۰۱	ربط و خلاصہ
۱۳۴۸	وَأَذْكُرُ اسْمَ رَبِّكَ حُشْرَتِ کا مفہوم	۱۳۲۶	سورة الدهر	۱۳۰۲	دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام
۱۳۴۹	تحویلِ اخروی		ربط و خلاصہ	۱۳۰۳	ترغیب و ترہیب و دلائل عقلیہ
"	إِنَّهُ لَقَوْلُكَ رَسُولٍ اِنْشَاءً بَدِیلِ دُجی	"	هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حشر و نشر کی عقلی		ود، سواح، یغوث، یغوث اور نسر کون تھے
۱۳۵۰	وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ	۱۳۲۸	دلیل	۱۳۰۴	سورة نوح علیہ السلام میں آیات توحید
		۱۳۲۹	بشارتِ اخرویہ		
			تفصیلِ نعمِ جنت		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۹۱	سورة القارعة	۱۳۸۴	سورة البلد	۱۳۵۱	سورة الانفطار
"	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۲	ربط و خلاصہ
۱۳۹۲	شان نزول سورة التكاثر، موضع قرآن	۱۳۸۶	سورة الشمس		سورة الانفطار میں آیت توحید
	سورة التكاثر	۱۳۸۷	ربط و خلاصہ و تفسیر		سورة المطففين
۱۳۹۳	ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۸۸	سورة ایل	۱۳۵۳	ربط و خلاصہ
"	سورة العصر		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۴	تخويف و زجر
۱۳۹۴	ربط و خلاصہ	۱۳۸۹	سورة الضحیٰ		علین کی تفسیر
"	شان نزول، موضع قرآن		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۶	سورة الانشقاق
۱۳۹۵	سورة الهمزة والفیل	۱۳۹۰	سورة الم نشرح	"	ربط و خلاصہ
	ربط و خلاصہ و تفسیر		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۷	تخويف آخری
۱۳۹۶	سورة قريش	۱۳۹۱	سورة التين		احوال قیامت پر شواہد
	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۸	سورة البروج
۱۳۹۷	سورة الماعون الكوثر	۱۳۹۲	سورة العلق		ربط و خلاصہ
	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۰	تخويف و بشارت
۱۳۹۸	سورة الكافرون	۱۳۹۳	سورة القدر	۱۳۶۱	سورة البروج میں آیت توحید
	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر		سورة الطارق
۱۳۹۹	سورة النصر والہب	۱۳۹۴	سورة البقرة	۱۳۶۲	ربط و خلاصہ و تفسیر
	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر		سورة الاعلىٰ
۱۴۰۰	سورة الاخلاص	۱۳۹۵	سورة الزلزال	۱۳۶۳	ربط و خلاصہ و تفسیر
	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر		شان نزول - موضع قرآن
۱۴۰۱	سورة الفلق والناس	۱۳۹۶	سورة العاديات		سورة الاعلىٰ میں آیات توحید
۱۴۰۲	ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۹۷	ربط و خلاصہ و تفسیر		سورة الغاشية
۱۴۰۳	قرست مضامین	۱۳۹۸	ربط و خلاصہ و تفسیر		ربط و خلاصہ و تفسیر
۱۴۰۴	تصدیق صحت قرآن مجید	۱۳۹۹	ربط و خلاصہ و تفسیر		شواہد امور مذکورہ
		۱۴۰۰	ربط و خلاصہ و تفسیر		سورة الفجر
			ربط و خلاصہ و تفسیر		ربط و خلاصہ
			ربط و خلاصہ و تفسیر		اس سورت کا مختصر خلاصہ

تعارف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا علم و تقویٰ، کتاب و سنت سے عشق، اشاعت توحید میں انہماک اور راہ حق میں مقاسات شدا�ت اور آپ کے دیگر محاسن اخلاق علماء اور عوام سے پوشیدہ نہیں۔ یہ آپ کے انتہائی اخلاص اور للہیت کی برکت تھی کہ آپ نے اللہ کی توفیق سے جہنم میں ڈیرہ لگا کر ساٹھ برس تک توحید و سنت اور علوم دین کی محض وجہ اللہ اشاعت کی اور عمر بھر کسی سے ایک پائی کا سوال نہ کیا۔ اپنے ہاتھ کی محنت (کھیتی باڑی) سے کماتے، خود کھاتے، اہل و عیال کی کفالت کرتے اور طلبہ کو کھلاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرد قلندر اور درویش بادشہین سے دین کا وہ کام لیا جو کسی خائفہ کے سر پر اور کسی دارالعلوم کے مسند نشین سے بھی نہ ہو سکا۔ الاما شاء اللہ۔

جس زمانے میں آپ نے میاؤں کے رگستان میں تدریس و تبلیغ کا آغاز کیا اس وقت مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کرنا آگ سے کھیلنے کے مراد تھا چنانچہ مسئلہ توحید کی واضح تبلیغ و اشاعت کی پاداش میں آپ کو جاں گداز مصائب اور ہمت شکن شدا�ت کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنے آبائی گاؤں سے ہجرت کرنے پر مجبور کئے گئے اور اپنی آبائی زمین کے کچھ حصے سے بھی محروم ہونا پڑا مگر اس کے باوجود اس کو ہ استقامت کے پائے ثبات کو ذرا جنبش نہ ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں واں بھجراں سے چار میل دور اپنی زمینوں میں فروکش ہوئے اور وہیں چشمہ فیض جاری کر دیا۔

مسئلہ توحید کے بیان میں آپ کسی ایچ بیچ یا مدامہنت کے ہرگز روادار نہ تھے اور شرک و بدعت کے خلاف سیفِ عریاں تھے۔ اس دور میں پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں اور پیٹ کے پوجاری واعظوں نے عوام کو توحید و سنت سے کوسوں دور کر دیا تھا۔ شرک و بدعت کو دین کا درجہ دے رکھا تھا۔ اس ماحول میں مسئلہ توحید کو واضح اور شرک و بدعت کو عریاں کئے بغیر عوام کی آنکھیں کھولنا ناممکن تھا۔ اس وقت صحیح العقیدہ علماء کی کوئی کمی نہ تھی مگر شرک و بدعت کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت کسی میں نہ تھی۔ یہ سعادت حضرت شیخ قدس اللہ سرہ و نور مرقدہ کے لئے مقدر تھی۔

ایں سعادت پر زور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشنده

آپ مسئلہ توحید کے ہر پہلو کو کتاب و سنت کے نصوص سے خوب واضح کر کے بیان فرماتے اور اعمال شرک و بدعت کی واضح نشاندہی کرتے تاکہ توحید و شرک اور سنت و بدعت کے سمجھنے اور پہچاننے میں کسی کو کوئی اشتباہ نہ ہے۔ مشرکانہ عقائد رکھنے والوں آپ صاف صاف شرک کہتے تھے۔ حضرت شیخ (بردا اللہ ضریحہ) کے اس رویے کو کوتاہہ بینوں نے شدت وحدت کا نام دے کر مفت کی رسوائی مول لی ہے ان لوگوں کا اپنا حال یہ ہے کہ اشاعت توحید و سنت اور شرک و بدعت میں ان کا انداز تبلیغ ہے۔ ”لوگو! توحید و سنت پر قائم رہو اور شرک و بدعت سے بچو“ اب بتائیے ایسے مجمل جملوں سے کیا ہو گا جب تک توحید و سنت کی پوری توضیح و تشریح نہ کی جائے اور اعمال شرک و بدعت کی تعیین و تشخیص نہ کی جائے۔ اس وقت تک نہ تو حق تبلیغ ادا ہو سکتا ہے اور نہ عوام شرک و بدعت سے بچ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ (روح اللہ رحمہ) کے انداز تبلیغ کو ہدف طعن و طنز بنانے والے بیچارے خود اس مسئلہ کی اہمیت سے واقف نہیں اور ان میں سے بہت سے حضرات نے اس مسئلہ کو کما حقہ سمجھا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات منبروں پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔

یہ مسائل (مثلاً علم غیب وغیرہ) فروغی ہیں ان میں عوام کو نہ الجھاؤ۔ وغیرہ وغیرہ
جھوٹ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ راقم الحروف نے راولپنڈی کے ایک جلسہ عام میں اپنے کانوں سے
ایک "مولینا" کو سر منبر ارشاد فرماتے سنا "توحید کے قائل تو مشرکین مکہ بھی تھے انہیں حضور علیہ السلام سے جو اختلاف تھا وہ صرف
رسالت میں تھا۔" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جو علماء "منبروں پر ایسی جرات و بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان بیچاروں نے قرآن کبھی پڑھا ہی نہیں اور اگر کبھی پڑھا ہے
تو اسے سمجھا ہی نہیں۔ بیچارے ان "علماء" کا تفسیر قرآن کے بارے میں مبلغ علم صرف تفسیر جلالین ہے یا زیادہ سے زیادہ تفسیر بیضاوی
کا تھوڑا سا حصہ (صرف سورہ بقرہ) کتنے مدارس دینیہ ہیں جن میں باقاعدہ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہے؟ اب
یہ بیچارے قرآن مجید کو کیا سمجھیں گے اور مسئلہ توحید کو کیا سمجھیں گے جن کی توضیح کے لئے قرآن نازل ہوا۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تو اور رضا بچھونا ہی قرآن تھا۔ حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولینا محمد مظہر
ناٹوٹوی رحمہما اللہ تعالیٰ ایسے باخدا اور عمیق النظر علماء سے آپ نے قرآن سبقاً سبقاً پڑھا اور بلا مبالغہ سینکڑوں دفعہ جید
علماء کو پڑھایا۔ آپ قرآن مجید کے اسرار و معانی اور معارف و مہانی سے بخوبی آگاہ تھے۔ مسئلہ توحید اور اتباع سنت کو قرآن نے
جو اہمیت دی ہے اسے آپ اچھی طرح جانتے تھے اور قرآن مجید نے تبلیغ و ارشاد کے جو طریقے تعلیم دیئے ہیں ان کو بھی آپ
سمجھے ہوئے تھے۔ قرآن فہمی ہی نے ان کے اندر تبلیغ توحید کا یہ شغف پیدا کیا تھا۔ حضرت مولینا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
ایک دفعہ فرمایا تھا۔ لے

"حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بلند پایہ انسان تھے وہ فنا فی التوحید تھے اور قرآن مجید کی حرکات
وسکنت سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت کرتے تھے۔"

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ قدس سرہ کے علم و فضل اور فہم قرآن سے نہ صرف بخوبی آگاہ تھے بلکہ برملا اس کا
اعتراف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولینا عبید اللہ انور جانشین حضرت شیخ التفسیر ایک دفعہ مری جاتے ہوئے دارالعلوم راولپنڈی میں
تھوڑی دیر کے لئے فروکش ہوئے۔ آپ نے فرمایا حضرت والد صاحب نے ایک دفعہ فرمایا تھا:-

"ابن خدام الدین کے جلسوں میں میں دیگر علماء کرام کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ عوام ان سے مستفید ہوں لیکن حضرت
مولینا سید محمد نور شاہ صاحب کشمیری اور مولانا حسین علی کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ علماء کرام ان سے استفادہ کریں۔"

حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ خدا داد فہم و فراست سے قرآن مجید کو جس طرح سمجھتے تھے بلا خوف ملامت اسے اسی طرح بیان کرتے
تھے اور ان طاعینین نے اول تو کچھ سمجھا ہی نہیں اور اگر کچھ سمجھا ہے تو مصلحت بینی اور موقع شناسی کے چکر میں بیان کرنے کی اہمیت و
جرات نہیں اور طعن اس پر ہے جس نے قرآن پڑھا اور بار بار پڑھا اس کو سمجھا اس کے اسرار و رموز کو پایا اور محض لوجہ اللہ ہزاروں
کو پڑھایا اور لاکھوں کو سمجھایا۔ اَفْتَمَارُ وَتَهُ عَلٰی مَا یَرٰی

قرآن مجید نے مسئلہ توحید کو ہر پہلو سے واضح اور روشن کر کے بیان کیا ہے اور حاملین قرآن سے بھی قرآن کا یہی مطالبہ ہے کہ وہ
مسئلہ توحید کو اسی انداز میں بیان کریں اور اس کے بیان میں اجمال و ابہام سے کام نہ لیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْمُشْرِكِیْنَ

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

وَدُّوا لَوْ تُدْهِیْنَ فَنُیْدُ هُنَّ (پہلا سورہ نون غ)

وہ چاہتے ہیں کاش تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں۔

لے بروایت مولانا محمد امیر ساکن میانوالی

ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ
وَالْمُنَافِقِينَ (پک احزاب ع ۱)

اس طرح کی اور بہت سی قرآنی تصریحات کا منشا یہی ہے کہ مسئلہ توحید کے بیان میں کسی اجمال و ابہام لچک اور نرمی کو روانہ رکھا جائے۔ جو شخص ان نصوص قرآنیہ کے پیش نظر مسئلہ توحید کے بیان کرنے میں کسی مبہم اور نرم پالیسی کا روادار نہ ہو۔ اس پر شدت کا الزام دھرنہ انصاف سے بعید ہے۔ باقی رہا مشرکانہ عقائد کے حاملین کو کافر و مشرک کہنا تو اس میں بھی وہ متفرد نہ تھے بلکہ تمام علماء حق کا یہی مسلک ہے۔ بطور نمونہ قریب العہد علماء کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ فوائد موضح قرآن میں آیت وَلَا تَتَكَلَّمُوا الْمُشْرِكِينَ (پک بقرہ ع) پر تحریر فرماتے ہیں :-
”پہلے مسلمان اور کافر میں ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا۔ اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی اور کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا بُرا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت طلب کرے اس کو مختار جان کر۔“

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ قدس سرہ اپنے رسالہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں :-
”نداء غیر اگر حاضر و علم غیب جان کرے گا تو مشرک ہوگا۔“

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ ہے :-

”حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث موجود ہیں کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸۱) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱ پر ہے۔“

”پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔“

اس فتوے پر حضرت گنگوہیؒ کے علاوہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور دیگر کئی علماء کرام کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے ص ۱ پر ہے۔

”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک کافر ہے۔“

اس فتوے پر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ حضرت گنگوہیؒ حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے علاوہ متعدد علماء کی تصدیقات ثبت ہیں۔

اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ فرماتے ہیں :-

”بزرگوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متصرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہال کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے۔“ وَمَا أَهْلَ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ (فتاویٰ امدادیہ حصہ ۴ ص ۵۷)

حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ :-

”حدیث شریف میں ہے وَاِذَا اسْتَعْنْتَ فَاَسْتَعْنِ بِاللّٰهِ اور سورہ فاتحہ میں خود ارشاد ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور فرمایا اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ پس اولیاء سے مرادیں مانگنا اور ان کو متصرف جاننا سب دامن شیطان ہے اور بد ہے اور شرک ہے“ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۶۹)

ہمارے شیوخ و علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بہت سے فتاویٰ موجود ہیں جن کا یہاں استقصاء مقصود نہیں ان چند حوالوں سے صرف یہ بتانا مطلوب ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسلک میں متصرف نہیں بلکہ اپنے شیوخ اور علماء حق کے مسلک ہی پر گامزن ہیں جو لوگ اس کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کا تفسیر و تفسیر دقت قرار دیتے ہیں وہ اول تو اس بنیادی مسئلے کی اہمیت و حقیقت ہی سے ناواقف ہیں، دوم وہ غلط پروپیگنڈے کا شکار ہیں اور اپنے بزرگوں کی کتابیں دیکھنے کی انہوں نے زحمت ہی نہیں اٹھائی۔

حضرت شیخ قدس سرہ کے فہم فی القرآن، تفسیری فوائد و نکات اور مسئلہ توحید میں استغراق کو علماء حق نے بنظر استحسان دیکھا ہے جیسا کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے ارشادات گزر چکے ہیں

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے مقدمہ جواہر القرآن مرتبہ حضرت مولانا غلام اللہ خان کا مطالعہ کرنے کے بعد مولانا کو حربہ لگرافی نہ تحریر فرمایا۔ ”راستہ میں آپ کی کتاب جواہر القرآن پڑھی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ ان سے متمتع ہوئے اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ مند و ستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی رُوح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے“ (مقدمہ تفسیر جواہر القرآن صفحہ ۱)

حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوری شامی سنن ترمذی اور شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ ٹیٹاؤن کراچی حضرت محدث کشمیری قدس سرہ کی کتاب مشکلات القرآن کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

وفي اثناء ذلك تتابعت تراجم القرآن وفوائد التفسيرية بعضها صحيحة من اهل الحق كتقارير ترجمته القرآن افادها العالم العارف مولانا الشیخ حسین علی الفنجانی طال بقائه من تلامذة قطب العصر مولانا المحدث ابی مسعود رشید احمد گنگوہی الدیوبندی المتوفی ۱۳۲۳ھ (تتمۃ البیان لمشکلات القرآن ص ۲۹)

۱۹۴۵ء میں بہار پور میں منعقد ہونے والی جمعیت علماء ہند کا نفرنس سینکڑوں کا یہ علماء کی موجودگی میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی طرف سے حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہ اللہ نے حضرت شیخ قدس سرہ کی وفات پر حسب ذیل فتوہ ارسال کی۔

”جمعیت علماء ہند کا یہ اجلاس حضرت مولانا حسین علی صاحب میاں والی جو توحید کے بیان میں سیف عریاں اور تمام مشرکانہ رسوم اور بدعات کے خلاف جہل الاستقامت اور اعلاء کلمۃ الحق میں لایمخافون فی اللہ لہو مہ لائس کی شان کے حامل تھے... کے سانچہ ارتحال کو ملت کا نقصان عظیم خیال کرتے ہوئے دلی حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے“ مختصر رپورٹ اجلاس مذکور ص ۱ مطبوعہ دہلی، مولانا منظور نعمانی فرماتے ہیں :-

”اور ۱۳۵۵ھ میں قضا و قدر نے ایک عجیب اتفاق سے مجھے دو تین دن کے لئے خدمت بابرکت میں پہنچا دیا! خلاص توحید اور اس کی دعوت تبلیغ کے ساتھ اتنا شغف، اشک و شائبہ شرک سے اتنی بیزاری بلکہ ایسی عداوت، اور اتباع سنت کے ساتھ اس قدر انتہام مجھے کہیں اور دیکھنا یا نہ نہیں۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اب اس کو یاد کر کے صرف حسرت ہی ہوتی ہے مجھے خود تو ان چیزوں کی معرفت سے بہرہ نہیں لیکن بعض واقعات سے سنا تھا کہ اس زمانہ میں اس ملک میں مجددی طریق سلوک کے وہ سب بڑے صاحب ارشاد شیخ اور ان دیار میں مجددی نسبت کے واحد حامل امین تھے“ (ماہنامہ الفرقان بریلی جلد ۸ شماره ۱۰ بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ)

۱۔ مقدمہ تفسیر جواہر القرآن سے ہے۔ سجاد بخاری

مولانا محمد زکریا محدث سہارنپوری لامع الدرائی کے مقدمہ میں بحوالہ نبراس الساری مؤلفہ مولانا عبد العزیز گوجرانوالوی رقمطراز ہیں :-
 عثر علیہ ای علی کتابہ النبیر اس من اقامہ اللہ مقامہ لادشاد و ہدے الامتہ بہ سبیل الرشاد اعنی شیخہ الطریقۃ العلیۃ
 ذالمقامات الرفیعۃ صاحب النکت البید لیت فی علوم القرآن والسنة المستیة عدة اخرتی وسیلة مغفرتی شیخی ومطامی مولانا
 المولوی حسین علی الخ (رضی اللہ عنہ)
 اس کے بعد خود مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں :-

قلت وکان المستیخ من اشد الناس فی رد البدعات حتی یکفر غلاة اهل البیدۃ الخ (ایضاً)
 ہمارے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بلند پایہ مفسر قرآن صاحب بصیرت محدث، عمیق النظر فقیہ شیعہ کتب سنت،
 فنا فی التوحید اور شرک بدعت کے لئے سیف عریاں ہونے کے علاوہ عارف کامل اور تمام سلاسل تصوف میں صاحب ارشاد بھی تھے قدوة المتحدین حضرت
 علامہ محمد النور شاہ کشمیری رح سے جب آپ کے شاگرد اور داماد مولانا سید احمد رضا بجنوری نے کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا مشورہ لیا تو حضرت شاہ صاحب
 نے حضرت مولانا حسین علی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونے کا مشورہ دیا جیسا کہ بجنوری صاحب نے مقدمہ انوار الباری جلد دوم میں اس کا ذکر کیا ہے
 حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح فرمایا کرتے تھے :-

”اس وقت پنجاب میں صرف ایک ہی ولی کامل ہے اور وہ مولانا حسین علی ہیں لیکن افسوس لوگوں نے انکو ”دہلی“ مشہور کر دیا اور ان کے
 فیض سے محروم ہو گئے“

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی اور عملی پایہ علماء حق کے نزدیک مسلم تھا۔
 آئندہ صفحات میں تفسیر ”جواہر القرآن“ کے نام سے قرآنی معارف اور تفسیری فوائد کا جو بیش بہا خزینہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا
 جا رہا ہے وہ قدوة السالکین، رئیس المفسرین حضرت شیخ مولانا حسین علی قدس اللہ تعالیٰ عنہ کے تفسیری نکات پر مشتمل ہے جن کی ترتیب
 تدوین کا کام حضرت کے تلمیذ خاص شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے احقر الانام کے ذمہ لگایا اور قدم قدم پر رہنمائی فرماتے رہے اور حضرت
 شیخ قدس سرہ کے تفسیری فوائد اور قرآنی معارف سے خاص طور پر احقر کو آگاہ فرماتے رہے۔ حضرت شیخ القرآن سالہا سال تک حضرت اقدس رح کی
 خدمت میں رہے اور ان کے طرز خاص کے مطابق ان سے قرآنی علوم و معارف کی تحصیل فرمائی اور کم و بیش ۴۰ سال سے اپنے شیخ رح کے طرز پر قرآن حکیم
 کا درس دے رہے ہیں اس وقت تک پاک و ہند کے علاوہ برما، ملایا، انڈونیشیا، افریقہ، افغانستان، ایران وغیرہ ملکوں کے ہزاروں علماء
 ان کے درس سے مستفیض ہو چکے ہیں اور اپنی اپنی جگہ اسی طرز پر قرآن کی تدریس میں مصروف ہیں

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ علم قرآن میں صرف تین واسطوں — حضرت مولانا محمد منظر نانوتوی رح متوفی ۱۳۱۵ھ حضرت
 مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۲ھ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۵۵ھ — سے حضرت امام
 ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۱۵ھ کے شاگرد ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اپنے زمانے میں منفرد طرز تحقیق کے مالک اور علوم اسلامیہ میں امامت اور اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے حضرت
 شاہ صاحب رح کے قرآنی علوم و معارف حضرت مولانا حسین علی صاحب رح کو اپنے شیوخ کی وساطت سے وراثت میں ملے اس کے ساتھ انہوں نے اپنے فطری
 فہم و فراست اور خدا داد بصیرت سے کام لیا۔ اکل جلال اور صدق مقال کو اپنا شعار بنایا۔ سر و علانیہ اور ظاہر و باطن میں اتباع شریعت اور تقویٰ کو اختیار کیا
 تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآنی اسرار و رموز کی مزید راہیں کھول دیں اور قرآن فہمی میں ان کو ایسی بصیرت اور ایسا ملکہ عطا فرمایا جو ان کے کسی معاصر کو
 حاصل نہیں تھا۔ بلاشبہ حضرت مولانا حسین علی رح اپنے زمانے میں قرآنی علوم کے امام تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی معنوی تحریف کے اس دور میں ان کو محض
 قرآن کی خدمت اور حمایت کے لئے پیدا فرمایا حضرت مولانا کے انداز تفسیر کو کا حق سمجھنے کے لئے ان کی تفسیر کے مسلسل اور گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے نمونہ
 اور رہنمائی کے طور پر چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن کا وہ تفسیر میں خاص خیال فرماتے تھے۔

۱۔ ہر سورت کا ایک دعوے یعنی اس کا محور اور مرکزی موضوع ہوتا ہے جو اس میں ایک یا یا کئی بار پوری صراحت سے مذکور ہوتا ہے اور سورت کی باقی تمام آیتیں بلا واسطہ یا بالواسطہ اسی کے گرد گھومتی اور کسی نہ کسی طرز سے اس کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں مثلاً بعض آیتوں میں مرکزی دعوے کے دلائل — دلائل عقلیہ یا دلائل نقلیہ — مذکور ہوں گے بعض آیتوں میں مرکزی موضوع پر تنویر ہوگی کہیں اصل دعوے کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے لئے اس کا اعادہ ہوگا سورہ یقرہ میں دعوے توحید کا تین بار اعادہ کیا گیا ہے پہلی جگہ شرک فی الدعا۔ دوسری جگہ شرک فعلی اور تیسری جگہ شفاعت قہر کی نفی مقصود ہے۔ بعض آیتوں میں اصل دعوے کو ماننے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت اور نہ ماننے والوں کیلئے دنیوی اور اخروی تحویل کا ذکر ہوگا وغیرہ ذالک ۲۔ سورتوں کی ترتیب اتفاقی یا اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے اور ہر سورت اپنے ماقبل اور مابعد کے ساتھ باقاعدہ مرتبط ہے اسی طرح ہر سورت کی آیتیں بھی سلسلہ نظم و ربط میں منسلک ہیں۔

۳۔ آیت کا وہی مفہوم راجح ہوگا جو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہو اور آیت کے ماقبل اور مابعد سے مناسبت رکھتا ہو وہ نہ اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہو، نہ قواعد عربیت کے۔ ۴۔ حتی المقدور آیت کا ایسا مطلب بیان کیا جائے جس میں حذف و تقدیر کی ضرورت ہی پیش نہ آئے یا کم از کم اس کا ارتکاب کرنا پڑے مثلاً لفظ ”اذ“ کا متعلق عام طور پر یہ جگہ ”اذکس“ مقدر مانا جاتا ہے مگر حضرت شیخ قدس سرہ اذ کے بعد کسی مباحثہ فعل مذکور کو اس کا عامل قرار دیتے ہیں کیونکہ ظروف کا اپنے عوامل پر تقدم جائز ہے۔

۵۔ حتی الوسع آیت کا ایسا مفہوم بیان کیا جائے جس پر سرے سے کوئی خارجی اعتراض اور شبہ وارد نہ ہو اور تکلف جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آئے مثلاً الحمد للہ میں الف لام کو عام طور پر استغراق کے معنوں میں لیا جاتا ہے پھر اس سوال و جواب کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو علماء اور طلباء میں دفعہ مثلاً ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر غیر خدا کی کیوں تعریف کی جاتی ہے حالانکہ غیر خدا کی تعریفیں خود قرآن میں مذکور ہیں پھر اس سوال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ غیر خدا کی تعریف بھی دراصل خداوند تعالیٰ ہی کی تعریف ہے کیونکہ مخلوق کی تمام خوبیوں کا سرچشمہ اور عطا کنندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے کسی خوبی کی وجہ سے مخلوق کی جو تعریف ہوگی وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوگی

لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ کو اس کے حقیقی مفہوم یعنی حمد و مجمل فرماتے ہیں اور حمد سے اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت مراد لیتے ہیں۔ اب الحمد للہ کا مطلب یہ ہوگا ”صفات الوہیت یعنی وہ خوبیاں اور کمیتیں جو کسی ذات کے الحق اور معبود بحق ہونے کے لئے ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس کے سوا کسی دوسری ہستی میں نہیں پائی جاتیں“ اس مفہوم پر سوال مذکور اور اسی نوع کے دوسرے سوالات وارد نہیں ہوتے۔

اسی طرح آیات نستعین اہم صرف تجھی سے مدد چاہتے ہیں میں استعانت کو عموم پر مجمل کرنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم دن رات مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر آدمی اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں دوسروں سے استعانت کرتا اور مدد مانگتا ہے اور یہ یا مہمی استعانت نہ صرف جائز بلکہ ناگزیر ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے ”وَلَعَادَ لَوْ اَعْلٰی الْبَرِّ وَالتَّقْوٰی“ (پ ۶: مادہ ۱۱) اور یہی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ لہذا استعانت اپنے عموم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہ رہی۔ اس سوال کا جو جواب دیا جاتا ہے وہ معروف ہے اس لئے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ استعانت کو یہاں عموم پر مجمل نہیں فرماتے بلکہ استعانت سے صرف انہی امور میں استعانت مراد لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص اور اسباب عادیہ سے ماوراء ہیں مثلاً اولاد عطا کرنا، روزی دینا، بارش برسانا، بیماری سے شفا دینا، مشکلیں آسان کرنا، مصیبتیں دور کرنا وغیرہ۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں غیر اللہ سے استعانت کی نفی کی گئی ہے وہ انہی مافوق الاسباب امور سے مختص ہے جو انسانی قدرت اور طاقت سے باہر ہیں۔ جو امور اسباب عادیہ کے تحت ہیں ان میں یا مہمی استعانت و تعاون ممنوع

ہے نہ ایک فہمستین سے اس کی نفی مقصود ہے۔

۶۔ بعض مفسرین نے نسخ کا وسیع مفہوم سامنے رکھ کر کئی سوایتوں کو منسوخ قرار دیا لیکن نسخ کے خاص مفہوم۔ ”آیت کی تلاوت باقی رہے اور اس کا حکم اٹھ جائے“ کے پیش نظر علامہ سیوطی متوفی ۸۹۱ھ نے صرف اس آیتوں کو منسوخ مانا ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بیس میں سے صرف پانچ کو منسوخ قرار دیا ہے اور پندرہ کی ایسی توجہیں فرمادی ہیں کہ وہ منسوخ نہیں رہیں لیکن حضرت ایشخ مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی محکم ہیں منسوخ نہیں ہیں اور اپنے ان آیتوں کی اپنے اپنے موقع پر نہایت عمدہ توجہیں فرمادی ہے۔

تفسیر جواہر القرآن کی ترتیب میں مذکورہ بالا امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور حتی الوسع حضرت شیخ رحمہ اللہ کے افادات کو کاملاً حق بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے مزید برآں بطور تائید عربی تفسیروں کے اصل حوالے بھی ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں حضرت شیخ کے افادات کو تفسیر میں بالتفصیل بیان کرنے کے علاوہ ایک علیحدہ کالم میں اختصار کے ساتھ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ سے چونکہ ہر آیت کی تفسیر منقول نہیں تھی اسلئے اکثر متداول تفسیروں سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ کتاب ایک مکمل اور مستند تفسیر کی صورت میں اہل علم کی خدمت میں پیش کی جاسکے۔

رَبَّنَا اقْبَلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

احقر ابوالاحمد سجاد بخاری

لیلۃ الجمعة ، ۱۲ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ



تقریبات مشاہیر علماء اسلام و آراء مشائخ عظام

(۱) مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

کی رائے

راستہ میں آپ کی کتاب جواہر القرآن پڑھی۔ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی۔ اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ ان سے متمتع ہوئے۔ اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ ہندوستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔

لے اس سے تفسیر جواہر القرآن کا مقدمہ مراد ہے جو پہلے کی بار علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے (س۔ ب)

(۲) تقریظ رئیس المحدثین، یادگار سلف، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین حبیب غوثی

خلیفہ مازون رئیس مفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَصَلَّى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ خَلْقِهِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ - أَتَابَعْتُ فِيَقُولُ الْمُسْكِينُ نَصِيرُ الدِّينِ الْغُورِ غُثْنَوِي، اَلِي نَظَرْتُ فِي هَذَا التَّفْسِيرِ وَكَرَّرْتُ النَّظَرَ وَالْمُطَالَعَةَ فَوَجَدْتُهُ بِحَمْدِ اللَّهِ وَمَقْدَهُ نَافِعًا مُفِيدًا لِلنَّاسِ - مَبَارَكًا - وَاَلِي اِسْأَلُ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اَنْ يَنْفَعَهُ بِهِ الْمُسْلِمِينَ وَيَعْصِمَهُ عَنِ شَرِّ الْمُبْطِلِينَ وَالْحَاسِدِينَ - وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - (شيخ الحدوث مولانا نصير الدين غوثي)

(۳) تقریظ صاحب مدرار، بحر ذخار استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ولی اللہ صاحب میانوال

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا - مولانا غلام اللہ خان صاحب کی مرتب کردہ تفسیر قرآن حکیم کو میں نے بعض مقامات سے بغور دیکھا۔ الحمد للہ کہ اقتضائے زمانہ کے مطابق تشریح و توضیح بزبان اردو نہایت سادہ، عام فہم اور بہت محققانہ ہے۔ میں نے کوئی چنیئر اس میں خلاف مسلک اہل حق نہیں پائی۔ مولانا موصوف کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو فوز دارین نصیب فرمائے اعلیٰ درجہ اور رضوان کے اعلیٰ درجات سے مالا مال کرے اور اہل اسلام کو اس کے پڑھنے پڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین - واللہ ولی التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ۔ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

وَإِنَّا الْعَبْدُ الْعَاجِزُ وَلِي اللَّهِ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ مِيَانَوَال، ضلع گجرات

(۴) تقریظ محدث خیر فقیہ بصیر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب، عثمانی

شیخ الحدیث دارالعلوم ٹنڈوالہ یار

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلَاةِ بَدَوْنِ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ مَعَ جَوَاهِرِ الْقُرْآنِ اَزْ مَوْلَانَا حُسَيْنِ عَلِي صَاحِبِ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَتَرْجُمَةِ شَيْخِ الْعَالَمِ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ الْحَسَنِ دِيُونَدِي قَدْ سَرَّهْ وَفَوَائِدِ مَوْضِعِ الْقُرْآنِ اَزْ حَضْرَتِ تَرْجَمَانِ الْقُرْآنِ مَوْلَانَا شَاهِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ مُحَدِّثِ دِلْہُوِي وَفَوَائِدِ فَتْحِ الرَّحْمَنِ اَزْ مَجْدِدِ وَمُحَدِّثِ الْبَنْدِ شَاهِ وَلِي اللَّهِ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ كَيْ مَطْبُوعَةٍ مَمْنُونَةٍ كَمَا مَطَالَعَةٍ كَيْ جَوْشَنِ مِيرِ پَسِ آيَا نَقَا، مَا شَاءَ اللَّهُ فَهَمَّ الْقُرْآنِ كَيْ لَيْ اَرْدُو مِیْسِ یَہْ قُرْآنِ مَتْرَجَمِ وَمُحَشَّی بَہْتِ مَعِیْنِ ہُوگا۔ اللہ تعالیٰ مگر ہی مولانا غلام اللہ خان صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے یہ عمدہ مجموعہ مرتب فرما کر شائع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو مقبول اور مسلمانوں کو اس سے منفعہ فرمائیں۔ والسلام۔

ظفر احمد عثمانی عفی عنہ، از دارالعلوم، ٹنڈوالہ یار

(۵) تقریظ جامع علوم نقلیہ و ماہر فنون عقلیہ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا رسول خان ضا

شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کی تفہیم جو اہل القرآن ولای الفرقان پارہ اول کے بعض مقامات نظر سے گزے ہیں تفسیر میں بحمد اللہ مقاصد قرآن کریم باحسن الطرق بیان کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور تفسیر کو ہدیٰ للناس کا مصداق بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد رسول خان عفی عنہ، جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

(۶) تقریظ جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب بہبوی

خليفة مجاز حضرت مولانا محمد علی صنا تھانوی سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

فخرہ و نصیحی علی رسولہ الکریم۔ ابا بعد۔ احقر نے اس کلام مجید کو اور حواشی و ترجمہ کو مختلف مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل کیا حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب جو ایک مشہور عالم اور تفسیر سے کافی شغف رکھتے ہیں، انہوں نے کافی عرق ریزی اور کوشش سے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کے ارشادات کو مرتب کر کے عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ یہ بہترین ذخیرہ ہے۔ کلام اللہ سمجھنے کے لئے اس میں سہل ورا خضر طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کی کوشش کو قبول فرمائے۔ میں برگز اس قابل نہیں ہوں کہ اتنے بڑے بڑے بزرگان دین اور حضرات مشائخ عظام کے ارشادات کے متعلق کچھ عرض کر سکوں مگر بعض حضرات کے اصرار پر دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن کے فہم کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ ناکارہ کو اور جملہ ناظرین و سامعین و تالین کو صلاح و سعادت و دارین عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ فقط

(شیخ الحدیث مولانا) احقر العباد بندہ عبد الرحمن غفرلہ کیملپوری (خليفة مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ و سابق صدر المدرسين و شيخ الحديث مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور)

(۷) تقریظ خطیب اسلام حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری

خطیب جامع کالری گجرات۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى۔ ابا بعد۔ تفسیر جواہر القرآن مع مقدمہ کا مطالعہ نصیب ہوا۔ الحمد للہ مطالب و معانی اور ربط السور والایات میں بے نظیر پایا۔ پاک و ہند میں قدیم و جدید تعلیمیافتہ طبقات (خصوصاً طلبائے کرام و علمائے عظام) کے لئے انشاء اللہ العزیز بہت مفید اور نادر الوجود تحفہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کو اہل اسلام کی طرف سے جزا یا حسن عطا فرمائے جنہوں نے سلطان العارفین رئیس المفسرین سند الفقہاء والمحدثین شیخنا و مرشدنا حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلفا عن سلف امانت قرآنی کو باحسن طریق تالیف و طبع کر کے تمام علمی حلقوں تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے اس نعمت عظمیٰ اور خدمت حسنیٰ کو دارین میں باعث فلاح و فوز اور ذریعہ نجات بنائے۔ جن حضرات نے اس تفسیر بے نظیر میں کسی قسم کی بد خدمت اور اعانت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت کاملہ و فضل و رحمت سے ان سب کو دونوں جہان میں اجر جزیل و جزیر جمیل عنایت فرمائے۔ ویرحمہ اللہ عبد افتال امیناً۔ والحمد لله رب العالمین۔

عنایت اللہ بخاری عفی عنہ مدرسہ جامع، گجرات

(۸) تقریظ مفسر قرآن شاح حدیث، شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، گوجرانوالہ

سابق مدرس، دارالعلوم، دیوبند

فخرہ و نصیحی علی رسولہ الکریم۔ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کی تفسیر کے متعلق احقر کی ناقص رائے یہ ہے کہ یہ

آفتاب آمد و میل آفتاب گریلے بابت ازور و متاب

جب اس تفسیر بے نظیر کی طرف کوئی صاحب مراجعت کریں تو انہیں یہ خوشخبری دینا بڑا بر محل ہے کہ محمد اللہ علی الخیر سقطت و

من البصیر استفتت۔ تفسیر کیا ہے، شیدایانِ توحید اور مشائقانِ علوم کلام مجید کے لئے جواہر مغز و نہ اور لالی منظومہ جس میں لا الہ الا اللہ کے معنی کو اصل اور صحیح تقاضا کے مطابق سمجھایا گیا۔ فاغتنمہ فائزہ اجدے من تفاریق العصۃ ولا بطل سحر الساحرین مثل عصۃ موسیٰ فجنہ اللہ تعالیٰ مؤلفہ عنی وعن سائر المسلمین احسن الجزاء واجمل العطاء واللہ الموفق الاحقر شمس الدین ناظم و مدرس جامعہ صدیقیہ، گوجرانوالہ

(۹) تقریظ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب۔ ساکن مرجان ضلع کیمبلپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ۔ اما بعد۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نزولِ قرآن سے پہلے بیدینی اور کفر و شرک اپنی انتہاء کو پہنچ چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی دنیا میں کفر و الحاد، مادہ پرستی اور شرک و بدعت کا زور ہو جائے اس وقت قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ ہر طرف الحاد، مادہ پرستی اور شرک و بدعت کی لگھٹائیں چھا رہی ہیں اس لئے اب مسلمانوں کو ان کی پیٹ سے بچانے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کے مضامین کو عوام و خواص کیلئے قریب الفہم بنایا جائے۔ الحمد للہ تفسیر جواہر القرآن جس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری فوائد و نکات جمع فرمائے ہیں اس میں وہ تمام چیزیں آگئی ہیں جن کا جاننا قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عوام و خواص کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے اور مولانا کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

الاحقر غلام مصطفیٰ عفی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

(۱۰) تقریظ حضرت علامہ مولانا مفتی سیاح الدین صاحب، کاکا خیل

صدر مدرس مدرسہ اشاعت العلوم لاپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَّ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ۔ اما بعد حضرت مولانا حسین علی صناداں بھٹا والے رحمۃ اللہ علیہ ایک جید اور ممتاز عالم دین اور اپنے وقت کے ایک شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے تمام عمر دوسرے علوم دینیہ کی خدمت کے علاوہ خاص طور پر قرآن مجید کی تفسیر و تشریح اور تعلیم و تدریس میں اس طرح گزاری تھی کہ قرآنی علوم میں سے خاص طور پر مسئلہ توحید کو نہایت شرح و بسط اور پوری تفصیلات کے ساتھ واشکاف الفاظ میں پھیلایا۔ اور مسلسل سعی و جدوجہد میں لگے رہے اور اسی طرح عوامی افادہ و اصلاح کے علاوہ ایسے تلامذہ کا ایک خاص حلقہ بھی تیار کیا جو ان کے بعد ان کے اس دینی اور علمی کام کو اسی طرز و انداز پر جاری رکھ سکیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید سے ایک خاص شغف تھا۔ اور وہ کثرتِ مزاولت، خداداد ذہانت و ذکاوت اور خاص ذوق استنباط کی بناء پر قرآنی علوم کے نکات و معارف آیات الہی سے نکالا کرتے تھے۔ اور ربط آیات و سورتوں کے بارے میں بھی ان کا ایک خاص مجتہدانہ انداز تھا۔ ان علمی نوادر اور تفسیری نکات و لطائف کو انہوں نے خود تو کسی خاص تفسیر میں قلمبند نہیں فرمایا لیکن ان کے خصوصی تلامذہ کے واسطے سے یہ چیزیں کچھ نہ کچھ محفوظ رہ گئیں۔ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسئلہ توحید کے اظہار و بیان میں تشدد تھا۔ اور بعض صحیح العقیدہ حضرات علمائے کرام بھی نیک نیتی کے ساتھ ان تعبیرات اور طرز ادا کو اپنے خیال میں پسند نہیں فرماتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس تشدد اور تعبیر کی سختی میں بڑا دخل مخالف ماحول اور ان علاقوں میں شرکیہ اقوال و اعمال اور بدعتات کے فروغ کو بھی دخل تھا۔ دراصل مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں میں اس مسئلہ توحید کی اہمیت دوسرے سب مسائل سے زیادہ تھی اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیا کی

اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا تھا اور وہ جب دیکھتے تھے کہ عام مسلمان کیا بلکہ علماء و مشائخ بھی اس کو وہ اہمیت نہیں دے رہے ہیں اور توحید خالص کے منافی اقوال و اعمال کو سن کر اور دیکھ کر چشم پوشی کرتے ہیں تو وہ اپنی شدت احساس، طبیعت کی تیزی اور عشق توحید میں سرشاری کی وجہ سے بے اختیار صحیح مسائل کی تعبیر و اداء میں تشدد اختیار فرماتے تھے۔

نوار تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی حدی را تیز ترمی خواں چو محمل را گراں بینی

نیز مخالفین کی بے جا ضد و عناد اور مکابہ کو دیکھ کر جذبات کا بے قابو ہونا عام حالات میں ایک فطری امر ہے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے مسترشدین و تلامذہ نے حق تلمذ ادا کر کے توحید و سنت کی اشاعت اور قرآن مجید کی تعلیم تدریس کا یہ سلسلہ پورے ملک میں جاری رکھا چنانچہ آپ کے حلقہ تلامذہ و مریدین میں سے ایک خاص تلمیذ و مسترشد اور ممتاز و مستند جید عالم دین مولانا غلام اللہ خان صاحب نے عرصہ دراز سے راولپنڈی شہر میں تعلیم الہیہ کے نام سے ایک مرکزی ادارہ قائم کر کے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس اور مسئلہ توحید کی اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ سال بھر دوسری کتب دینیہ اور تفسیر و حدیث کی تعلیم تدریس ہوتی ہے اور شعبان و رمضان المبارک میں ملک کے مختلف اطراف و جوانب سے چار پانچ سو طلبہ اس حتمہ فیض اور مرکز علوم قرآنی سے تفسیر قرآن مجید کے استفادہ کے لئے آجاتے ہیں جن میں ابتدائی کتب عربیہ پڑھنے والے طلبہ سے یک دروہ حدیث کی تکمیل کر کے سند یافتہ حضرات تک شامل ہوتے ہیں ان طلبہ کو حضرت ممدوح نہایت محنت و جانفشانی اور پورے انہماک و توجہ کے ساتھ حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس سرہ العزیز کے طرز پر قرآن مجید کا درس دیکر فارغ کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح ہر سال یہ سینکڑوں طلبہ اپنی علمی استعداد اور ظرف کے مطابق قرآن مجید کچھ کیر جاتے ہیں۔ اور مولانا موصوف کے اخلاص، سعی پیہم اور مسئلہ توحید کے ساتھ الہام عشق و محبت کا اثر ہے کہ وہ ان چند دنوں میں تمام طلبہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور جب وہ رمضان المبارک گذار کر اس درگاہ سے نکلتے ہیں تو بادہ توحید سے ایسے سرشار ہو کر نکلتے ہیں کہ پھر وہ علامہ اقبال مرحوم کے قول کی مطابق یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند بہار ہو کہ خنراں لا الہ الا اللہ

ہر جگہ اور ہر موقع پر فصل لالہ و گل کا انتظار اور موسم بہار اور موسم خزاں کا فرق کئے بغیر یہی نغمہ توحید سناتے رہتے ہیں جیسا کہ ذکر کر چکا ہوں۔ شرکا، دروہ تفسیر طلبہ کی علمی استعداد مختلف اور کم و بیش ہوتی ہے۔ اس لئے بعض کم استعداد طلبہ اگر دلائل اور ان کے مقدمات و مبادی کو پورے طور پر علمی انداز میں ضبط بھی نہ کر سکیں لیکن مطالب و نتائج پر سب کا یقین پختہ ہو جاتا ہے اور اس پختہ یقین کی بناء پر وہ توحید و سنت کے داعی بجز کام کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات میں خوب مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں اور آج دیکھا جاتا ہے کہ پورے ملک میں انہی نعمات توحید کی گونج سنائی دیتی ہے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اس مقصد کے لئے دارالعلوم تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ ماہوار صحیفہ "تعلیم القرآن" بھی جاری کیا ہوا ہے جس کی ترتیب و ادارت کا کام ایک نیک سیرت و نیک کردار مستند عالم دین فاضل دیوبند مولانا سید احمد حسین صاحب سجاد بخاری مدظلہ کے سپرد ہے۔ اس ماہنامہ میں دوسرے علمی اور دینی مضامین کے علاوہ بالالتزام تفسیر قرآن مجید کا کچھ حصہ مولانا غلام اللہ خان صاحب کے قلم سے شائع ہو رہا ہے جس میں مولانا موصوف خصوصاً طور پر ان آیتوں کی تفسیر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز و انداز پر کرتے ہیں جن کا تعلق مسئلہ توحید کے ساتھ خاص طور پر ہے۔ اور ساتھ ہی مولانا کی بعض توجہات و مرجحات کی تائید و تصدیق کے لئے کتب سلف اور تفاسیر متقدمین کے حوالے بھی درج کر دیتے۔ اب تفسیری اجزاء کو ایک مستقل تفسیر کی شکل میں شائع کر نیکا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ ایک مستحسن فیصلہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تفسیر کے مطالعہ سے عام مسلمانوں کو عموماً اور طلبہ قرآن مجید کو خصوصاً بہت فائدہ پہنچے گا۔ ربط آیات کی ایسی بہت سی تقاریر اور بہت سے ایسے تفسیری نکات و لطائف کا علم اس تفسیر کے ذریعہ سے ہو جائیگا جو حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی علمی نوادر شمار ہوتے ہیں۔ نیز اکابر سلف اور تفاسیر متقدمین کے بہت سے ایسے حوالے اس تفسیر کے واسطے سے عام طلبہ کو مل جائیں گے جن تک براہ راست ان کا پہنچنا مشکل ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ دوسری کتب کی طرح قرآن مجید کی کوئی تفسیر بھی بہر حال انسانی تصنیف ہوتی ہے

اور اس میں مصنف سے نادانستہ یا غلط فہمی کی بنا پر کوئی لغزش علمی طور سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر کسی مسئلہ یا مسئلہ کی تعبیر اور طرز ادا میں دوسرے اہل علم کو اس مصنف سے اختلاف ہو تو یہ علمی انداز نہیں کہ ان چند مسائل یا تعبیرات کی وجہ سے پوری کتاب کو مہذب تنقید بنا کر لوگوں کو اس کے مطالعہ سے روکا جائے۔ اور پوری کتاب سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ ڈال دی جائے۔ بلکہ چاہیے کہ جذبہ خیر خواہی اور پوری دیانتداری کیساتھ علمی طور پر ان باتوں پر دوبارہ غور کریں کی نشاندہی کی جائے اور دلائل و براہین کی روشنی میں ان پر تنقید کی جائے۔ اس طرح خود مصنف کو بھی ان باتوں پر دوبارہ غور کرنے کی طرف متوجہ کیا جاسکتا ہے اور نامناسب فضا بھی قائم نہیں ہوتی۔ اور قارئین کتاب بھی غلطیوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اسلاف کا یہی طریق کار رہا ہے۔ میں مثال کے طور پر علامہ زرخش رح کی مشہور تفسیر کشاف کو پیش کرتا ہوں۔ یہ حقیقت تو بالکل ظاہر و ثابت ہے کہ بہت سی آیات کی تفسیر علامہ زرخش رح نے اپنے مسلک اعتراف کے مطابق اس انداز سے کی ہے جس سے معتزلہ کی تائید ہوتی ہے اور اہل سنت کے مسلک حق کے مطابق آیات کی وہ تفسیر درست نہیں لیکن اس کے باوجود چونکہ کشاف میں بہت سی ایسی خوبیاں اور بلاغت کے نادر نکات و معارف اور لغوی اور نحوی تحقیقات ہیں جن سے فائدہ اٹھانا بہر حال ضروری ہے تو بعد میں آنے والے ائمہ مفت سن مثلاً امام رازمی رح قاضی بیضاوی رح، ابوالسعود رح اور علامہ آلوسی رح نے اگرچہ ان خاص آیات کی تفسیر میں کشاف کی رائے قبول نہیں کی بلکہ ان پر تنقید کر کے دلائل و براہین کے ساتھ اس کے جوابات دیے لیکن علامہ زرخش رح اور اس کی تفسیر کی عظمت و منزلت کا انہوں نے ہمیشہ اعتراف کیا۔ بلکہ ان تمام تفاسیر کا بنیادی ماخذ یہی کشاف ہی ہے۔ آپ اگر بغور مطالعہ فرمائیں تو ان تفاسیر میں کشاف کی پوری پوری عبارتیں بعینہ آپ کو موجود ملیں گی جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہمارے اکابر میں تنگ نظری کبھی بھی نہیں تھی کہ چند مسائل میں اگر اختلاف ہوا تو پوری کتاب کو متروک قرار دیا ہو۔

اکابر علماء و مفسرین کے اس مسئلہ اور معقول اصول کی روشنی میں بھی امید کرتا ہوں کہ اہل علم اس تفسیر کے بارے میں بھی یہی عادلانہ اور علمی نظریہ اور رویہ اختیار فرمائیں گے۔ اگر کسی خاص مسئلہ یا اس کی تعبیر میں وہ اختلاف رکھتے ہوں تو اس کی بنا پر اس کے مفید اور علمی اجزاء سے لوگوں کو محروم نہ کریں۔ اور پوری تفسیر کو قابل ترک اور مہذب تنقید نہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولینا کو دین اور علم دین اور خاص کر اشاعت علوم قرآن مجید کی خدمت کے لئے تادیر زندہ و سلامت اور ہر فتنہ و آفت سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین اللہم یا رب العالمین۔

احقر العباد سید سیاح الدین کا کاخیل مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد لالہ پور شہر

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۳ھ بروز جمعہ المبارک

(۱۱) تقریظ مجاہد ملت حامی سنت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ ضا، بخاری

صدر تنظیم اہل سنت، پاکستان (ملتان)

شیخ القرآن حضرت مولینا غلام اللہ خان صاحب مظلہ العالی کو رب العزت نے اپنے کلام قدیم قرآن کریم کی خدمت کے لئے چن لیا ہے، آپ نے کتاب اللہ کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

قرآن کریم کا زیر نظر ترجمہ اور تفسیر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ترجمہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر (جو اہل القرآن) اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہما اللہ کے فوائد کی ترتیب و اشاعت قرآن کریم کی ایک بے مثال خدمت ہے۔ جو اللہ رب العزت نے اپنے ایک مقبول بندہ حضرت شیخ القرآن سے لی ہے۔ میں اس اعزاز و شرف پر حضرت مظلہ کی خدمت میں مدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

سید نور الحسن بخاری خادم تحریک تنظیم اہل سنت پاکستان (ملتان) یکم شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

دیباچہ موضح قرآن

از حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۲۳۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الہی شکر تیرے احسان کا ادا کروں کس زبان سے کہ ہماری زبان گویا کی اپنے نام کر۔ اور دل کو روشنی دی اپنے کلام کر۔ اور امت میں کیا اپنے رسول مقبول کی جو اشرف انبیاء اور نبی الرحمت جس کی شفاعت سے امیدوار ہیں ہم کہ پاویں دو جہان کی نعمت۔ الہی اس نبی امت پر در کو اپنی رحمت کامل سے درجات اعلیٰ فیض کر جو حد نہ ہو کسی مخلوق کی۔ اور اپنی عنایت اس پر ہمیشہ افزوں رکھ دنیا اور آخرت میں اور اس کی آل اطہار پر اور اصحاب کبار پر اور اس کی امت کے علماء مقتدا پر اور اولیاء با صفا پر اور غریبار اور ضعفا پر۔ سب پر آمین یا رب العالمین

بعد ازیں سنا چاہیے کہ مسلمان کو واجب ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات جانے اور اس کے حکم معلوم کرے اور مرضی اور نامرضی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں۔ اور جو بندگی نہ بجا لاوے وہ بندہ نہیں۔ اور اللہ سبحانہ کی پہچان آوے بتانے سے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے محض نادان سب چیز سیکھتا ہے کھانے سے۔ اور بتانے سکھانے والے ہر چند تقریریں کریں اس برابر نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ بتایا۔ اس کے کلام میں جو ہدایت ہے۔ دوسرے میں نہیں پھر کلام پاک اس کا عربی ہے اور ہندوستانی کو اور اک اس کا محال۔ اس واسطے اس بندہ عاجز عبدالقادر کو خیال آیا کہ جس طرح ہماری والدین رگوار حضرت شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم محدث دہلوی ترجمہ فارسی کر گئے ہیں سہل و آسان۔ اب ہندی زبان میں قرآن شریف کو ترجمہ کرے۔ الحمد للہ کہ شانہ بارہ سو پانچ میں میسر ہوا۔

اب کئی باتیں معلوم رکھیں۔ اول یہ کہ اس جگہ ترجمہ لفظ بلفظ ضرور نہیں کیونکہ ترکیب ہندی عربی سے بہت بعید ہے۔ اگر بعینہ وہ ترکیب رہے تو معنی مفہوم نہ ہوں۔ دوسری یہ کہ اس میں زبان ریختہ نہیں بولی بلکہ ہندی متعارف تا عوام کو بے تکلف دریافت ہو۔ تیسری یہ کہ ہر چند ہندوستانیوں کو معنی قرآن اس سے آسان ہوگا لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا لازم ہے۔ اول معنی قرآن بغیر سند معتبر نہیں۔ دوسرے ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچاننا اور قطع کلام سے بچنا بغیر استاد نہیں آتا۔ چنانچہ قرآن زبان عربی ہے پر عرب بھی محتاج استاد تھے۔ چوتھی شہادت یہ کہ اول فقط ترجمہ قرآن کا ہوا تھا۔ بعد اس کے لوگوں نے خواہش کی۔ تو بعضے فوائد تائید بھی متعلق تفسیر داخل کئے۔ اس فائدے کے امتیاز کو حرف فاشان رکھا۔ اگر کوئی مختصر چاہے صرف ترجمہ لکھے۔ اگر مفصل چاہے فوائد بھی داخل کرے۔ باقی قواعد خط ہندی لکھنے میں طول ہے استاد سے معلوم ہوں گے۔ البتہ ہندی میں بعض چیز لکھتے ہیں کہ فارسی میں نہیں۔ اس سبب سے فارسی خواں اول اکتا ہے۔ دوحزہ دیکھئے تو ماہر ہو جائے۔

اور اس کتاب کا نام موضح قرآن ہے اور یہی اس کی صفت ہے۔ اور یہی اس کی تاریخ۔ الہی و سیدی و مولائی تیری عنایت ہے۔ اور تو ہی قبول کر اپنے فضل سے یا رُدُف یا رَحِیْمُ یا مالِکُ الْمَلِکُ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

دیباچہ موضح قرآن از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی۔ مطبع اسلامی مدراس کے مطبوعہ قرآن مجید مع ارواح ثلاثہ سے نقل کیا گیا۔ اور تفسیر جواہر القرآن کے ساتھ فیروز سنز پریس بیرون شیر نوالہ دروازہ لاٹو میں چھپوایا گیا۔ طباعت ماہ شعبان ۱۳۸۵ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ فالحمد للہ اولا و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و علی جمیع عبادہ الصالحین۔ لیلاً و نہاراً۔ مکتبہ الفقیر ابوالاحمد السجاد البخاری۔ وقت عصر من یوم الجمعۃ التاسع عشر من رجب سنۃ ثلث و ثمانین بعد الالف و ثلث مائۃ من ہجرۃ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام،

مقدمہ تفسیر جواہر المشان

از افادات

رئیس المفسرین حضرت مولانا حسنین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترتیب

شیخ القرآن مولانا علام اللہ خاں صاحب

نظر ثانی و ترتیب جدید

سید ابوالاحمد سجاد بخاری



حصہ اول در بیان اصطلاحات

اصطلاح (۱) دعویٰ یا موضوع سورت

دعویٰ یا موضوع سورت سے مراد سورت کا مرکزی مضمون ہے جو تمام سورت کے لئے بمنزلہ محور ہوتا ہے۔ سورت کے باقی مضامین اسی کے گرد چکر لگاتے ہیں یا اس کی مثال بنتے اور تخم کی سی ہے۔ جس طرح درخت کے ہر پتے اور شاخ میں تخم کا اثر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ہر درخت کے پتوں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ بعینہ اسی طرح سورت کی ہر آیت کو اصل دعویٰ سے ضرور کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے اور اس دعویٰ کی بنیاد پر ایک سورت دوسری سورت سے ممتاز نظر آتی ہے۔ اس کی مثال دلائل کے ضمن میں آئے گی۔

اصطلاح (۲) دلیل

دلیل اس بیان کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ ثابت کیا جائے۔ قرآن مجید میں دعویٰ ثابت کرنے کے لئے چار قسم کے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ (۱) دلیل عقلی محض (۲) دلیل عقلی مع اعتراف الخصم (۳) دلیل نقلی اور (۴) دلیل وحی۔

دلیل عقلی اس دلیل کو کہتے ہیں جس میں ایسے امور مذکور ہوں جن کا تعلق عقل سے ہے۔ دلیل عقلی کے ذریعے ہر صاحب عقل دعویٰ کو سمجھ سکتا ہے۔ اگر مخاطب کافر و کافر ہو تو بھی عقل سلیم اسے یہ بات منوالے پر مجبور کرے گی کہ جو امور دلیل میں مذکور ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے قبضہ قدرت میں نہیں ہیں نہ کسی نبی یا ولی کے نفرتہ کے۔ اس لئے اللہ کے سوا کوئی عبادت اور یکار اور نذر و منت کے لائق نہیں۔ اسی طرح اگر مخاطب دیر پر ہو تو عقل سلیم اسے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر آمادہ کرے گی کہ مذکور فی الدلیل امور کا نظام خود بخود نہیں چل سکتا بلکہ ایک قادر قیوم ہی اس کا نظام کو چلا رہا ہے اور یہ کاہل و غافل کا نہیں ہے۔ مثال دیکھو: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝** (بقرہ ۲۱) اس میں **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا** دعویٰ تو حید ہے یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو پھر **الَّذِي خَلَقَكُمْ** سے **رِزْقًا لَكُمْ** تک دلیل عقلی ہے یعنی تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کر نیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی طرح تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اسی نے بنایا اور آسمان سے مینہ برس کر زمین سے تمہاری روزی کا سامان بھی اسی نے پیدا کیا۔ تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا اس کے بعد **فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا** دلیل کا نتیجہ ہے۔ یعنی جب تم جانتے ہو کہ یہ سارے کام کر نیوالا اللہ ہے تو پھر کسی کو عبادت میں اس کا شریک نہ بناؤ۔

تنبیہ یہاں دعویٰ میں حصر ہے جیسا کہ مفہوم میں ظاہر کر دیا گیا ہے اور نتیجہ بھی اس پر بروحت سے دلالت کرتا ہے تو دعویٰ کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ کو معبود مانو بلکہ مقصد یہ ہے صرف اللہ ہی کو معبود مانو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ کیونکہ نزول قرآن سے پہلے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ سب خدا کو اپنا معبود مانتے تھے لیکن وہ اس کے ساتھ اور کئی کئی شریک کہتے تھے۔ اس لئے شرک سے منع فرمایا اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

دلیل عقلی مع اعتراف الخصم یہ وہ دلیل عقلی ہے جس کو منکرین سے استفہام کے طور پر بیان کیا جائے اور ساتھ ہی ان کے تسلیمی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جواب بیان کیا جائے مثلاً **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُنْفِئُونَ اللَّهَ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَرَبُّكُمْ يَعْلَمُ مَا تُكْفِرُونَ ۝ قُلْ مَنْ يَرْفَعُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ مَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ أَوْ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدْرِى بِمَا تَكْفُرُونَ ۝ اللَّهُ يَخْتَارُ مَا يُؤْتِيهِ اللَّهُ فَيُخْتَارُ لَكُمْ مَا تَرْضَوْنَ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَكْفُرُونَ ۝** (یونس ۳۱) آپ ان مشرکوں سے کہتے کہ (بتاد) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہو بلکہ بتاد کہ وہ کون ہے جو کانون اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار چیر کو بے جان سے اور بے جان چیز کو جاندار چیر سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو وہ جواب میں یہی کہیں گے (ان تمام کاموں کا کرنے والا) اللہ ہی ہے۔ ابتدا میں چند ایسے امور ذکر فرمائے جن کے بارے میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان امور کا فاعل اور کار ساز صرف اللہ ہی ہے اس لئے آخر میں فرمایا **فَسَيَقُولُونَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي يَخْتَارُ لِمَ تُشْرِكُونَ** (یونس ۳۲)۔

دلیل نقلی جب دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی عقل میں کی جائے تو وہ دلیل نقلی کہلائے گی۔ دلیل نقلی کی سات قسمیں ہیں (۱) گذشتہ آسمانی کتابوں سے (۲) انبیاء سے (۳) انبیا (۴) سابقین سے تفصیلاً نام بنام (۵) کتب سابقہ کے عالموں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے (۶) جنات سے (۷) ملائکہ سے اور (۸) پرندوں سے سات قسم کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ مثال اول۔ دلیل نقل از کتب سابقہ۔ **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَءِيلَ أَلَّا يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي ذُرِّيَّةً وَلَا تَبْنُوا بُنْيَانًا مِثْلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ يَكْفُرُونَ ۝** (یونس ۳۳) اس میں یہ حکم تھا کہ میرے سوا کسی کو کار ساز نہ بناؤ۔ یہ تورات سے دلیل نقلی ہے۔ مثال دوم۔ دلیل نقل از انبیاء علیہم السلام اجمالاً۔ **وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۝** (انبیاء ۲۱) اور آپ سے پہلے ہم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کی طرف ہم نے ہی وحی کی تھی کہ میرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اس لئے صرف میری ہی عبادت کرو۔ مثال سوم۔ دلیل نقل از ابراہیم علیہ السلام تفصیلاً۔ **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۖ قَالَ لَا يَأْتِيكُ بِشَيْءٍ مِمَّا تَدْعُو ۖ وَلَا يَأْتِيكَ بِهِ شَيْءٌ مِمَّا تَدْعُو ۖ وَلَا يَكُونُ لَكَ بِهِ حَقٌّ ۖ وَلَا يَنْصُرُكَ شَيْءٌ مِمَّا تَدْعُو ۖ** (مريم ۲۴) اور ذکر کیجئے کہ

میں براہیم کا وہ بہت سچے نبی تھے۔ سچائی کی حدیثی کہ انہوں نے اپنے باپ سے بھی صاف کہہ دیا کہ اے میرے باپ تو ان رباطل معبودوں کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ **مثال چہارم**۔ دلیل نقل از علماء اہل کتاب الذین اتیناھم الکتاب یشکونہ حق تبارک وتعالیٰ اولئک یؤمنون بہ (بقرہ ۱۲۹) انہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں اور وہ اس دعویٰ کو مانتے ہیں یہ دلیل نقلی ان مولویوں اور بیروں سے لی گئی ہے جو تورات کا علم رکھتے تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے۔ **مثال پنجم**۔ دلیل نقل از جنات۔ قل اذبحی الی آتھ استھم نفر من الجن ففکوا انک اسمعنا قرآننا عجبا یھدی الی الرشید قالہ نابیہ وکنت لشرک ربنا احد (احزاب ۱۷) فرما دیجیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب ہی قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔ یہ جنات کے ایک طالب اللہ سے نقل پیش کی گئی ہے انہوں نے قرآن مجید میں کہ اپنی قوم کو جا کر نایا اور صاف اعلان کر دیا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارا کرو **مثال ششم**۔ دلیل نقل از ملاکہ۔ شہد اللہ انک لا الہ الاھو ولا شریک لہ واولوا العلم قائما بالقیسط (ال عمران ۶۲) گواہی دی اللہ نے اس کی کہ جس ذات کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اولیٰ علم نے بھی وہ نظام کو اعتدال کے ساتھ قائم رکھے واللہ۔ **مثال ہفتم**۔ نقل از طہور۔ جب بد غائب بننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو قوم سب کے مشرکانہ افعال بیان کرنے کے بعد یوں گویا ہوا۔ اَلَا یَسْمَعُ فَاِنَّ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْحَبَّ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ہَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (مل ۲۶) اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو ایسا قادر ہے کہ آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے اور ایسا علم ہے کہ جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب کچھ جانتا ہے (پس) اللہ ہی ایسا ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

دلیل وحی۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعویٰ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم بھی ملتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی رائے سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی یہ حکم ملا ہے کہ میں یہ دعویٰ اور مضامین تم تک پہنچاؤں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قُلْ اِنِّیْ نَذِیْرٌ لِّمَنْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ الْبَیِّنَاتُ مِنْ رَبِّیْ وَاُصِرْتُ اَنْ اُسَلِّمَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ (مومن ۷۷) فرما دیجئے مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے پاس اپنے رب سے کھلی باتیں آچکی ہیں اور یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے کو اللہ کے سپرد کردوں **فائدہ جلیلہ**۔ قرآن مجید میں دعویٰ توحید کو تینوں قسم کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے تاکہ مادہ انکار کا بالکل تہ تیغ ہو جائے۔ اور منکرین کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ دلیل عقلی اس لئے ذکر کی جاتی ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ دعویٰ توحید عقل سلیم کے عین مطابق ہے اور دلیل نقلی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ دعویٰ توحید میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد نہیں ہیں بلکہ آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی مسئلہ توحید بیان فرماتے رہے ہیں اور دلیل وحی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ منکرین دعویٰ کے اس اعتراض کا جواب ہو جائے کہ مسئلہ توحید کے علاوہ اور مسائل و احکام تھوڑے ہیں یہ کیا ضروری ہے کہ اسے ہی بیان کیا جائے۔ اس لئے اسے چھوڑو کوئی اور مسئلہ بیان کرو۔ اس پر دلیل وحی سے جواب دیا کہ میں تو اللہ کی طرف سے اس کام یعنی دعویٰ توحید پیش کرنے پر مامور ہوں اس لئے اسے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

اصطلاح (۳) تنویر دعویٰ

بعض دفعہ منکرین سے دعویٰ کا ایک حصہ تسلیم کر لیا اس کے باقی حصے نہایت وضاحت سے ان کے سامنے بیان کر دیئے جاتے ہیں جن کی وہ صراحتہ تردید نہیں کر سکتے۔ اس طرح گویا کہ انہوں نے دعویٰ کے تمام حصے صراحتہ اور ضمناً تسلیم کر لئے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلَیْسَ سَاَلَتْہُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کَیْقُوْلُوْنَ خَلَقَہُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَہْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْہَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً یَّقْدِرُ عَلٰی نَشْرِہَا بِہٖ بَلَدًا کَاَمِثًا ہَا کَذٰلَکَ نُخْرِجُہَا وَالَّذِیْ یَخْلُقُ الْاَرْدَ اَجْمَلًا وَجَعَلَ لَکُمُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ مِمَّا تَرَکِبُوْنَ (ذخرف ۱۶) (ترجمہ) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ زمین و آسمان کس نے پیدا کئے تو کہیں گے کہ انہیں کسی بہت غالب اور بہت جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے زمین کو تہا سے لئے بھوننا بنایا اور تہا سے لئے اس میں راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے اندازے کے مطابق پانی اتارا اور پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا۔ اسی طرح تم بھی بارہا پیدا کئے جاؤ گے۔ اور وہی ہے جس نے سب جوڑے پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں اور جانور بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ اس میں مشرکین مکہ نے صراحتہ تسلیم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر غالب اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اس کے بعد اللہ نے جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَہْدًا الخ سے دعویٰ کی تنویر فرمادی یعنی دعویٰ مذکورہ پر مزید روشنی ڈالی کہ منکرین اسے خاموشی سے سن لیں۔ تو جس طرح انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح گویا کہ انہوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ اعلیٰ آیتوں میں جو صفا بیان کی گئی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے محقق ہیں۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے کسی پہلو کو زیادہ واضح کرنے یا اس سے متعلق کسی شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے کلام لایا جاتا ہے جو پہلے بیان کی تنویر کمالیگا۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں تنزیلات ثلاثہ بسلسلہ تفسیر سورہ نساء ص ۳۳ تا ۳۵

اصطلاح (۴) تخویف

دعویٰ منوانے کے لئے قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ اسے تخویف یا ڈراوا کہتے ہیں۔ تخویف کی پھر دو قسمیں ہیں۔ اگر گرفت کا تعلق دنیا سے ہو تو وہ تخویف دنیوی ہے اور اگر اس کا تعلق آخرت سے ہو تو وہ تخویف اخروی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے الفوز الکبیر میں ان دونوں اصطلاحوں کو تذکرہ بایام اللہ اور بمابعد الموت سے تعبیر فرمایا ہے۔ مثال تخویف دنیوی۔ کَمْ اَھْلَکُمْ اَقْبَلُہُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحْسِنُ مِنْہُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَتَّبِعُہُمْ کَھٰ حُرِّکُمْ (مہم ۶۷)

(ترجمہ) ان سے پہلے ہم نے کئی جماعتیں تباہ کیں۔ کیا آپ ان میں سے کسی کے متعلق کچھ جانتے ہیں یا ان کی کچھ آہٹ سنتے ہیں؟ مثال تحریف اخروی - وَكَسَوُاْ الْمُجْرِمِينَ اِلَى جَهَنَّمَ وَذُكِّرُواْ صِرَاحًا (۶) اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیسا سا جلائیں گے۔ قرآن مجید میں ہر دو تحریف کا ذکر بکثرت آیا ہے۔ بہت کم سوئیں اس کے ذکر سے خالی ہوں گی خصوصاً قرآن مجید کے آخری حصہ میں تحریف اخروی بکثرت مذکور ہے۔

اصطلاح (۵) تبشیر یا بشارت

تحریف کے مقابلے میں تبشیر ہے۔ یعنی ماننے والوں کے لئے انعامات کی خوشخبری کا بیان۔ تحریف کی طرح تبشیر کی بھی دو قسمیں ہیں تبشیر دنیوی اور تبشیر اخروی مثال تبشیر دنیوی - اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۚ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (ترجمہ) جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی اور آپ لوگوں کو فوج در فوج دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو شرک سے اللہ کی پاکیزگی بیان کیجئے۔ اس کی حمد کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگئے وہ تو بہت بخشنے والا ہے۔ مثال تبشیر اخروی - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَ لَهُمْ جَنَّتٌ ۙ اِلَیْهَا دُخُلٌ مُّزْنًا (کہف ۶۱) (ترجمہ) ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لئے جنت کے باغات ہوں گے بطور مہمانی۔

تبشیر - قرآن میں بشارت دنیوی بہت کم آئی ہے۔ تحریف و بشارت کی مثال یوں سمجھ لو جس طرح دنیوی حکومتیں حکومت کا ساتھ دینے والوں اور حکومت کے خیر خواہوں کو فاس خاص توڑوں سے سزا دیتی ہیں، انہیں خطابات سے نوازتے اور انہیں مرع جات وغیرہ عطا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس باغیوں کو عمر قید کی سزا دی جاتی ہے یا انہیں تختہ دار پر لٹکا یا جاتا ہے۔ اسی طرح احکام الہی ماننے والوں کے لئے آخرت میں جنت و بہشت اور دیگر نعمتیں ہوں گی۔ اور دنیا میں بھی ان کو انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اس کی مدت قاضی ہو جائے کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور دیگر کئی برگزیدہ بندوں کو دنیوی حکومت عطا فرمائی۔ اسی طرح اس مالک الملک کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو دنیا میں بھی گرفت ہو جاتی ہے جیسا کہ فرعون، ہمدان اور قارون وغیرہ کو ہوئی اور آخرت میں تو ہو ہی گی۔

اصطلاح (۶) شکوی

منکرین دعویٰ جب مقابلے میں دعویٰ پیش کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے بجز کو دیکھ کر ان کے پیش کردہ دعویٰ کو چھوڑ دیں تو ایسے لوگوں کے حالات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت کی جاتی ہے۔ اسے شکوی کہتے ہیں۔ شکوی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ابتدا لفظ قال یا قالوا سے ہوگی۔ بعض اوقات شکوی کے ساتھ اس کا جواب بھی مذکور ہوتا ہے اور بعض اوقات جواب مذکور نہیں ہوتا۔ مثال اول قالوا لَنْ نُّؤْمِنَ بِكَ حَتّٰی تَنْفُجُ الْكُنَّ اَمِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْءًا وَّاَنْتَ كُنْتَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّجْوٰی ۚ فَتَنْفُجُ الْاَرْضَ فَتَخْلُقُ مَا تَشَآءُ ۚ اَوْ تَنْقُطُ السَّمَاءُ فَتَكُوْنُ اَرْضًا ۚ اَوْ تَنْزِلُ السَّمَاءُ ۚ وَتَكُوْنُ مِّنْ لِّرَبِّكَ حَتّٰی تُكُوْلَ عَلَیْكَ اَكْبَابًا ۚ تَقَرَّۤا ۚ طَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا ۙ اَرْسُولًا (بنی اسرائیل ۱۰۶) (ترجمہ) انہوں نے کہا ہم ہرگز نہ مانیں گے تیری بات کو جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری نہ کرے یا (جب تک) تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو اور تو اس کے بیج میں نہیں جاری نہ کرے۔ یا (جب تک) تو آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ گرے جیسا کہ تیرا خیال ہے یا (جب تک) تو اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لے آئے یا (جب تک) تیرا سونے کا مکان نہ ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ لیکن ہم تیرے (صرف) آسمان پر چڑھ جانے ہی کی وجہ سے بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو اپنے ساتھ ایک کتاب نہ لے آئے جسے ہم خود پڑھ لیں۔ آپ (اس کے جواب میں) فرمادیں (ہر) تمام امور صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ میرے یا اور کسی کے اختیار میں نہیں، میرا اللہ (ان کاموں میں شریکوں سے) پاک ہے۔ میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا آدمی ہوں۔ یہاں آیت کے آخری حصے میں شکوی کا جواب بھی مذکور ہے۔ مثال دوم - قَالُوْا اَقْلُوْا بِنَا فِیْ اَیِّ شَیْءٍ مِّمَّنْ تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْ اَیِّ اٰیٰتٍ دُخِّرُوْا ۚ وَمِنْ بَیِّنٰتِكَ حِجَابُ فَا عَمِلْ اِتِّ اَعْمِلُوْنَ (حم السجدة ۱) (ترجمہ) انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسئلہ توحید) سے جس کی تو ہم کو دعوت دیتا ہے پر دوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور ہمارے درمیان پردہ ہے پس تو اپنا کام کر میں اپنا کام کرنے دے۔ اس آیت میں شکوے کے بعد جواب مذکور نہیں۔

اصطلاح (۷) زجر

بعض اوقات منکرین دعویٰ کو ان کی ناجائز حرکات اور ان کے غیر معقول مطالبات پر جہر کا جاتا ہے۔ اسے زجر کہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَّحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (مومن ۹۶) ترجمہ۔ جب ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لیکر آئے تو وہ لوگ اس علم (من گھڑت قصوں) کہانیوں پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نے ان لوگوں کے سامنے دلیلیں اور معجزے پیش کئے مگر وہ اپنے باطل پر اکر گئے اور حق قبول نہ کیا۔

بعض دفعہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی کسی غیر موزوں اور خلاف اولیٰ فعل کے ارتکاب پر زجر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا۔ فَلَا تَسْتَلِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعْظَمْتُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ (ہود ۶۴) ترجمہ۔ اے نوح جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے متعلق مجھ سے مت سوال کر۔ میں نہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادان نہ بن جاؤ۔ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَا اَدْنٰتَ لَهُمْ حَتّٰی یَبْقِیَنَّ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْکَذِبِیْنَ (نوبہ ۶۶) (ترجمہ) اللہ نے تجھے معاف کیا۔ آپ نے ان کو کیوں اجازت دی جب تک آپ کو سچے اور جھوٹے معلوم نہ ہو جاتے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لَوْ تَجَرَّوْهُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبَتُّغِیْ مَرَضَاتِ اَرْضِ اِحْلَافَ (تحدیر ۴) (ترجمہ) اے نبی جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم (قسم کھا کر) اسے اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو اور وہ بھی اپنی دلوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

تبشیر - شکوی اور زجر میں خفیف سا فرق ہے جو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ دفتوں کے درمیان بہت زیادہ تقارب معنوی کی وجہ سے فقہ الحیران میں کہیں شکوی کی جگہ زجر اور کہیں اسکے

برعکس لکھا ہے۔ بلکہ الحیران کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات مدنظر رہے۔

اصطلاح (۸) تسلیہ یا تسلی

دعویٰ توحید پیش کرنے والوں پر جب منکرین دعویٰ کی طرف سے مختلف قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں اور وہ ان کو جھٹلاتے اور طرح طرح سے ان کو ایذا یں دیتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعویٰ پیش کرنے والوں کو تسلی دی جاتی ہے جس سے ان کے دلوں کو مضبوط اور زیادہ مطمئن کرنا مقصود ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف انداز تب سے متعدد جگہوں میں تسلی دی ہے۔

تعبیر اول۔ وَلَا تَكُنْ بِبُؤْسِكُمْ قَدْ كَذَّبْتَ رَسُولًا مِّنْ قَبْلِكَ (فاطر ۱) (ترجمہ) اگر وہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ اس کی پروا نہ کریں کیونکہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے۔
تعبیر ثانی۔ قَاصِدُونَ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (طہ ۸۶) (ترجمہ) جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں (کیونکہ آپ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کو قسم کی باتوں سے تکلیف دی گئی) اور سورج چڑھنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (شکر سے) اس کی پاکیزگی بیان کریں۔ یعنی صفات کار سازی میں میرے رب کا کوئی شریک نہیں۔

تعبیر ثالث۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفَضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (حجہ ۶۴) (ترجمہ) آپ منکرین دعویٰ پر غم نہ کریں اور دعویٰ توحید ماننے والوں کیلئے اپنا بازو جھکا دیں۔
تعبیر رابع۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ هَ قَسِمْتُ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ هَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (حجر ۶۴) (ترجمہ) قسم ہے ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ ان کی باتوں سے تنگ ہوتا ہے۔ پس آپ اپنے رب کی حمد و ثناء کے ساتھ (شکر سے) اس کی پاکی بیان کریں اور اپنے رب کو بجا کر اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

تعبیر خامس۔ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَلِيَّاتِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (حجر ۶۴) (ترجمہ) ہم نے آپ کو سب سے مثالی (سورہ فاتحہ) اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ (اس لئے ہمارے لئے بڑے انعام کے بعد آپ ان کی باتوں سے تنگی محسوس نہ فرمائیں اور نہ ان کی پروا کریں۔)
زجر مع تسلیہ۔ لَا تَسْتَدْنِتْ عَلَيْنَا إِلَٰهِي مَا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفَضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (حجر ۶۴) (ترجمہ) ان میں سے کسی طرح کے لوگوں کو ہم نے دنیوی مال و متاع دے رکھا ہے آپ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے اور ان پر غم نہ کیجئے اور مؤمنین سے شفقت کا برتاؤ فرمائیے۔ اس آیت میں پہلے زجر ہے پھر تسلیہ۔ اسی طرح سورہ کہف ۴۴ قَاصِدُونَ نَفْسِكَ الخ میں اور سورہ طہ ۸۶ قَاصِدُونَ نَفْسِكَ الخ میں پہلے تسلیہ اور اس کے معاب بعد زجر ہے۔

اصطلاح (۹) امور مصلی

دعویٰ کو ماننے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دعویٰ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اس کے تمام تقاضوں کو پورا کریں۔ قرآن مجید میں امور انتظامیہ مثلاً قصاص، نکاح، طلاق وصیت اور وراثت وغیرہ کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ مسلمانوں میں اتفاق اور تنظیم قائم رہے۔ اس لئے ان کے ساتھ کچھ ایسے امور کا بیان بھی ضروری تھا جو استقامت اور عمل صالح پر مبنی معاون ہوں اور جن سے باطن کی اصلاح ہو اور مسلمان ہر مشکل سے نکل سکے تاکہ وہ عمل ہو جائیں۔ ایسے امور کو امور مصلی کہتے ہیں جو قرآن میں احکام اور امور انتظامیہ کے ساتھ جا بجا تین امور مصلی کا ذکر کیا گیا ہے یعنی نماز، روزہ اور حج۔ ان امور سے مقصود جو نیک اصلاح باطن ہے۔ اس لئے ان امور کا ماقبل سے معنوی ربط تلاش نہ کیا جائے۔ امور مصلی عام طور پر احکام کے درمیان سورت کے مختلف حصوں میں مذکور ہوتے ہیں جو بظاہر ماقبل اور مابعد سے غیر مربوط نظر آتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ ۲۱۴ میں حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ (تمام نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی) اس آیت سے پہلے امور انتظامیہ طلاق، عدت اور رضاعت وغیرہ کے احکام مذکور ہیں اور اس کے بعد بھی عدت کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں لیکن درمیان میں نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا تو اس کا ذکر یہاں بطور امر مصلی ہے۔ کیونکہ نماز کی پابندی خصوصاً جماعت کے ساتھ باہمی محبت والفت کا باعث ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے سوواصفو فکھوا لیخافن اللہ بین قلوبکم۔ سورہ بقرہ میں تینوں امور مصلی مذکور ہیں۔ سورہ نساء اور سورہ مائدہ میں صرف ایک یعنی نماز۔

اصطلاح (۱۰) اندماج یا ادماج

قرآن مجید میں عموماً کسی مثال یا واقعہ کو پوری تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مثال یا واقعہ کے مقصودی حصے کو صراحتہ بیان کیا گیا ہے اور غیر مقصودی حصوں کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ معمولی غور و فکر سے سمجھیں آسکتے ہیں۔ اسے اندماج یا ادماج کہتے ہیں۔ مثلاً مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ (بقرہ ۲۴) (ترجمہ) اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے (اور وہاں کچھ آدمی موجود ہوں) جب وہ آگ لگنے لگے گرد و پیش کو روشن کر دے تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی نازل کر دے اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دے کچھ دیکھ نہ سکیں۔

اس آیت میں اندماج ہے اور اسْتَوْقَدَ نَارًا کے بعد فیہ رجال قاعدون حذف ہے۔ اس کے بعد مَثَلُهُمْ کی مناسبت اس پر ملائت کرتی ہے۔ اسی طرح فَلَمَّا احْتَضَرَتْهُمْ مِّنْهُمْ الْكُفْرُ (ال عمران ۵۴) (ترجمہ) پس جب عیسیٰ نے ان ربی اسرائیل) کا کفر معلوم کر لیا۔ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی القصد جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور منصب نبوت پر مقرر ہو کر بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دی الخ۔

قرآن مجید میں قصص دغیہ کے سلسلے میں جہاں کہیں کسی کا کلام نقل کیا جا رہا ہو یا کوئی مضمون بیان ہو۔ ہمارے تو بعض دفعہ درمیان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد آ جاتا ہے جو اس قصہ مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے۔ اسے ادخال الہی کہتے ہیں۔

مثال :- وَإِنْ يَكَادُ كَذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ؕ وَرَأَىٰ يَكْفٌ مِّنْ ذُنُوبِهِمْ لَمَّا بَصُرَتْهُمُ تُعِضُّ الْوُدَّ الَّذِي يَعْبُدُونَ ﴿١٠٧﴾ اور اگر بالفرض وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس چیز کی وہ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے ضرور کچھ نہ کچھ تم پر پڑے گا۔ یہ تصور فرعون کے اس درباری کی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دل و جان سے ایمان لا چکا تھا۔ اس کے بعد إِنَّ اللَّهَ لَا يُهْدِي الْقَوْمَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٠٨﴾ اذ خال الہی ہے۔ اور اس کا مقصد ایک سوال کا جواب ہے یعنی کیا اس شخص کی تقریر سے فرعون کو کچھ فائدہ ہوا؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مسرف اور جھوٹا ہو اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا۔

کبھی قرآن مجید میں ایک مضمون کو بیان کیا جاتا ہے لیکن اس کا حکم اور نتیجہ اس کے ساتھ اس وقت بیان نہیں کیا جاتا اور درمیان میں اس کے متعلقات آجاتے ہیں پھر نتیجہ ذکر کرنے سے پہلے اس مضمون کو دہرایا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ مترتب ہو جائے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

مثال اول :- فُلُوكَ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ۚ وَتَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ۚ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (واقعہ ۶۷) ترجمہ :- پھر کیوں نہیں جبکہ روزِ حلق تک پہنچ جائے اور تم اس وقت دیکھ لے ہو ہم تمہاری نسبت اس سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔

اگر تم پر کسی قسم کا محاسبہ ہو نیوالا نہیں تو تم اس (روح) کو کیوں والپس نہیں لے آتے ہو۔ اگر تم سچے ہو۔ یہاں تو لا کا جواب مذکور نہیں بلکہ شرط کے بعد اس کے متعلقات مذکور ہیں جن کی وجہ سے شرط اور جزا میں فاصلہ واقع ہو گیا۔ اس لئے جزا تر جیعہ تھا سے پہلے فَلَا اِنْ كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ صِدِّيقِينَ کا اعادہ کیا گیا تاکہ جزا شرط کے ساتھ مربوط ہو جائے اس لئے یہ اعادہ فاصلہ اور تعبیر عہد کی وجہ سے ہے۔

مثال ثانی :- کَیْفَ یَكُونُ لِلشِّرْکِیْنَ عَهْدٌ مِّنْ دُونِ رَسُوْلِهِ اِلَّا الَّذِیْنْ عٰهَدُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِمْوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝
 کَیْفَ وَاِنْ یَّطْهَرُوْا عَلَیْکُمْ لَا یَرْفَعُوْا فِیْکُمْ اَلَا ذٰلِكَ مَنِّمٌ مِّنْكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبٰی غُلُوْبُهُمْ وَاکْثَرُهُمْ فَسیْقُوْنَ (توبہ ۳) ترجمہ : مشرکوں کیلئے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیسے
 عہد ہو۔ مگر جن لوگوں سے تم نے معجزہ کر کے پاس وعدہ کیا تھا۔ جب تک وہ تمہارے ساتھ درست رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو۔ بیشک اللہ ڈنبا والوں کو پسند کرتا ہے۔ صلح کیونکر ہے۔ اور اگر وہ تم پر غلبہ
 پائیں تو قربت اور عہد کا لحاظ نہ کریں گے۔ اپنے منہ کی باتوں سے تم کو راضی کرتے ہیں مگر دل سے نہیں مانتے اور اکثر ان میں سے فاسق (بدعہد) ہیں۔

وینا چاہیے۔ یہ سلسلہ کلام المتقین تک چلا گیا ہے اس لئے اس کے بعد اصل مقصد بیان کرنے سے پہلے کیف کا اعادہ کیا گیا۔

مثال ثالث :- اذ قال الله يعيسى ابن مريم اذ كنز نعمتي عليك وعلى والدتك اذ ايدت كلاهما بروح القدس فكنم الناس في الهدى وكفلاهما واذ علمت انك اكتب والحكمة والنورانية والا محمدا اذ تخلق من الطين كهيئة الطير اذ في قنفصهم فيها فتكون طيرا اذ في وتبرئ الزكوة والبرص اذ في واذا يخرج الموتى اذ في الماخرا الكوع (ماندا ١٥٤)

ترجمہ۔ جب اللہ تعالیٰ کہیگا اے عیسیٰ بن مریم یاد کرو میرے کہے ہوئے انعامات کو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوئے جب میں نے تم کو جبل سے قوت دی تھی۔ تو بنگھوٹے میں اور بڑی عمر میں باتیں کرتے تھے اور جبکہ میں نے تمہیں کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جبکہ تم مجھے حکم سے کچھ فرسے پرندے کی شکل بناتے تھے پھر تم اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تم میرے حکم سے مادہ زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور جبکہ تم میرے حکم سے مردوں کو نکال کھڑا کرتے تھے۔

اس میں "یا" حرفِ ندا کا اصل مقصود بالنداء تو رکوع ۶ کی ابتدا میں مذکور ہے۔ یعنی "أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الْحَمْدَ" لیکن اس سے پہلے اِذْ قَالَ اللَّهُ يُعَذِّبُ بْنُ مَرْيَمَ کے الفاظ کا بعد ہمدی وجہ سے اعادہ کیا گیا۔

مثال رابع - فَمَا تَقْفِرُ لَهُمْ مَاتَ قَوْمٌ وَكُفِّرُ لَهُمْ يَا أَيُّهَا اللَّهُ وَقَتْلِهِمُ الْإِنْتِبَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ إِلَى قَوْلِهِ تَخَالُفُ لِسِنِّ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا وَاحْرَمْنَا عَلَيْهِمْ طَيْبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ (نساء ۲۲) ترجمہ - ان کے اپنے وعدے توڑنے، اللہ کی آیات کا انکار کرنے، نبیوں کو ناحق قتل کرنے، اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دل پڑوں میں ہیں - پس یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام کر دیا جو ان کے لئے حلال تھیں۔

بہاں پہلے وہ تمام اسباب بیان ہوئے جو باوجود سبب کے تحت ہیں اور ان کا حکم حَرَمًا عَلَیْہِمْ بیان ہوا ہے چونکہ اسباب مذکورہ کے درمیان متعلقات آگئے تھے اس لئے فِظْلُ
 مِنَ الذِّینِ ہَا دُوَا سے تمام اسباب کا اجمالاً ذکر کیا گیا تاکہ حکم لینے اسباب کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔

مثال خامس :- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهِ عِوَجًا قِيَمًا لِّيُبَيِّنَ لَكُمْ اَسْأَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَيِّنَ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَّهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّا كُنْتُمْ فِيْهِ اَبَدًا وَيُذِيْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۚ وَلَئِنْ كُنْتُمْ اِلَّا فِرَاقٌ
اولاس میں فرمایا بھی کچھ نہیں رکھی بالکل درست تاکہ وہ (بندہ) ایک سخت عذاب سے جو من جانب اللہ ہو ڈرائے اور ان اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائے کہ ان کو اچھا اجر ملیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے ۔

ابتدا میں نزول قرآن کی دو غرضیں بیان کیں یعنی انذار و تبشیر اور اس صورت میں چونکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ انداز میں لوگوں کے لئے ہے۔ اس لئے یُنذِرُ کا اعادہ کر کے اَلَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سے اہل مقصود بیان کیا۔

مثال سادہ :- وَكَوَلَّا رِجَالًا مُّؤْمِنِينَ رِيسًا مُّؤْمِنِينَ لَمَّا تَعْلَمُوهُمْ اَنْ تَطْعَمُوهُمْ فَهِيَ صِيْبٌ كَمْ مِّنْهُمْ مَّعَكُمْ لَا يَغِيْرُ عَلَيْهِمْ لَيْدُ خَلِ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ط كُوْنَزِيْلًا لِّلْعَدَا۟بَةِ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَدَا۟ا۟ اِلَيْكُمْ (فتح ۳۶) ترجمہ :- اور اگر (مکہ میں) بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی یہ خطرہ تھا کہ تم ان کو پیس ڈالتے جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری سے ضرر پہنچتا تاکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر وہ لوگ (مسلمان مرد اور عورتیں) ایک طرف ہو جاتے تو ان میں جو منکر تھے ہم انہیں دردناک سزا دیتے۔

اس آیت میں كُوَلَّا رِجَالًا مُّؤْمِنِينَ اِلَیْہِمْ کا جواب متصل ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس کے بعد تعلقات شرط مذکور ہیں پھر بعد عہد کی وجہ سے كُوْنَزِيْلًا سے شرط کا اعادہ کر کے اس کے بعد لَعَدَّ بَنَاتِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے اس کا جواب ذکر کیا ہے۔

مثال سادہ :- وَمَا آفَا۟ا۟ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلٍ مِّنْهُۥ قَدَمًا اَوْ جَفْتًا عَلَیْہِۥ مِنْ خُبْرٍ وَّكَذٰلِكَ اَوَّلَیْکُمْ اَللّٰهُ یَسْطَرُّ رُسُلَہٗ عَلٰی مَن یَّشَآءُ ط وَاَللّٰهُ عَلٰی شَیْءٍ قَدِیْرٌ مَا آفَا۟ا۟ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلٍ مِّنْ اٰہْلِ الْاَنْۢبِیَآءِ فَلَیۡلَیۡ وَلَیۡلَیۡ لِّلرَّسُوْلِ وَلَیۡلَیۡ لِّلنَّبِیِّ وَاَلْبَیۡتُیۡ وَابْنِ السَّبِیۡلِ ط (حشر ۶) ترجمہ :- اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلویا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنے رسول کو مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو کچھ اللہ اپنے رسول کو دوسری باتوں (کے کافروں) سے دلوائے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور قربت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا۔

اس آیت میں مال فے کا حکم بیان کرنا مقصود تھا لیکن درمیان میں قَدَمًا اَوْ جَفْتًا سے اس کے تعلقات بیان کئے گئے پھر مَا آفَا۟ا۟ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلٍ کا اعادہ کر کے فَلَیۡلَیۡ وَلَیۡلَیۡ لِّلرَّسُوْلِ وَلَیۡلَیۡ لِّلنَّبِیِّ اِلَیْہِ سے اس کا حکم بیان کیا گیا۔

اصطلاح (۱۳) جباریت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق سمجھنے، دیکھنے، اور سننے کے لئے دل، آنکھیں اور کان دیئے ہیں۔ اور حق سمجھانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں نازل کیں۔ ان تمام امور کے باوجود جو شخص حق کو نہ سمجھے نہ دیکھے اور نہ سنے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا مقابلہ کرے اور اپنے عقائد باطلہ اور اعمال شرکانہ پر ڈٹا رہے تو ایسے لوگوں کی حق کو سننے اور سمجھنے کی توفیق موقوف ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح ان سے ایمان لانے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے، اس حالت کا نام جہ جباریت ہے اور یہ جبر نہیں ہے کیونکہ جبر تب ہوتا کہ حق سمجھنے کی قوت ہی نہ دی جاتی اور حق پہنچانے کے وسائل مہیا نہ کئے جاتے۔ قال العارف الرومی :-

ایں نہ جبر و معنی جباریت ❖ معنی جباریت رازاریت

قرآن مجید میں اس مفہوم کو مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے۔

عنوان اول :- لَہُمْ قُلُوْبٌ لَا یَفْقَہُوْنَ بِہَا وَاَلْہٰمْ اَذٰنٌ لَا یَسْمَعُوْنَ بِہَا ط اُولٰٓئِکَ کَانَ عَمَلُہُمْ اَصْلًا ط اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْغٰفِلُوْنَ ط (اعراف ۲۴) ترجمہ :- ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں یہی لوگ بے خبر ہیں۔ اس آیت میں ان کی اس حالت کو کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔

عنوان ثانی :- کبھی اس حالت (جہ جباریت) کو ان کے عقائد باطلہ اور اعمال شرکانہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہُمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (تطہ ۱) ترجمہ :- بلکہ جو وہ کرتے ہیں اس کا ان کے دلوں پر رنگ لگ گیا ہے۔

اور کبھی اس کی نسبت خود مشرکین کی طرف کی جاتی ہے۔ وَقَالُوْا اَلْقُوْا بُرْہٰنَیۡ فَاِیۡ اَکْثَرِہٖۡ مِّمَّا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ وَفِیۡ اٰۤیٰتِنَا وَفِیۡ رِۤیۡسِکَ حِجَابٌ فَاَعْمَلْ اِنۡتَۢا عَلٰمُوْنَ (سجده ۱۶) ترجمہ :- انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے پر دوں میں ہیں۔ ہمارے کان بہرے میں اور ہمارے اور تیرے درمیان پردہ ہے پس (ہا) تو اپنا کام کر۔ ہم اپنا کام کرنے دیے۔

عنوان ثالث :- کبھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ فاعل حقیقی اور خالق افعال عباد ہے چنانچہ فرمایا :- خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِہُمْ وَ عَلٰی سَمْعِہُمْ وَ عَلٰیۤ اَبْصَارِہُمْ عِشَا۟ا۟ ط وَ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ط (بقرة ۱۷) ترجمہ :- اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ ایک حکم ارشاد ہے۔ قَدْ اَفْرَۡتَ الْفُرَّانَ جَعَلْنَا بَیۡنَکَ وَبَیۡنَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ط وَ جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اَکْثَہٗ اَنْ یَّفْقَہُوْۤہُ وَ فِیۡۤ اٰۤیٰتِہِمْ وَفُورًا (بنی اسرائیل ۵۶) ترجمہ :- جب آپ قرآن پڑھتے ہیں ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں لائے چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر پردے اور ان کے کانوں میں ٹھل رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ اسکو سمجھ ہی نہ سکیں۔ اور ایک حکم فرمایا :- اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِہُمْ وَ سَمْعِہُمْ وَ اَبْصَارِہُمْ ط وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْغٰفِلُوْنَ ط (پ ۱۴ مغل ۱۳) ترجمہ :- یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں پر لہو جن کی آنکھوں پر لہو نے لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔

ان مختلف عنوانات کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ جہ جباریت سے کیا مراد ہے۔ نیز جہ جباریت کیوں اور کب لگائی جاتی ہے اور جہ جباریت لگاتا کون ہے۔ چنانچہ عنوان اول میں پہلا امر۔ عنوان ثانی میں دوسرا امر۔ اور عنوان ثالث میں تیسرا امر بیان کیا گیا ہے۔ بعض اوقات قرآن مجید میں جہ جباریت کی کیفیت بیان کی جاتی ہے مگر ساتھ اس کے اسباب بیان نہیں کئے جلتے کیونکہ وہاں صرف حالت کا بیان مقصود ہوتا ہے جیسا کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اِلَیْہِ میں اور بعض جگہ ساتھ اسباب بھی مذکور ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ ذٰلِکَ بِاَنۡہُمْ اَسْتَحَبُّوْا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیۡنَ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ طَبَعَ اللّٰہُ اِلَیْہِ (پ ۱۴ مغل ۱۳) ترجمہ :- یہ (جہ جباریت) اس لئے ہے کہ انہوں نے دنیوی زندگی

کو آخرت پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس طرح دونوں جگہوں میں صنعت اعتبار ہو جائے گی۔
ایک مثال سے اس کو یوں واضح کیا جاسکتا ہے۔ ایک شخص کو دوق کام میں لائق اور مشفق طبیب سے مفت دوا دیکر کہے کہ فوراً دوا استعمال کرو ورنہ تمہارا مرض تیرے دلچسپ نکت پہنچ کر بالکل لا علاج ہو جائیگا۔ مگر وہ مریض اس طبیب کو برا سمجھ کر اس کی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا زبردستی استعمال کرنے پر ہتھکڑ دیتا ہے یہاں تک کہ مرض اپنے انتہائی مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے اور طبیب یہ فیصلہ دیدیتا ہے کہ تمہارا مرض اب لا علاج ہے موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اس میں طبیب کوئی قصور نہیں بلکہ غلطی سراسر مریض ہی کی ہے۔ جن کفار و مشرکین کے دلوں پر مہر جباریت لگائی جاتی ہے ان کی بعینہ یہی مثال ہے۔

اصطلاح (۱۴) ربط القلب

ربط القلب مہر جباریت کی ضد ہے۔ جب انسان ہدایت کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اس کا قدم راسخ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین محکم اور اس کے ایمان کو دولت استقامت سے مالا مال فرما دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص گمراہی اور ضلالت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا نام ربط القلب ہے۔ حدیث میں اہل بدر کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے اعداؤا ما شئتم قد غفرت لکم (جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے) اس میں اسی قلبی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے دلوں کو اپنی طرف مائل کر دیا۔ تمہارے دلوں میں یہی محبت اور برائی سے نفرت بھری ہے اس لئے اب تم گناہوں کی طرف نہیں جاسکتے۔ قرآن کی متعدد آیتوں میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مگر اصحاب کہف کے متعلق ارشاد ہے۔ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذْ أَشْطَطْنَا (ہا کہف) ترجمہ۔ ہم نے ان کے دلوں پر ربط کر دیا جب وہ (حاکم وقت کے سامنے) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اس کے سوا ہم کسی اور معبود کو ہرگز نہیں مانیں گے۔ ورنہ ہم عقل سے دور بات کہیں گے۔

ربط القلب دراصل ہدایت کے چوتھے درجہ کا نام ہے۔ ہدایت کے چار درجے ہیں (۱) انابت یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنا اور ضد و عناد کو چھوڑ کر راہ ہدایت کی تلاش اور جستجو کرنا۔ ہدایت صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن میں انابت الی اللہ کا جذبہ موجود ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَيَهْدِي إِلَىٰ آلِهِ مَنْ يَشَاءُ (شوری ۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع اور انابت کرتے ہیں۔

(۲) ہدایت سیدھی راہ پانا۔ یہ انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

(۳) استقامت۔ ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سیدھی راہ پر چلنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرما دیتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا (ہم سجدہ ۴۶) میں سُخَّرَ اسْتَقَامُوا اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) ربط القلب۔ راہ ہدایت پر استقامت کے بعد ربط القلب کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ درجہ ایمان و یقین کی پختگی کا سرے اور نچا درجہ ہے۔ جسے یہ درجہ حاصل ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اسے ایمان اور اسلام سے برگشتہ نہیں کر سکتی۔ مگر یہ درجہ اللہ کی ہدایت اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح ضلالت کے بھی چار درجے ہیں تفصیل سورہ فاتحہ کی تفسیر میں آئے گی۔

اصطلاح (۱۵) مسئلہ انابت

قرآن مجید کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ توحید تب سمجھ میں آتا ہے جب دل میں ضد و عناد اور تعصب نہ رہے۔ اور حق کی طرف توجہ اور میلان ہو جائے اس پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات شاہد ہیں۔

اَوَّلُ: وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ (پ ۵: ۲۴ مؤمن ۲۶) یعنی اس مسئلہ توحید کو وہی مانتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کے دل میں انابت ہو اور ضد نہ ہو۔ اس کی تائید پ ۲۶: ۳۷ میں ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ وَاُذُنٌ سَمِعَتْ وَهُوَ شَهِيدٌ (جس کا دل ہو۔ اس کے لئے قرآن یا مسئلہ توحید میں نصیحت ہے یا خوب خود سے منے یعنی انابت کرے۔

دوم: هٰذَا مَا نَدْعُوْهُ بِكُلِّ اٰدَمٍ حَفِيْظِهٖ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ الْغَنِيَّ وَجَّهًا يُبْقِيْ سُنُوبًا (پ ۳۶: ۲) یہ ہے جس کا تم سے ہر رجوع کرنے والے۔ یاد رکھنے والے کے لئے دُعَاؤُا تھا جو اللہ سے بن دیکھے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا دل لایا۔

سوم: قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ (پ ۳: ۷۳) فرما دیجئے کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے۔ اس کی تائید ہذا آیت لِّلنَّاسِ وَلِيْسْ لَدُوْنِهِمْ اِلٰهٌ اِلَّا هُوَ اَلَمْ يَخْلُقْ الْاِنْسَانَ وَابْنًا وَّابْنًا (پ ۱: ۷۷) یہ لوگوں کے لئے پہنچا دینا ہے تاکہ اس سے ڈٹے جائیں اور جان لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

چہارم: اللّٰهُ يَجْتَنِبُ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ (پ ۲: ۱۷۷) خدا جسے چاہتا ہے اپنے ہاں چن لیتا ہے اور جو رجوع کرے اسے اپنی طرف راہ دکھاتا ہے۔ اگر ہُدٰی لِّلْمُتَّقِيْنَ میں یہی مراد لی جائے کہ بیشک قرآن کریم دل میں انابت رکھنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ تو کسی قسم کے سوال و جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

پنجم: فَطَرَهُ اللَّهُ اَلَكِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلٰی هَٰذَا لَا تَتَّبِعْ اِلَّا مِلَّةَ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيُّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ ۱: ۸۷) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغُلُوِّ وَالتَّقَوُّمِ وَاقْتِمُوْا الْعَمَلُوْةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَلْمُتَشَكِّكِيْنَ (پ ۲: ۴) یہی ہے فطرت اللہ کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی فطرت کو تبدیلی نہیں یہی ہے سیدھا راستہ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سب لوگ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈرو اور شرک کرنے والوں سے نہ بنو۔ پس ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ توحید انہی کی سمجھ میں آتا ہے جن کے دلوں میں انابت الی الحق ہو اور جو اپنے مشرکانہ عقیدہ پر ضد کرے یا مسئلہ توحید کو قدس نے لیکن اسے بیان کرنا پسند نہ کرے دونوں اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

حصہ دوم در بیان فوائد متعلقہ معانی والفاظ قرآن

فائدہ (۱) مضامین قرآن

قرآن مجید میں کل چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ توحید، رسالت، قیامت، احکام، تہذیب اور ثبات۔ باقی دلائل بطور شواہد اور قصص بطور عبرت اور تذکیر یا ایمان اللہ بیان کئے گئے ہیں۔ قیامت کا ذکر بسلسلہ تہذیب اخروی آئیگا۔ احکام جماعت سلیم کو ایک نظام کے تحت منظم کرنے کے لئے بیان کئے جائیں گے اور رسالت کا بیان توحید کے لئے ہوگا تو گویا مقصود اصل توحید ہے باقی سب اس کے توابع ہیں۔

فائدہ (۲) قرآن میں توحید کا بیان

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں توحید کا بار بار بیان بالکل اسی طرح ہے جس طرح ذی الحجہ کی ساتویں، نویں اور گیارہویں تاریخوں کو احکام حج بیان کرنے کے لئے تین خطبے دیئے جاتے ہیں جو احکام ساتویں تاریخ کو بیان کئے جاتے ہیں۔ نویں تاریخ کو یاد دہانی اور تاکید کے طور پر اپنی کا اعادہ کیا جاتا ہے اور مزید احکام بھی بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر گیارہویں تاریخ کو ساتویں اور نویں تاریخ کے احکام کی تکرار اور کچھ مزید خصوصی احکام کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سورت کے مضامین توحید کو دوسری سورت میں بطور تاکید و توضیح بیان کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی سورت کی خصوصیت بیان بھی مذکور ہوتی ہے۔

فائدہ (۳) شرک اعتقادی اور فعلی

قرآن مجید میں شرک فعلی کی نفی بہت کم اور شرک اعتقادی کی نفی بہت زیادہ کی گئی ہے حالانکہ لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لوگوں میں اگرچہ شرک اعتقادی کے مقابلے میں شرک فعلی زیادہ ہے لیکن اول الذکر چونکہ آخر الذکر کا مبداء ہے اس لئے قرآن مجید مبداء کو دور کرنا اور جزا کو اکھڑتا ہے تاکہ اس پر کوئی چیز متفرع نہ ہو اور اس پر کوئی شاخ نہ پھوٹ سکے۔ اس لئے قرآن مجید میں شرک اعتقادی جو شرک فعلی کی جڑ ہے زیادہ سے زیادہ رد کیا گیا ہے۔

فائدہ (۴) مضامین قرآن کی ترتیب

قرآن مجید میں اکثر مضامین کا طریقہ ذکر یہ ہے۔ پہلے تمہید ہوتی ہے پھر اصل مضامین یاد دہانے کے لئے ذکر کئے جاتے ہیں پھر لغت و نشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ کیا جاتا ہے یا قصص واقعات کو ان پر بطور تذکرہ متفرع کیا جاتا ہے یا ثمرات و نتائج کو اسی طریق سے بیان کیا جاتا ہے مضامین کا یہ طریق بیان سورہ مائدہ سے لیکر حویم سب کے آخر تک برابر جاری چلا گیا ہے۔ اس کے بعد بھی کم و بیش کہیں کہیں یہ طرز بیان پایا جاتا ہے۔

فائدہ (۵) توحید اور علم معانی و بیان

مسئلہ توحید کے بیان میں علم بلاغت کے تمام طریقوں سے کام لیا گیا ہے۔ علم بلاغت کے تین فن میں علم بیان، علم معانی اور علم بدیع مسئلہ توحید کو ایک ایک سورت میں مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ یہی علم بیان کا مقصد ہے اور ہر موقع پر مخاطبین کے حالات کے مطابق ان سے خطاب کیا گیا ہے یہی علم معانی کا حاصل ہے اور پھر ہر جگہ کلام کو سمجھنے، فواصل اور صنائع سے مزین کر کے لایا گیا ہے جس سے علم بدیع کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

فائدہ (۶) خطاب عام

قرآن مجید میں بعض جگہ خطاب جنس مخلوق کو مبرا کرتا ہے اور انسان، جن، اور ملائکہ سب کو شامل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ (پ ۱۳- مخرج ۲) ای جنسکھ یہاں اُنتم کا خطاب صرف انسانوں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ جنوں اور فرشتوں کو بھی شامل ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں ان میں سے کسی کے قبضے میں بھی نہیں ہیں۔

۲۔ قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّيَ الْخ (پ ۱۶ بنی اسرائیل ۶) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔

۳۔ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا الْخ (پ ۵۷ نمل ۵) یعنی کسی فرد بشر، کسی پیر فقیر، کسی جن اور فرشتے کو قدرت نہیں کہ یہ کھیت یہ باغات اور قسم قسم کے درخت اگا سکے یہ کام تو قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے۔

۴۔ وَرَبَّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخَبْرَةُ (پ ۵۷ نمل ۵) ای جنسہم یعنی ہر چیز کو پیدا کرنا والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور پیدا کرنے کے بعد تمام تصرفات و اختیارات اس نے اپنے قبضے میں رکھے ہوئے ہیں لہذا کسی غیر غائب عام ہے یعنی کسی انسان، نبی، ہویا دلی، جن اور فرشتے کو اس نے مختار نہیں بنایا کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے۔

۵۔ وَمَا حَمَلَتْهُ أُنثَىٰ يَهْمُ (پ ۳۶ یس ۳) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے یعنی مردہ زمین کو زندہ کرنا۔ سرسبز و شاداب کھیتیاں پیدا کرنا اور باغات کو پھلدار کرنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہ کسی انسان، فرشتہ یا جن کی دیکھاری نہیں۔

فائدہ (۷) قسم کا بیان

قسم کی چار قسمیں ہیں۔

قسم اول۔ مقسم بہ کو عالم الغیب اور متصرف و مختار سمجھ کر قسم کھائی جائے اور مقسم بہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اسے میرے حالات کی خبر ہے اور وہ مجھے نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔ ایسی حلف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس اعتقاد سے غیر اللہ کی قسم کھانا شرک اور کفر ہے۔ علوم کالانعام میں اس قسم کا عام رواج ہے۔ وہ قسم اٹھوانے کے لئے کسی فقیہ کی قبر پر لے جاتے ہیں اور مزار کے کمرے کی زنجیر یا اس کے تالے کو ہاتھ لگواتے ہیں۔ یا اس کی طرف منہ پھیر کر اس سے یہ الفاظ کہلاتے ہیں کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو یہ بزرگ میرا بیڑہ تباہ کرے۔ اس طرح کی قسم اٹھوانے والا اور قسم کھانی والا ہر دو کا فر ہو جاتے ہیں اور یہ کفر نو کفار مکہ کے کفر سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ مذکور بالا عقیدے کے تحت صرف اللہ ہی کے نام کی قسمیں کھاتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے **وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ**۔ قسم دوم ۱۔ بعض اوقات کسی بدعا کے اثبات کے لئے مقسم بہ کو بطور دلیل اور شامہ پیش کیا جاتا ہے اور یہ قسم غیر اللہ کی بھی جائز ہے علامہ چلی نے حاشیہ مطول میں اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے القوز الکبیر میں اس قسم کی حسب ذیل مثال بیان کی ہے۔ قسم بہ لب میگوں تو دوزخ شعلوں تو کہ محبوب در بانی۔ اس میں سرخ لبوں اور سیاہ بالوں کو اس کے محبوب ہونے پر بطور شامہ پیش کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے آخری پائے میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں جیسا کہ **وَالْعَجْرَانِ الْاِنْسَانِ لَيْفَىٰ خُسْبٍ** میں زمانے کو بالبد کے مضمون پر بطور شامہ لایا گیا ہے۔

قسم سوم۔ کبھی الفاظ قسم کو دعا کے مقام میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً **لَعَنَهُمُ اللّٰهُ لَمَّا كَفَرُوا**۔ انھم لفی سطر، **تَهْمُ لِعَمَهُونَ** (پکا۔ حجر ۵۶) یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح عزت عام میں کہتے ہیں تیری زندگی کی قسم یعنی خدا کرے تمہاری زندگی دراز ہو۔

قسم چہارم۔ کبھی قسم کو بد دعا کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قسم کھا کر اہل مکہ سے خطاب کرتے ہیں **شكَلَتْ بَنِيَّ اَنْ لَّمْ يَسْرُوْهَا**۔ تشیو النقم من طرفی کد ۶۱۔ ہاضمہ کا مرجع گھوڑے ہیں جن کا ذکر پہلے اشعار میں آچکا ہے اور متروا میں خطاب اہل مکہ سے ہے اور کد ۱۱ ایک پہاڑی کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اہل مکہ اگر تم ان گھوڑوں کو کدواء پہاڑی کے دونوں طرف گرد و غبار اڑاتے نہ دیکھو تو میں بنی مٹھی کا غم دیکھوں۔ یعنی اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ نعمت چھین لے۔ گویا حضرت حسان نے اس نعمت کے چلے جانے کی قسم کھائی تھی۔ اسی لئے فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کدواء پہاڑی کے دونوں طرف سے گھوڑوں کو لاؤ اور فرمایا آج ہم نے حسان بن ثابت کی قسم پوری کر دی۔

فائدہ (۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں

قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب کی دھمکی آئی ہے وہاں عذاب سے بچنے کے لئے تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ شرک سے بچنا۔ شرک کے ماسوا بھی ظلم نہ کرنا اور احسان کرنا۔ یتیموں اور یتیموں کو ایک ہی جگہ نہ رکھنا۔ جیسا کہ سورہ مؤمنون۔ ابتدا سورہ نحل، حم شوریٰ کے آخر میں یا متفرق طور پر جیسا کہ سورہ نساء کی ابتداء سے پانچویں پارے کے پہلے ربیع تک امرثانی کا بیان ہے **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا جِهَةً**۔ شیشا سے امر اول اور امر ثالث بیان کئے گئے ہیں۔

فائدہ (۹) منکرین کی اصلاح کیلئے تین باتیں

منکرین دعویٰ کی اصلاح اور دعویٰ ماننے والوں کے اطمینان کے لئے قرآن مجید میں تین طریقے استعمال کئے گئے ہیں۔ پہلا طریقہ :- منکرین دعویٰ جس زر و مال اور ظاہری جاہ و جلال پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے اور اسے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مال و جاہ کی قلت اور حقارت بیان کی جاتی ہے تاکہ منکرین اس حقیر دولت کی وجہ سے غرور نہ کریں اور حق کی طرف مائل ہو جائیں اور مومنوں کے دل بھی مطمئن ہو جائیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا جِهَةً**۔ مومن ۲۴۔ مومن ۱۶ اللہ تعالیٰ کی آیات میں منکرین ہی جھوٹا کرتے ہیں تو شہروں میں ان کا چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ دے گا اور یہاں قلب مصدقل اور تحقیر کے لئے جیسا کہ علامہ رضی نے مصدر کے متعلق لکھا ہے یعنی ان لوگوں کے معمولی اور چند روزہ قلب سے دھوکہ نہ کھانا۔

دوسرا طریقہ :- منکرین دعویٰ کو دھمکی دی جاتی ہے کہ جس مال و دنیا پر تم مغرور ہو کر حق کے دشمن بن چکے ہو اسی مال و دولت کی وجہ سے دنیا میں تم کو عذاب دیا جائیگا جیسا کہ پہلی قوموں کو عذاب دیا گیا۔ **كَذٰلِكَ نَكْتَلِبُ لِقَوْمٍ نُّؤْمِرُوْا بِالْغُرَبٰٓءِ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهُمْ ذٰلِكُمْ يٰۤاَعْمٰٓءُ**۔ مومن ۲۴۔ مومن ۱۶ ان سے پہلے قوم نوح جھٹلائی ہے اور اس کے بعد کئی جماعتیں اور ہر امت نے اپنے رسول کے باسے میں ارادہ کیا کہ اسے پکڑیں اور باطل سے جھگڑنے لگے تاکہ اس سے حق کو گرا دیں پس میں نے انھیں پکڑ لیا۔ دیکھو میرا عذاب کس قدر سخت ہے یعنی ان امم سابقہ اس لئے تباہ و برباد کیا گیا کہ دنیا پر مغرور ہو کر حق کو دبانا چاہتے تھے۔

تیسرا طریقہ :- اسی غرور و دولت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ان کو عذاب دے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے **وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ** (حوالہ مذکور) اسی سبب سے منکروں پر تیرے رب کی بات پوری ہو چکی کہ وہ دوزخی ہیں۔ اس آیت میں **كَذٰلِكَ** بمعنی **بِذٰلِكَ** ہے یعنی کاف تعلیل ہے۔ کما فی روح المعانی یعنی اسی دولت دنیا پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کلمہ ان پر صادق ہے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

تنبیہ: یہ میںوں طریقے کہیں تو قرآن مجید میں مذکور بالا طرز پر بالترتیب مذکور ہوتے ہیں اور کہیں اس کے برعکس جیسا کہ سورہ کہف ص ۴ کی آیت ذیل میں ہے۔

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَہٗ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ط اَبۡصَرۡ بِہٖ وَاَسۡمِعُ مَا لَہُمۡ مِنْ دُوۡنِہٖ مِنْ
ذٰلِیۡ ذَلاٰ یُشۡرِکُوۡۤا فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحٰدًا

یہاں اصحاب کہف کے قصے کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کا غیب جاننے والا، ہر جگہ حاضر و ناظر، ہر ایک کی آواز سننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
اصحاب کہف وغیرہ نہیں ہیں اور اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں۔ اس کے بعد واضح طور پر یہ بھی بیان کیا گیا کہ جو لوگ اس عقیدہ پر پختہ ہیں آپ ان کے ساتھ رہیں اگرچہ اس وجہ سے آپ کو مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں وَلَا تَعۡدُوۡا عَلَیۡکُمْ عٰقِبَتُہُمۡ ۚ اَلٰہِیۡمِ فَرِیۡاۤ اَیۡہَا چند روزہ نبوی زبیب و زینب کی وجہ سے ان کا ساتھ نہ چھوڑیں

فائدہ (۱۰) شان نزول

یہ اپنی جگہ درست ہے کہ نزول قرآن کے وقت اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ کوئی واقعہ پیش آگیا۔ اس کا حکم معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو اس باب سے آیتیں نازل ہو گئیں جن سے اس واقعہ کا حکم معلوم ہو گیا لیکن ایسی آیتوں کا مل اور ان کی تفسیر اس مخصوص واقعہ پر منحصر نہیں ہوتی کیونکہ مشہور قاعدہ ہے۔ العبرة لعنوم اللفظ لا لخصوص المعنی اگر ایسی آیتوں کو ان واقعات سے مخصوص کر دیا جائے تو اس سے قرآن مجید کے سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئے گی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ اضمہ الاشیاء فی فہم القرآن شان النزول۔
علامہ ازیں اکثر واقعات نقلی ہوتے ہیں جو بنی اسرائیل فطرت کے لوگوں کے مشہور کردہ ہوتے ہیں۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ایسے واقعات بجزرت مذکور ہیں اس لئے آیات کا حل شان نزول پر موقوف نہیں، بلکہ سیاق و سباق کے پیش نظر آیتوں کو حل کرنا چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ شان نزول کے تمام واقعات قابل رد اور جھوٹے ہیں اور تفسیر میں ان کو ذکر کرنا جائز نہیں۔

فائدہ (۱۱) تعارض

بعض آیتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ ص ۲۴ میں ہے
ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ فِیۡ الْاَرْضِ جَمِیۡعًا ثُمَّ اَسۡتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ
فَسَوَّہُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور اس کی تمام اشیاء آسمان سے پہلے بنائی گئی ہیں۔ اور سورہ نازعات ص ۴ میں ہے۔
اَنۡتُمۡ اَسۡدَلۡ خَلَقًا اَمِ السَّمَآءُ مَبۡنٰیۡہَا رَفَعَ سَمٰکَہَا فَسَوَّہَا
وَ اَخۡطَشَ لَیۡلَہَا وَاَخۡرَجَ مِّنۡہَا الْاَہۡمَ ط اَلۡاَہۡمَ ط بَعۡدَ ذٰلِکَ
دَحِیۡہَا۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا پیدا کرنا اور اس کا پھیلانا آسمانوں کی پیدائش کے بعد ہوا ہے۔
مولانا شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ خلق ارض تو آسمانوں کی پیدائش سے پہلے ہوا لیکن دَحِیۡ ارض یعنی اس کا پھیلانا خلق سماء سے بعد ہوا اس لئے دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ اور ایک جواب یہ ہے جو اس سے سہل ترین ہے کہ وَالْاَرْضَ بَعۡدَ ذٰلِکَ دَحِیۡہَا میں بَعۡدَ بمعنی شَرۡحَہُ برائے تعقیب ذکر ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور آیت کے معنی یوں ہونگے۔ اللہ ہی نے آسمان پیدا کیا۔ اسے بلند بنایا۔ اس کی رات کو تاریک اور دن کو روشن کیا اس کے بعد یہ بھی زمین کو بھی اس نے پھیلایا۔ کیا تمہارا دوبارہ پیدا کرنا ان تمام کاموں سے زیادہ سخت ہے۔

فائدہ (۱۲) قانون حصر

علامہ رضی نے لکھا ہے کہ جب کلام کے کسی ایک حصے میں کلمہ حصر ہو تو اس کلام کے باقی حصے حصر پر ہی محمول ہوں گے۔ اسی بناء پر قرآن مجید میں جب دعویٰ پر عقلی دلیل ذکر کی جاتی ہے اور اس کے کسی حصے میں حصر ہو تو اس دلیل کے تمام اجزاء اور تعلقات میں حصر ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ وَاَلَّذِیۡنَ
مِّنۡ قَبْلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمۡ الْاَرْضَ
مَرۡاۡشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءٍ ۚ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَخَرَجَ
بِہٖ مِنْ الثَّمَرٰتِ ۚ رِزۡقًا لَّکُمۡ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِہٖۤ اَندَادًا
وَاَنتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (پ ۱ - بقرہ ص ۳۶)

اس کے بعد اسی دلیل پر بیان ذیل کو مرتب فرمایا۔

قرآن مجید کے مختلف مقامات میں الحمد للہ کی ترکیب وارد ہوئی ہے جن کے مطالعہ سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

دوم : (پ ۳۳ : المفت : ۵۶) سُبْحَانَكَ رَبَّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ : (اور پ ۱۹ : نمل : ۴۷) میں ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى اللَّهُ خَيْرٌ عَمَّا يُشْرِكُونَ : ان ہر دو مقامات میں یہ مراد ہے۔ کہ مشرک اللہ کے سوا غیروں کو پکارتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام انھیں شرک سے روکتے ہیں اور وہ مشرک جب شرک سے باز نہیں آتے تو اللہ جل شانہ ان قوموں پر عذاب نازل فرما دیتا ہے اور اپنے رسولوں کو عذاب سے بچا لیتا ہے۔ رسولوں کو عذاب دینے کی طاقت نہیں بلکہ ان کا کمال تو یہ ہے کہ خود عذاب الہی سے بچاتے جاتے ہیں۔ پس غائبانہ حاجات کے لئے پکارا جانا مشرکین کو ہلاک کرنا اور رسولوں کو عذاب سے بچا لینا۔ یہ سب تعریفیں اللہ کی ذات ہیں۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ : قُطِّعَ دَائِرَةُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(پ ۱ : س انعام : ۸۶) جب انہوں نے اس (مسئلہ توحید) بھلا دیا جس کی ان کو نصیحت کی گئی تو ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیے۔ حتیٰ کہ جب دی ہوئی چیز پر خوش ہو گئے تو ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا۔ تو وہ ناامید ہو گئے۔ پس مشرک قوم کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں جو جہانوں کا رب ہے۔

یہاں مراد یہ ہے کہ جب مکرین اپنے شرک سے باز نہیں آتے تو اللہ جل شانہ انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔ اور جن معبودوں پر اعتماد ہوتا ہے وہ انھیں چھڑا نہیں سکتے۔ پس اس مقام پر الحمد للہ کا معنی یہ ہوگا۔ کہ مشرکوں کو تباہ کرنا اور غائبانہ حاجات میں پکارا جانا اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

پانچ سورتوں کی ابتداء میں الحمد للہ کا لفظ آیا ہے۔ فاتحہ۔ النعام۔ کہف۔ سبا۔ فاطر دان تمام سورتوں میں الحمد للہ کے بعد وہ تمام صفات بیان کی گئی ہیں جو مافوق الاسباب ہیں یعنی ہر شے کو جاننا۔ ہر شے پر غالب ہونا۔ ہدایت کے لئے کتاب اتارنا۔ پیدا کر کے پالنا وغیرہ۔ یہ تمام صفات جلیلہ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں کسی دوسرے کے لائق نہیں۔ ان صفات کی قدسے تفصیل پانچم ۳: میں اِنَّهُ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى سَ وَتَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰی تک میں مذکور ہے یعنی خوشی اور غم پہنچانا۔ زندہ کرنا یا مارنا۔ تنگدست یا غنی کرنا یہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں اور قیامت کے دن بھی کہیں گے کہ اے خدا یہاں بھی سب کچھ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔

سُبْحَانَكَ مَعْنٰی اگرچہ پاکیزگی کے ہیں۔ لیکن ہر شے کی پاکیزگی اس کے حال کے مناسب ہوتی ہے۔ مسجد کا پاک ہونا۔ انسان کا پاک ہونا۔ کپڑوں کا پاک ہونا۔ ہر ایک کے حالات کے مناسب ہوگا لہذا اللہ تعالیٰ کے پاک ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر چیز سنسنے جانتے غائبانہ عاجات میں حاجت روا ہونے میں کوئی نہی۔ ولی۔ فرشتہ شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں پاک ہے ان شریکوں سے جو لوگوں نے اپنے خیال سے بنائے ہیں۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۖ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۖ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ

کا حاصل معنی ایک ہی ہے۔

عام لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ تسبیح کے دانوں یا انگلیوں پر خدا کا نام بار بار پڑھنا ہی اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے لئے لوگوں نے وظائف اور وقت مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جو کسی طرح ناعہ

نہیں کرتے۔ یہ مطلب انہوں نے قرآن مجید کی ایک آیت اور ایک حدیث سے سمجھ لیا ہے۔

آیت فَادْكُرْ فِي آذَانِكُمْ وَأَشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا ۝

حدیث: ۱۔ اِذَا ذَكَرْتُمْ فِي عِبَادِي فِي صَلَاتِهِ ذَكَرْتُكُمْ فِي صَلَاتِي وَرَحْمَتِي

اس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے الفاظ بلند آواز اور خوش الحانی سے جماعت کے ساتھ ملکر پڑھنا ہی خدا کا ذکر ہے لیکن قرآن مجید کی اکثر آیات جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنہی و فراموشی اور دیگر غائبانہ حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یہ معنی مندرجہ ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

اول: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوا بِحَمْدِهِ كَثِيرًا وَتَسْمِعُوا لَهُ الْقُلُوبَ ۚ وَإِذَا قُلْتُمْ فَادْكُرُوا ۚ

یہ وقت صبح و شام لوگوں کے بتائے ہوئے شریکوں سے تنزیہ اور پاکیزگی بیان کرو کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب حاضر و ناظر اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا ہونے میں تمام شریکوں سے پاک ہے۔

دوم: وَإِذَا قُلْتُمْ فَادْكُرُوا ۚ وَتَسْمِعُوا لَهُ الْقُلُوبَ ۚ وَادْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا ۚ وَكَذَلِكَ ۚ

اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے قطع تعلق کر کے اس کی طرف ہو جاؤ مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا دوسرا کوئی کارساز نہیں پس کسی کو کارساز سمجھو

غیر اللہ کو کارساز سمجھنے سے عیسٰی مہرباؤ اور صرف اسی ایک اللہ کو کارساز سمجھو۔

سوم: وَادْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا ۚ وَادْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا ۚ وَادْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا ۚ

صبح و شام اپنے رب کا نام یاد کرو اور رات میں اس کے سامنے سجدہ کرو اور سب سے قطع تعلق کر کے اس کی پاکی بیان کرو۔

چہارم: جب اس آیت کو سورہ احزاب کی مذکور آیت سے ملایا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ غائبانہ حاجات میں ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدے کئے جائیں

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب غائبانہ حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جاتا ہے تو مشرکوں کے دل تنگ اور متنفر ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے پیروں فقیروں کو بھی پکارا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں

پ ۲۳۔ زمرہ ۵۷

اس معنی کی تائید میں:

ذِكْرُكُمْ يَوْمَ تَمُوتُ وَإِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۚ وَوَدَّ لَكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقُولُوا ۚ

یہ صرف اس لئے ہے کہ جب صرف ایک ہی خدا کو پکارا جاتا ہے تو تم کفر کرتے ہو اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جائے تو مان لیتے ہو

وہ جو ایمان لائے امد اللہ کے ذکر سے ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ہاں خدا کے ذکر ہی سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

یعنی سب پیغمبروں (علیہم السلام) کا ذکر (مسئلہ توحید) ایک ہی تھا۔

یعنی بعض جگہوں میں صبح و شام اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے وہ جگہیں اور ہاں اللہ کو پکارنا اللہ کو پکارنا

بعض مقامات میں ذکر سے مراد قرآن مجید ہی آیا ہے کیونکہ اس میں مسئلہ توحید کا بیان ہے۔

ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا۔ تاکہ جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ آپ لوگوں کے سامنے بیان فرمادیں تاکہ وہ سوچیں۔

پ ۲۳۔ نحل: ۶۵

اس کی تائید میں ہے۔

لَقَدْ آتَيْنَا لَكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۚ (انبیاء: ۱۰)

ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی۔ اس میں تمہارا ذکر ہے۔

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارا جائے۔ حاضر و ناظر۔ نفع و نقصان کا مالک اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا سمجھا جائے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ ذکر انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے اور اگر یہ ذکر جو قرآن سے معلوم ہوتا ہے نہ ہو تو جو حوروں میں تسبیح کے ہزاروں ٹکڑے گن ڈلے جائیں یا جماعتوں میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا شور مچایا جائے تو کچھ فائدہ نہیں۔

قرآن پاک میں ذکر اللہ کے لئے کبھی فقط لفظ سبیل اللہ ہی استعمال ہوتا ہے۔ پھر اہل کتاب و منافقین پر زحیریں موتی ہیں کہ یہ لوگ سبیل اللہ سے رد کئے ہیں۔ نیز یہ بھی آتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کیا جائے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے مسئلہ توحید کی اشاعت کے لئے جہاد کیا جائے۔ اس تحقیق سے یہ معلوم ہو گیا کہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور ذِكْرُ اللَّهِ سے مقصد ایک ہی ہے۔

یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو مانوق الاسباب امور میں حاجت روا اور متصرف سمجھنا۔

فائدہ (۱۶) لفظ دُونَ کی تحقیق

قرآن مجید کے تراجم میں دُونَ اللہ کا ترجمہ (اللہ کے سوا) کیا گیا ہے۔ اس سے آجکل کے مشرک و بدعت کے مبلغ ملاؤں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر علوم کو فریب اور دھوکہ

میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں مشرک تب ہوتا ہے جب صرف غیر خدا ہی کو پکارا جائے اور صرف غیر خدا ہی کی عبادت کی جائے اور غیر خدا کی عبادت اور پکار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی

کی جائے اور اسے بھی پکارا جائے تو یہ مشرک نہیں نیز ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشرکین مکہ کا مشرک یہ تھا کہ وہ صرف غیر اللہ کی عبادت اور پکار بجالاتے تھے لیکن اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے حالانکہ یہ سراسر غلط اور مبصر مرآئہ کا خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں صاف صاف مذکور ہے کہ مشرکین اپنے دیگر معبودوں (انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام، ملائکہ، جنات وغیرہ کے

علاوہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے تھے اور مصیبتوں میں اسے پکارتے بھی تھے۔ بلکہ بڑے بڑے مشکل کاموں میں وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے مثلاً دریائوں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو صبح سالم کنا سے لگانا وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ مشرک تھے تو معلوم ہوا کہ مشرک یہ نہیں کہ صرف اللہ کو پکارا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا غیروں کو بھی مافوق الاسباب طریق پر پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو حکم دیا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ ابو جہل نے سردارانِ قریش سے مشورہ کر کے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صلح کی یہ تجویز پیش کی کہ آپ ایک دن مشرکین کے معبودات کی عبادت کر لیا کریں اور اسے حاجات میں پکارا کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ ہمارے بزرگوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اس پر سورہ الکافرون نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارے باطل اور خود ساختہ معبودوں کی عبادت کروں اور ان کو پکاروں۔ اسی طرح ایک جگہ فرمایا

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ (پ ۱۵۔ کہف ع ۴)

اس میں حصہ مراد ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (پ ۲۴ مومن ع ۶)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح ہوں گے کہ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے ہی پکارو۔ میں ہی تمہاری دعا قبول کروں گا یعنی قبول کرنے کی طاقت مجھے ہی ہے بیشک جو لوگ میری عبادت اور پکار سے سنبھال کر تھے ہیں یعنی صرف مجھے نہیں پکارتے بلکہ میرے ساتھ لاروں کو بھی پکارتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس قسم کی تمام آیتوں میں حصہ مراد ہے۔ اگر ان آیتوں میں کوئی افادیت باقی نہیں رہتی کیونکہ مطلقاً اللہ کی عبادت اور اس کی پکار تو مشرکین بھی بجالاتے تھے اور قرآن کا مطالبہ یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو نہ اس کے سوا کسی اور کو پکارو نہ ہی چسپہ سے جس سے مشرکین بھاگتے ہیں

وَإِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَلَوْلَا تِلْكَ الْآيَاتُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

بِالْآخِرَةِ (پ ۲۴۔ زمر۔ ۵۷)

ایک اور جگہ فرمایا۔

إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَلَوْلَا تِلْكَ الْآيَاتُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (پ ۲۴ مومن۔ ۲۷)

یہی وجہ ہے کہ امام المترجمین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر نے بعض جگہوں میں دونوں کا ترجمہ ”دے“ سے کیا ہے۔ چنانچہ حاشیٰ اذ ابلاغ بین السکین وَحْدَهُ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا (پ ۱۶ کہف ع ۱۱) کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب پہنچا دوڑا کیسے پائی۔ ان سے ”دے“ ایک م لیکن جہاں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کے مقامات میں لفظ ”دُونِ اللہ“ وارد ہوا ہے وہاں اس کا ترجمہ ”دے“ سے نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ لفظ قرب مکانی پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس قسم کی دوری اور نزدیکی سے پاک ہے۔ بلکہ اس کا ترجمہ ”سوا“ سے کیا جائے گا اور اس میں تمام غیر اللہ داخل ہیں خواہ آسمان کے فرشتے ہوں یا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ نیز جب ایک آدمی غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہو اس وقت وہ اللہ کی عبادت نہیں کر رہا اس وقت تو صرف غیر اللہ کی عبادت ہی ہو رہی ہوگی اس لئے بھی دونوں کے معنی ”سوا“ ہی کے ہوں گے۔

فائدہ (۱۷) لفظ ”الکتاب“ سے مراد

اگر لفظ ”الکتاب“ سورت کی ابتدا میں آئے تو اس سے مراد قرآن مجید ہوتا ہے جیسا کہ ذالک الکتاب لا مرید فیہ۔ یا اس سے دی سورت مراد ہوتی ہے جس کی ابتدا میں یہ لفظ آئے جیسا کہ سورہ یونس یوسف اور شعرا کی ابتدا میں ہے تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ۔ اور بعض جگہوں میں اس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہوتا ہے جس کی ابتدا میں یہ لفظ وارد ہو۔ جیسا کہ حم مومن کے شروع میں ہے تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ اس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے۔ جو آگے فَاذْعُوا لِلَّهِ مَخْلَصِينَ لَكُمُ الدِّينُ میں ذکر کیا گیا ہے اسی طرح سورہ زمر میں بھی الکتاب سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے اور اگر لفظ ”الکتاب“ سورت کے درمیان آجائے اور وہاں ال کتاب کا ذکر ہو تو اس سے کتب سابقہ مراد ہوں گی۔ جیسا کہ اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِكَ (پ ۸۔ انعام ع ۲۰) میں الکتاب سے توہرات اور انجیل مراد ہے اور اگر الکتاب کی صفت مبارک یا مصدق آجائے تو اس سے مراد قرآن مجید ہوگا۔

فائدہ (۱۸) الکتاب اور قرآن میں فرق

اگر یہ دونوں لفظ کسی سورت کی ابتدا میں آجائیں جیسا کہ سورہ حجر کے شروع میں ہے تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ تو الکتاب سے کتب سابقہ مراد ہوں گی یعنی اس سورت میں وہ مضامین مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں تھے اور قرآن سے وہ مضامین مراد ہوں گے جو صرف قرآن مجید میں مذکور ہیں اور کتب سابقہ میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

فائدہ (۱۹) لفظ حکیم اور مبین میں فرق

جس سورت کی ابتدا میں الکتاب کی صفت حکیم آئے اس میں تمام عقلی دلائل مذکور ہوں گے جیسا کہ سورہ یونس اس میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ اس لئے اس میں عقلی دلائل مذکور ہیں اور اگر الکتاب کی صفت مبین ہو تو اس میں نقلی دلائل ذکر کئے جائیں گے۔ سورہ یوسف کے شروع میں ہے۔ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ اس میں کتاب کی صفت مبین آئی ہے اس لئے اس میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔

سوال سورہ یونس ۸ میں **وَإِنَّا لَعَلَّيْهِمْ نَبَأٌ نُّوحٍ** الخ سے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو بظاہر دلیل نقلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "حکیمہ" آئی ہے اس طرح سورہ شعرا ۱ میں ہے **أَوْ كَمْ يُؤْفَكُ إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَتَيْنَاهُم بِثَمَرٍ مُّثَرٍ** الخ جو بظاہر دلیل عقلی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "حبیب" وارد ہوئی ہے۔ یہ دونوں باتیں قاعدہ بالا کے خلاف ہیں۔

جواب ۱۔ سورہ یونس میں مذکورہ آیت دلیل نقلی کے طور پر نہیں آئی بلکہ دنیوی تخویف کے طور پر آئی ہے اگر دلیل نقلی ہوتی تو اس کے ساتھ دعویٰ بھی ضرور مذکور ہوتا۔ جیسا کہ سورہ مومنون ۲ میں ارشاد ہے۔ **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَتَّبِعُونَ آلَ اللَّهِ وَعَدُ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ آلِهِ غَافِرٌ** الخ علیٰ ہذا سورہ شعرا کی محولہ بالا آیت سے مقصود تخویف دنیوی ہے اگرچہ اس کے ضمن میں دلیل عقلی بھی ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت **فَقَدْ كَذَّبُوا فَاتَيْنَاهُمُ أَنْبَاءَ مَا كَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ** صراحتہ اس پر دلالت کر رہی ہے۔

فائدہ (۲۰) روح سے مراد

قرآن مجید میں لفظ "روح" مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی بعض جگہ روح سے جان مراد ہے جس پر جاندار کی زندگی کا مدار ہے۔ **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي** (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۹) بعض جگہوں میں روح سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ **وَإِذْ نَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا وَكَانَ أَبُوهُمَا غَافِلًا** (پ ۱۱۔ بقرہ ۳۲) اور **تَزِيلُ الْمُلْكِ وَرُوحٌ مِنْ رَبِّكَ** (پ ۳۰۔ قمر) دونوں آیتوں میں روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ دوسری آیت میں تعیم کے بعد تھیں سے جبریل علیہ السلام کے مزید شرف کا اظہار مقصود ہے۔

بعض جگہ روح سے مراد وحی (حکمانہ) یعنی مسئلہ توحید ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ **يُنَزِّلُ الْمُلْكَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرٍ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا** (پ ۱۳۔ نمل ۱۷) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا حکمانہ اتارتا ہے وہ یہ کہ ڈراؤ لوگوں کو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم مجھ سے ڈرو۔ یہاں روح سے یہ حکمانہ مراد ہے۔ **إِنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا**۔ اسی طرح پ ۲۲۔ مومن ۲۲ میں ہے **فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** اس کے بعد فرمایا **يُلْقِي الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ** یہاں روح سے مراد ہے **فَادْعُوا اللَّهَ** الخ یعنی مابجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارتو۔

فائدہ (۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق

پارہ ۸ سورہ انعام ۱۴ میں ہے **وَمَا لَكُمْ أَذًا تَقُولُوا لِمَا كُنَّا نَعْمَدُ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَمَلٌ غَيْرٌ** الخ ترجمہ یہاں کیا ہے کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا گیا ہے تم اسے نہیں کھاتے مواد (اب) وہ تمہارے لئے حرام کردہ اشیاء کو تفصیل سے بیان کرنے لگا ہے۔ یہاں اشکال وارد ہوتا ہے کہ **فَقُلْ** ماضی کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ محرمات تفصیل کے ساتھ سورہ انعام سے پہلے بیان ہو چکی ہیں حالانکہ سورہ بقرہ اور سورہ مائدہ بالاتفاق سورہ انعام کے بعد نازل ہوئی ہیں بعض نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے سورہ نمل میں بیان کرنا مراد ہے جو انعام سے پہلے نازل ہوئی تھی مگر اس میں ایک مزید اشکال ہے کہ نمل میں محرمات کا ذکر تفصیلی نہیں بلکہ بہت کم ہے اس لئے اس کی بہتر توجیہ یہ ہے کہ یہاں ماضی کا صیغہ گذشتہ فعل کے لئے نہیں بلکہ آئندہ فعل کی ابتدا کے لئے ہے جس طرح سورہ نور کے بارے میں فرمایا **سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ** (ترجمہ) یہ سورت ہے جسے ہم نازل کرنے اور اس کے احکام کو مقرر کرنے اور اس میں صاف صاف آیتیں نازل کرنے کو ہیں۔ تو یہاں ماضی کے صیغہ ابتدا فعل کے لئے ہیں اسی طرح **فَقُلْ** کے معنی ہوں گے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) محرمات کی تفصیل کرنے کو ہے چنانچہ اس کے فوراً بعد محرمات کا بیان ہے۔

فائدہ (۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق

بعض دفعہ امر کا صیغہ ایجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقا فعل کے لئے آتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر سے فرمایا **اقْرَأْ يَا بَنِي حَضِيرٍ** کاش لے ابن حضیر تو پڑھا رہا تھا۔ از مولانا سید انور شاہ صاحب رحمہ اللہ عن شیخ (الہند مولانا محمود الحسن رحمہما اللہ تعالیٰ)۔ اسی طرح ذیل کی آیتوں میں ہے **لَا تَلْعَلُ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ** (پ ۲۱۔ عبکوت ۵) جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ اسے پڑھتے رہیں۔ اور جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ کو وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے آپ اسے پڑھتے رہیں، اللہ کے کلمات (فیصلوں) کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ (پارہ ۱۵۔ کہف ۴)

فائدہ (۲۳) لفظ مَا سے مراد

مستدرج مجید کے بعض مقامات میں لفظ مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اس لئے ترجمہ میں اس کا صراحتہ ذکر کرنا چاہیئے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:-
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِئِنْ لَمْ يَنْتَهِوا عَنْ سُلْبِهِمْ لَفُتَنَّا قَسَدًا يُعْلَمُونَ (پ ۲۳۔ مومن ۸) جن لوگوں نے کتاب اور اس چیز (مسئلہ توحید) کو جس کے ساتھ ہم نے رسولوں کو بھیجا جھٹلایا وہ عنقریب جان لیں گے۔
وَقَالُوا أَأَتَيْنَا فِي الْكِتَابِ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ (پ ۲۴۔ حم سجدہ ۱۱) اور کہا انھوں نے (مکذلوں نے) جس چیز (مسئلہ توحید) کی طرف تو ہم کو بلا رہے ہو اسے دل اس سے پرہیز میں ہیں۔

جب ان کے پاس ان کے رسول آئے سے بھی آئے اور پیچھے سے بھی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو وہ کہنے لگے اگر کسی پیغمبر کا بھیجنا، اللہ کو منظور تھا تو وہ فرشتوں کے نازل کرنا اس لئے جو (مسئلہ توحید) دیکھ کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

۱۳۔ اِذْ جَاءَهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰهَ وَقَالُوْا كَوْشَاءٌ مَا بَنَا لَا تُزِلُّنَا مَلٰٓئِكَةُ فَاِذَا بِمَا اُمِرْ سَلَمْتُمْ بِهٖمْ كَاٰفِرُوْنَ (پ ۲۴ - حم سجدہ ۲۵)

بعض جگہ مائے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔

کیا ان لوگوں نے زمین پر چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو مشرک لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا۔ وہ لوگ تعداد میں اور قوت میں اور ان نشانوں میں جو وہ زمین پر چھڑ گئے ان سے زیادہ تھے لیکن ان کی تمام کئی (مشرکانہ اعمال) ان کے کام نہ آ سکی۔

اَفَلَمْ يَلْبِسُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا اَكْثَرُ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاَتْسَافًا فِى الْاَرْضِ فَمَا اَغْنٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۱۳ مومن ۱۴)

یہاں مائے مراد اعمال مشرکانہ ہیں جو اپنے زمانے کے پیروں فقیروں کی ندیں نیازیں دیتے تھے اس خیال سے کہ یہ لوگ ہمیں معیت کے وقت چھڑائیں گے (از شاہ عبدالقادر)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اور جو خود تھے ہم نے ان کو راہ بتلائی تو انھوں نے گمراہی کو ہدایت کے مقابل میں پسند کیا۔ پس اپنے کئے (مشرکانہ اعمال) کے سبب انہیں ان کے عذاب کی کڑک نے آیا۔

وَاَمَّا مُمُوْدُ فَهَدٰٓىنٰهُمْ فَاَسْتَجَبُوْا لِنَعْمٰى عَلٰى الْهُدٰى فَاَخَذْنَا مِنْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ اَلْهُوْلِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۲۴ - حم سجدہ ۲۵)

بعض جگہ مائے مراد پیروں اور مولیوں کے بنائے ہوئے جھوٹے فقے وغیرہ مراد ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

غرض جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیل لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے اس علم پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کے پاس تھا۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُّسَلِّمًا بِاٰیٰتِنَا فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (مومن - ۹ ع)

یہاں مائے مراد مشرکانہ باتیں یعنی پیروں کے بنائے ہوئے جھوٹے من گھڑت فقے مراد ہیں اور بعض جگہ مائے مراد ہوتے ہیں جن کو مشرکین اپنی حاجات میں غائبانہ پکارتے تھے اور جن کے نام کی تدبیریں اور منتیں دیتے تھے۔

تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کے معبود ہونے کا مجھے علم نہیں ہے۔

تَذَعُوْا نَعْبُدُكُمْ اِلَّا كُفْرًا بِاَللّٰهِ وَاَشْرٰكًا بِهٖ مَا لَيْسَ بِیْہِمْ عِلْمٌ (مومن ۵ ع)

اس جگہ مائے مراد ان کے معبودان باللسلم مراد ہیں جن کو وہ پکارا کرتے تھے اور یہ میں ضمیمہ کا مضاف معبود ہے اسی بمعبودیت (جلا لیت) اور پارہ ۷، سورہ النعام ۹ ع میں ہے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک ٹھہرایا حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے ہو کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنایا ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔

وَكَيْفَ اَخَافُ مَا اَشْرٰكْتُكُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرٰكُكُمْ بِاَللّٰهِ مَا لَكُمْ بِرَبِّکُمْ يَتَرٰنَ ؕ عَلٰیكُمْ سُلٰطٰنًا

اس میں مائے مراد معبودان باللسلم ہیں اور یہ بمعبودیت مراد ہے۔

فائدہ (۲۴) لفظ ثَمَّ کا استعمال

تران مجید میں ثَمَّ تین معنوں میں استعمال ہوا ہے (۱) سے ترائی فی الزمان یا تعقیب نامی (۲) برائے استبعاد اور (۳) برائے تعقیب ذکر۔

تراخی فی الزمان :- اس کا مطلب یہ ہے کہ ثَمَّ کا مابعد وقوع میں اس کے ماقبل سے متاخر ہے اس کی مثالیں بے شمار ہیں

ثَمَّ استبعاد مراد :- یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے ماقبل کی موجودگی میں اس کے مابعد کا وقوع عقل سلیم سے بعید ہے جیسکہ ارشاد ہے۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے مآقی ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا (اس کے باوجود) پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْبُدُوْنَ (پ ۷ : النعام ۱۴)

اللہ تعالیٰ اتنی خوبیوں اور صفوں کا مالک ہے مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اپنے معبودوں کو معبودیت میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں جو عقل سلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا۔

وہ وہی ذات ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کر دیا اور وقت مقرر اللہ ہی کے پاس ہے کیا پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّیٌ عِنْدَکَ ؕ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ (ایضاً)

یعنی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی موجودگی میں مسلمہ توحید میں شک کرنا عقل سلیم سے بعید ہے۔

ثَمَّ برائے تعقیب ذکر :- اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل سے صرف ذکر میں موخر ہے خواہ وقوع میں وہ اس پر مقدم ہی ہو اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا مابعد اس سے ماقبل سے زمانے کے اعتبار سے بھی موخر ہی ہو بلکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا مابعد وقوع اور زمانے

کے لحاظ سے اس کے ماقبل سے پہلے ہوا اس کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ پہلی چیز کے بعد اب دوسری چیز کا ذکر بھی سُن لو۔ مثلاً

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدْوا لِاٰدَمَ (پ ۸۔ اعراف ص ۲) اس آیت میں ثُمَّ تعقیب ذکر کی کے لئے ہے اور ترجمہ اس طرح ہوگا

اور اب سب سے ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری صورتیں بنائیں اور پھر یہ بات بھی سُن لو کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے

قَالُوا اَرَنَا اللّٰهَ جَهَنَّمَ فَاَخَذْنَاهُمُ الصُّحُفَ فَنَقَلْنَاهُمْ اِلٰى اٰیَاتٍ بَیِّنٰتٍ ثُمَّ اَنزَلْنَاهُمْ اِلٰى اَرْضٍ مَّعْشُورَةٍ (نمل ص ۱۲۲) یہاں بھی

ثُمَّ تعقیب ذکر کی کے لئے ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے بچہ کو معبود بنانے کا واقعہ عذاب ماعنقہ سے پہلے واقع ہوا تھا اس لئے اس کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ انہوں نے کہا میں خدا تعالیٰ

سامنے دکھا دو پس ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں ایک چینج نے پکڑ لیا۔ پھر یہ بات بھی سُن لو کہ انہوں نے بچہ کو معبود بنا لیا تھا۔

قائدہ (۲۵) لفظ انسا کی تحقیق

علماء معافی نے لکھا ہے کہ اِنْبَاء کے معنی میں مَا اِلَّا۔ انما کا یہ مفہوم اپنی جگہ بالکل درست ہے لیکن قرآن مجید میں بعض جگہ یہ معنی مناسب نہیں مثلاً اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ
 الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا اُھْلٍ بِہِ لِغَیْرِ اللّٰہِ رپ ۲: بقروہ ۲۱ اس آیت میں اگر انما کو ما اِلَّا کے مفہوم میں لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مذکورہ بالا چیزیں ہی
 حرام ہیں اور ان کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں حالانکہ یہ مطلب غلط ہے۔ اسی طرح اِنَّمَا سَکَرْتُ اَبْصَارًا تَاْبَلُ فَنَحْنُ قَوْمٌ مَّسْخُورُونَ رپ ۴۴ حجر ۱ میں انما کو ما اِلَّا کے مفہوم میں لینا مناسب
 نہیں۔ اسی لئے علامہ رضی نے لکھا ہے کہ انما تحقیق کے لئے ہے اس صورت میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

فائدہ (۲۶) ۱۔ اذکابیان

اِذْ مَرَّ فِيتَ كَے لئے ہوتا ہے اور اس کے بعد مستقل جملہ اس کا مضاف الیہ ہوتا ہے۔ ظرف ہونے کی وجہ سے اس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے، بعض مفسرین اس سے پہلے اذکر اس کا متعلق محذوف مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور اسے مفعول کی ضرورت ہے اس لئے القصۃ اس کا مفعول محذوف نکالتے ہیں یعنی اذکر القصۃ اذ الخ۔ بعض مفسرین اذ کو زائد قرار دیتے ہیں۔ صاحب تنویر المیاس (تفسیر عباسی) اذ کو تقد کے معنی میں لیتے ہیں۔ بعض اذ کو فردیت سے خالی کر کے مفعول بہ قرار دیتے ہیں لیکن علامہ رضی نے لکھا ہے کہ اذ کا متعلق کبھی اس پر مفتدم ہوتا ہے اور کبھی اس سے مؤخر اس لئے ہر جگہ اذ کو مقدم ماننے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً: اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۚ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا (پ ۱ بقو ۴) یہاں قال سہایت الخ جملہ اذ کا مضاف الیہ ہے اور قالو اس کا متعلق اور عامل ہے جو اس کے بعد قالو ۱۱ اتجعل فیہا میں مذکور ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں غلیظ پیدا کرنے والا ہوں۔ اس وقت انھوں (فرشتوں) نے کہا کہ تو زمین میں اس کو پیدا کرتا ہے جو اس میں فساد کرے گا۔ اسی طرح پ ۱۲۔ یوسف ع میں ہے۔

جب کہا یوسف نے اپنے باپ سے اباجان! میں نے گیارہ تاروں اور شش و
فتر کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں اس وقت اس (حضرت یعقوب
علیہ السلام) نے کہا میرے بیٹے اپنا خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

أَذْكَالٌ يُوسِفُ لَا يَبِيدُ بِآيَاتٍ إِنِّي مَرَأَتٌ أَحَدَ عَشَرَ
كَوْكَبًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَاتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ
قَالَ يَبْنِي لَكُمْ قُصُورًا وَأَنَا عَلَى إِخْوَتِكَ

اس آیت میں اِذْ کا متعلق دوسرا قائل ہے۔ پ۔ ع۔ ماہدہ ع ۶ میں ہے وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيٰعٰسٰى اَبْنِ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاٰخِیَ الْهٰیۡنِ مِنْ دُوۡنِ اللّٰهِ قَالُوۡا سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوۡنُ فِیۡ اُنۡفُۡۤیۡ اَقُوۡلُ مَا لَیْسَ لِیۡ بِحَقِّیْ۔ اُس میں دوسرا قائل۔ اِذْ میں عامل اور اس کا متعلق ہے۔ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ۔ چونکہ اِذْ قَال اللّٰهُ لِيٰعٰسٰى اَبْنِ مَرْيَمَ اِذْ کُوۡرُۤیۡنَعِیۡمٰتِی (ع ۱۵) پر موقوف ہے اس لئے وہ اِذْ بھی اسی قائل سے متعلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیادت کے دن جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات شمار کرے گا اور جب اس سے پوچھ جائے گا تو نے لوگوں کو اپنی اور اپنی والدہ کی عبادت کرنے کو کہا تھا اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کہیں گے اے میرے رب تو پاک ہے الخ۔

قائدہ (۲۷) وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ كِي تَحِقِّقْ

قرآن مجید میں جہاں یہ ترکیب وَلِيَعْلَمَ اذْهَرَّ واقع ہوئی ہے اس میں مفسرین کے تین اقوال ہیں (۱) واؤ عاطفہ ہے اور اس کا معطوف علیہ موقع و محل کے مناسب محذوف ہوتا ہے اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے (۲) واؤ عاطفہ ہے اور پہلے جملے کا مضمون اس کا معطوف علیہ ہے یہ قول شاہ عبدالقادرؒ کا مختار ہے (۳) واؤ نائدہ ہے اور لیعلم ماقبل کی لغت ہے یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا قول ہے۔

فائدہ (۲۸) کذالک کی تحقیق

کَذٰلِكَ عام طور پر تشبیہ کے لئے آتا ہے لیکن قرآن مجید میں تشبیہ کے علاوہ تعلیل اور بیان کمال کے لئے بھی آیا ہے۔

تعلیلہ کی مثالیں (۱) وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ (پ ۲۴ مومن ع ۱) علامہ سید محمود اوسی رح لکھتے ہیں: اِی لَذَالِكَ مَنْ هُوَ مُسْرِتٌ مُرْتَابٌ (مومن ع ۴) یعنی آیات بینات میں شک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے (۲) كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنِ هُوَ مُسْرِتٌ مُرْتَابٌ (مومن ع ۴) یعنی اللہ تعالیٰ ایسے سرکشوں اور معاندوں کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔ الغرض جن جگہوں میں ماقبل کا مضمون مابعد کے لئے علت ہو وہاں کاف تبیل کے لئے ہوگا۔ تشبیہ کے لئے نہیں۔

قسم ثانی کی مثالیں (۱) وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (پ ۲ - بقرہ ع ۱۴) یہاں کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔ اور یوں ہم نے تمہیں امت وسط بنایا۔ جیسا کہ کسی عمدہ نوجوان کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ جو ان اس طرح کے ہوتے ہیں۔ (۲) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ یَکُونُنِیْ غَلَامٌ وَکَا نَتْ اَمْرًا فِیْ عَا قِرَآ وُتٍ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا (پ ۱۶ مریم ع ۱) کہائے میرے رب میرے یہاں بچہ کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بائجھ ہو چکی ہے اور میں بھی بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ کہا تیرا رب ایسا ہی کرتا ہے۔ اس آیت میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے (۳) قَالَتْ اِنِّیْ یَکُونُنِیْ غَلَامٌ وَکَمْ هُمْ سُنْیٰ بَشَرٌ وَلَمْ اَکُنْ بِغِیًّا (پ ۲ ایضاً ع ۲) کہائے میرے رب میرے یہاں کیسے بیٹا ہوگا حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا تیرا رب یوں ہی کرتا ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے۔ (۴) وَكَذَلِكَ اَنْزَلْنَا کُمْ حُکْمًا عَرَبِیًّا (پ ۱۳ - رعد ع ۵) اور اس طرح ہم نے اسے حکم عربی نازل کیا۔ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔

فائدہ (۲۹) اَلَمْ تَرَ کِی تَحْقِیْق

لفظ اَلَمْ تَرَ کِی ابتر کلام میں آتا ہے اور کبھی درمیان میں۔ جب کلام کے درمیان میں آجائے تو اکثر اس کا مابعد۔ ماقبل سے بظاہر مرتبط نظر نہیں آتا مثلاً اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اَلُوْتُ حَذَرَ الْمَوْتِ (پ ۲ - بقرہ ع ۳۲)

اس سے پہلے طلاق اور عدت کا ذکر ہے اور اس کے بعد جہاد کا۔ بظاہر یہاں کوئی وجہ ارتباط نظر نہیں آتی لہذا ایسے مقامات میں اَلَمْ تَرَ کِی لفظ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے مرتبط کرنے کے لئے لایا جاتا ہے سورہ بقرہ کے اس مقام میں چونکہ اصل مقصد مسئلہ جہاد کا بیان ہے جو وقت تَلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُفَاتِنُوْا کُمْ (پ ۲۴) سے شروع ہوا ہے۔ درمیان میں دوسرے امور ضروریہ کا ذکر آگیا تھا اس لئے مسئلہ جہاد کو دوبارہ ذکر کرنے سے پہلے اَلَمْ تَرَ الخ سے ایک واقعہ بیان کیا گیا تاکہ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے جو پہلے (دُور) گزر چکا ہے مرتبط کیا جائے اور اس کا ربط مذکورہ واقعہ سے ماقبل طلاق اور عدت سے نہ جوڑا جائے۔ بعینہ اسی طرح سورہ مائدہ کی آیہ مبارکہ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ فُلْکٌ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (پ ۱ - بقرہ ع ۱۳) وار د ہوا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اگر ابتدائے کلام میں آئے تو اس سے رؤیت قلبی مراد ہوتی ہے یا رؤیت بصری۔ رؤیت قلبی مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں جانا یا کیا تمہیں معلوم نہیں؟ اگر نہیں تو اب جان لے اور اگر رؤیت بصری مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اور نہیں سنا؟ اگر نہیں تو اب دیکھ اور سن لے جیسا کہ شرح معانی الکاتر امام طحاوی میں ہے۔

عن عائشۃ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اس کا ترجمہ یوں ہوگا) اے عائشہ کیا تو نے نہیں دیکھا اور سنا؟
وسلم فقال اَلَمْ تَرَ اِن مَجْنُوْنًا لَمْ یَنْظُرْ اِلَیَّ اِلَّا فَرَّ مِنْ اِلَیَّ (نہیں تو اب سن لے کہ مجھ پر ابھی ابھی زبرد کی طرف دیکھا الخ
(باب الولاء بید عید الرجلان کیف المحکم فیہ)

فائدہ (۳۰) لَفْظِ اَوْ کُلَّمَا کِی تَحْقِیْق

جب ہمزہ استفہام واو، فایا تَحْمَّ عاطفہ پر داخل ہو جائے تو زحشری کے نزدیک ان کا بعد معطوف ہوتا ہے اور ہمزہ استفہام کے بعد معطوف علیہ مخذوف مانا جاتا ہے جیسا کہ اَوْ کُلَّمَا عَا هَدُوْا کُوْا مِیْن اَکْفَرُوْا وَ کُلَّمَا عَا هَدُوْا مَانَا ہے لیکن علامہ رضی نے اس کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ معطوف علیہ مخذوف رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ کسی ماقبل کلام پر مبنی ہوتا ہے۔ لہذا کلام سابق کا مضمون معطوف علیہ ہونا چاہیے۔ رضی نے ہر سرحد عطف میں فرق بھی لکھا ہے کہ واو اور تَحْمَّ تو ہمیشہ ایسے مقامات پر عطف کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور فایا کبھی عاطفہ اور کبھی سببیہ ہوتی ہے اور داخل جملہ منفیہ ہوگا یا نہ اگر جملہ منفیہ ہو تو ہمزہ تو یخ یا تفریک کے لئے ہوگا اور اگر جملہ منفیہ نہ ہو تو ہمزہ استفہام انکار کیلئے ہوگا۔
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتِ بَیِّنٰتٍ ۭ وَ مَا یَکْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۭ اَوْ کُلَّمَا عَا هَدُوْا عٰ هَدُوْا نَبَدَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَلْ تَرٰهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (پ ۱ - بقرہ ع ۱۲)

یہاں اَوْ کُلَّمَا عَا هَدُوْا وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الخ پر معطوف ہے اور ہمزہ انکار نَبَدَ کے لئے ہے۔ یعنی یوں تو نہ کرنا چاہیے تھا۔
مثال ثانی قَالُوْا لَوْلَا اُوْتِیْ مِثْلُ مَا اُوْتِیْ مُوْسٰی اَوْ کَمْ یَکْفُرُوْا بِمَا اُوْتِیْ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ (پ ۲ قصص ع ۵) اس میں اَوْ کَمْ یَکْفُرُوْا لَوْلَا اُوْتِیْ پر معطوف ہے اور

چونکہ ہمزہ کا مدخول جملہ منفیہ ہے۔ اس لئے یہاں ہمزہ تو یخ یا تقریر کے لئے ہوگا
مثال فاء وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَسْمَعُ الصَّخْرَةَ مَعْفُوفٌ هِيَ مِنْهُمْ مَّنْ كَيْتَمِعُونَ إِلَيْكَ بِرُفْعِهِمْ بِمَعْنَى
 بَعْضُهُمْ هِيَ۔ ناکہ جملہ کا جملہ پر عطف ہو جائے اور ہمزہ استفہام الزکری کے لئے ہے۔

مثال ثانی مَنِ إِلَّا غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَآءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ه (پ ۲۰ قصص ع ۷)
 اللہ نفاقی کے سوا دوسرا کون معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے
 کیا تم نہیں سنتے۔

یہاں فاء سببیہ ہے عطف نہیں۔

مثال ثلث مَا ذَا يُسْرِعُ مِنْهُ الْبُجْرُ مُؤْنَهُ أَتَقْدِرُ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ (پ ۱۱ یونس ع ۵)

فائدہ (۳۱) بحث اَرَأَيْتَ (ماخوذ از ضی)

ہمزہ استفہام افعال قلوب پر آئے گا یا ان کے مفعولوں پر اگر مفعولوں پر آئے تو افعال قلوب مکفوف عن العمل ہوں گے اور اگر ہمزہ استفہام افعال قلوب پر آجائے تو مکفوف
 عن العمل نہ ہوں گے لیکن اس وقت ایک مفعول کو طلب کریں گے اور وہ ایک مفعول مذکور ہو یا مخدوف۔ اگر مخدوف ہو تو نوباً منیاً ہوگا یا منوی اور اس کے بعد استفہام ضرور آئے گا اور وہ
 جملہ استفہامیہ اور استفہام ظاہر ہوگا۔ یا مقدر۔

مجھے بتاؤ تو سہی اگر تمہارے اللہ کا عذاب اچانک یا علانیہ آجائے تو
 ظالم لوگوں کے سوا کون ہلاک ہوگا۔

مثال استفہام مقدر قُلْ أَرَأَيْتُمْ كُمُ أَنْ أَتِيَكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بِهَيْئَةٍ أَوْ
 جَهْرَةٍ فَهَلْ يُخْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (پ ۱۱ انعام)

فرمادیجئے۔ مجھے بتاؤ تو سہی۔ اگر تمہارے اللہ کا عذاب آجائے
 یا تم پر قیامت آجائے تو کیا اللہ کے سوا عیبروں کو
 بیکار دے۔

مثال استفہام ظاہر قُلْ أَرَأَيْتُمْ كُمُ أَنْ أَتِيَكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ
 أَتِيَكُمْ السَّاعَةُ غَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ
 صَادِقِينَ ه (پ ۷ انعام ع ۴)

اس میں اَعْلَى اللَّهِ تَدْعُونَ استفہام ظاہر ہے اَرَأَيْتُمْ میں کُمُ مفعول بہ نہیں۔ مفعول کبھی مخدوف ہوتا ہے اور کبھی مذکور اور لٹ۔ کما۔ کُھ حروف خطاب ہیں۔ مخاطب کی جرأت
 باعتبار افراد تثنیہ۔ جمع تذکرہ و تانیث۔ بیان کرنے کے لئے آتے ہیں (جیسا کہ ذکر کُمُ ہے یعنی یہ بات تم کو کہہ رہا ہوں) کبھی کبھی اَرَأَيْتُمْ تکرار سے لایا جاتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ علیہ علیہ
 شرط بھی ہوتی ہے ان تمام شرطوں کو باعتبار معنی ایک شرط سمجھا جاتا ہے اور ان کے لئے ایک جزا لائی جاتی ہے

مثال ۱۔ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى - أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى - أَوْ أَمَرَ بِالْتَّقْوَى - أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى - أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ
 يَرَى (پ ۳۰ علق)

یہ تمام شرائط باعتبار معنی ایک ہیں۔ سب کی جزا اَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى ہے معنی یوں ہوگا۔ خبر ہے تو مجھ کو اس شخص کے متعلق کہ وہ اللہ کے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے دیکھتا ہے جب وہ بندہ
 ہدایت پر ہو اور لوگوں کو تقویٰ کا حکم دے رہا ہو یہ اس بندے کو جھٹلاتا ہو کیا وہ نہیں جانتا۔ کہ اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور ضعی نے اس کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

عربوں کا یہ قول اَرَأَيْتَ زَيْدًا صَاحِبُ مَعْنَى أَخْبَرَنِي ہے اور اس میں
 نصب واجب ہے اور اَرَأَيْتَ کا معنی أَخْبَرَنِي کرنا اَرَأَيْتَ مَعْنَى أَخْبَرَنِي
 یا عَرَفْتُ سے منقول ہے گویا کہ یہ کہا کہ تو نے اس کا عجیب حال دیکھا
 مجھے اس کے متعلق بتا۔ پس یہ کسی چیز کی عجیب حالت کے متعلق پوچھنے ہی میں
 استعمال ہوتا ہے۔

أَمَّا قَوْلُهُمْ أَرَأَيْتَ زَيْدًا صَاحِبُ مَعْنَى أَخْبَرَنِي وَالنَّصَبُ
 فِيهِ وَاجِبٌ وَمَعْنَى أَرَأَيْتَ أَخْبَرَنِي هُوَ مَنْقُولٌ مِنْ رَأَيْتَ بِمَعْنَى
 أَبْصَرْتُ أَوْ عَرَفْتُ كَأَنَّهُ قِيلَ مَا أَبْصَرْتُكَ وَمَا عَرَفْتُ حَالَهُ
 الْغَيْبَةِ أَخْبَرَنِي عَنْهَا فَلَا يُسْتَعْمَلُ إِلَّا فِي الْأَسْتَحْبَابِ عَنْ حَالِهِ
 عَجِيبَةٍ شَيْئًا

فائدہ (۳۲) إِلَّا بِمَعْنَى مُسْتَشْنِي (ماخوذ از ضی)

اس وقت إِلَّا بِمَعْنَى لَكِنْ ہوتا ہے اور مستثنیٰ لَكِنْ کا اسم ہوتا ہے اور اس کی خبر کبھی مذکور ہوتی ہے اور کبھی مخدوف۔
مثال مذکور کی عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ذُرِّيَّةً
 عَنِيبَ (پ ۲۹ جن - ۳۷)

بہتر یہ ہے کہ اس مقام میں إِلَّا بِمَعْنَى لَكِنْ ہو۔ مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ اس کا اسم اور فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اس کی خبر مع اور مستثنیٰ منقطع ہو۔ یاد رکھنا چاہیئے
 کہ مستثنیٰ منقطع باعتبار مضمون اپنے ماقبل سے جدا ہوتا ہے۔

اور اسی کا ہے جو بستا ہے (آرام کرتا) رات میں اور دن میں

(۱) وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (پ ۷۔ انعام ص ۴۲)

تَايِيدًا، هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ بَآءًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ تُشْرُوءًا ط (رپ ۱۹- فرقان- ۵۷)

پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی۔

اٰمَنْتُ مِنْ قَبْلُ ۚ وَكُنْتُ فِيْ اِيْمَانٍ خَيْرٍ ۙ اَوْ اِيَّاهُ ۚ (النعام ٢٠)

نہ کہ وہ پہلا ایمان

جو تم کو دی الشر نے۔

(۳) وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنَا فَيُضَوُّ عَلَيْنَا مِنْ

النَّارِ أَوْ فِيمَا رَزَقَكُمْ اللَّهُ تَابَ ۝ ٨ - ١٠ (٦)

مٹانے کے محذوف ہے (ازمیردارک) یعنی پانی بھی بہاؤ اور کچھ کھانا وغیرہ بھی ہماری طرف ڈالیو۔

آخرت میں

وَفِي الْأَخِرَّةِ (پ ۱۳ - ابراہیم ۲۴)

تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچانے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی (نقصان)

(٥) قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِيكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءً أَوْ أَرَادَ

یا چاہے تم پر جہر (یعنی نفع اور رحمت)

بِكُمْ مَرَحْمَةً (پ ۲ - احزاب ۲۶)

صہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی

(۹) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ

میں اور جب کھڑے ہوں گے گواہ۔

يُقِيمُوا الشَّهَادَةَ (پ ۲۴ حم مومن ۶۷)

تو آخرِ حال ہیں گے حبِ ملوک بیڑیں گے ان کی گردنوں میں اور

(٤١) فَسَوَّيْنَاهُمْ إِذَا غُلَّالٌ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلِيلُ ر ٢٣٧

زنجیروں۔

حم مؤمن ۱۸۵

یہاں بھی اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ طوق کا محل تو واقعی گردن ہی ہے کہ وہ گلے میں ڈالا جاتا ہے لیکن زنجیر بجائے گلے کے پاؤں میں ہوتی ہے حالانکہ قرآن مجید میں اس عادت معروفہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت فی اَعْنَاقِهِمْ کے قرینے سے وَالسَّلْسِلُ کے بعد فی اَمْرٍ جَلِیْمٍ مَحْذُوف ہے۔ بایں معنی کہ ان کے گلے میں طوق ڈالے جائیں گے اور پاؤں کو زنجیروں سے مقید کیا جائے گا۔

(۸) وَمِنْ اٰیٰتِ الْجَوَامِیْنِ الْبَحْرِ کَاَلَا غَلَامٍ اِنْ یَّشَآءُ یُسْکِنُ الرِّیْحَ فَيُظَلِّلُنَّ رَآوَا کَدَّ عَلٰی ظَهْرِہٖ یَا اَوْ یُؤْبِقُنَّ بِمَا کَسَبُوْا (پ ۲۵ - حمد شوری ع ۴)

اب یہاں بھی یُؤْبِقُنَّ کا عطف فَيُظَلِّلُنَّ پر کیا جائے تو اشکال یہ آتا ہے کہ ہواؤں کے ٹھہرنے سے ردائد علی ظہر یعنی کشتیوں کا پانی کی پٹیٹھ پر ٹھہر جانا بالکل صحیح ہے لیکن ایسی حالت میں یُؤْبِقُنَّ یعنی ان کی ہلاکت متفرع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کے مناسب فعل محذوف ہو گا۔ اسی آیات پر توح عاصف فَيُؤْبِقُنَّ الخ یعنی یا ہواؤں کو زور سے چلا دیتا ہے جس کی وجہ سے ان کشتیوں کے پرچے اڑ جاتے ہیں اور تباہ ہو جاتی ہیں۔

(۹) قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰهِ شِیْئًا اِنْ اَرَادَ بِکُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ نَفْعًا (پ ۲۰ - فتح :- ۲۵)

اس مقام میں بھی وہی تقریر ہے جو سورہ احزاب کی آیت میں گذر چکی ہے اور بقرہ ماقبل اَرَادَ بِکُمْ ضَرًّا کے بعد اَوْ فَمَنْ یَّمْنَعُ النِّفْعِ ان اراد الخ یعنی جس طرح اس کے نقصان کو کوئی بچا نہیں سکتا اسی طرح اس کے نفع و رحمت کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔

(۱۰) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُوا الدِّیْنََ اَسْرًا وَاِلَیْہِمْ مِّنْ قَبْلِہِمْ (پ ۲۸ - شرح ۱)

یہاں بھی تعمیر و تخریب آبادی اور بربادی کا تعلق دار (مکان) سے ہو سکتا ہے لیکن ان ظاہری معنوں کے مطابق ایمان سے مربوط نظر نہیں آتا۔ اس لئے فعل مناسب محذوف ہو گا۔ اسی حَصَلُوا اِلَیْہِمْ یعنی تعمیر دار کے ساتھ وہ ایمانی قوت اور نورانیت کو بھی حاصل کر چکے ہیں۔

(۱۱) وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْہِمْ (پ ۲۸ - جمعہ ع ۱)

اس کے ماقبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا تذکرہ آ رہا ہے

(۱۲) یَسْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وِیُزَکِّیْہِمْ وِیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

یعنی آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ان کے دلوں کا تزکیہ فرماتے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ سنت نبوی دینے اور تزکیہ قلوب فرماتے ہیں ان چیزوں کا تعلق اصحاب رضوان اللہ علیہم سے تو ظاہر ہے لیکن آخَرِیْنَ کو براہ راست بلا واسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ نصیب نہیں ہو سکتا اس لئے یہ جملہ یُزَکِّیْہِمْ کے ساتھ نہیں لگتا اس کا فعل محذوف ہے یُطہِّرُ کِتَابُہُ الْاٰخَرِیْنَ یعنی بعد ازلے لوگوں کو آپ پر نازل کردہ کتاب پاکیزہ بناتی ہے۔

فائدہ (۳۴) تفسیر بالرای کی تحقیق

حدیث میں ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَالَ فِی الْقَدْرِ اَنْ بَرَأَیْدُ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَا

(ابوداؤد - ترمذی - نسائی)

جس نے قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور (اتفاق سے) اس کی بات صحیح نکلی تو بھی اس نے غلطی کی۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

مَنْ قَالَ فِی الْقَدْرِ اَنْ بَغِیْرَ عِلْمٍ فَلِیْتَبَوُّا مَقْعِدَہٗ مِنَ النَّاسِ (ابوداؤد)

جس نے قرآن کی تفسیر میں علم کے بغیر کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ پہلی حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے اور دوسری حدیث صحیح ہے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ناجائز ہے گناہ کبیرہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ہر ہر آیت کی تفسیر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں حالانکہ ہر آیت کی تفسیر میں کسی نہ کسی صحابی، تابعی یا تابع التابعی سے کوئی نہ کوئی اقوال ضرور منقول ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور در منثور سے معلوم ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں صحابہ کرام، تابعین اور دیگر ائمہ اسلام نے اپنی رائے اور اجتہاد سے ایسی آیتوں کی تفسیر فرمائی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تفسیر بالرائے والا اجتہاد مطلقاً ناجائز اور حرام نہیں۔ ذیل میں مفسرین کرام کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ کس مفہوم سے تفسیر بالرائے ناجائز اور حرام ہے۔

علامہ قرطبی اندلسی المتوفی ۴۰۶ھ فرماتے ہیں کہ تفسیر بالرای کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ

اَنْ یُّکُوْنَ لَہٗ فِی الشَّیْءِ رَآیٌ وَاِلَیْہِ مِیْلٌ مِّنْ طَبَعٍ وَّہُوَ لَا

سلطہ کما فی الرواج ص ۱ ص ۲ ص ۳ ص ۴ ص ۵ ص ۶ ص ۷ ص ۸ ص ۹ ص ۱۰ ص ۱۱ ص ۱۲ ص ۱۳ ص ۱۴ ص ۱۵ ص ۱۶ ص ۱۷ ص ۱۸ ص ۱۹ ص ۲۰ ص ۲۱ ص ۲۲ ص ۲۳ ص ۲۴ ص ۲۵ ص ۲۶ ص ۲۷ ص ۲۸ ص ۲۹ ص ۳۰ ص ۳۱ ص ۳۲ ص ۳۳ ص ۳۴ ص ۳۵ ص ۳۶ ص ۳۷ ص ۳۸ ص ۳۹ ص ۴۰ ص ۴۱ ص ۴۲ ص ۴۳ ص ۴۴ ص ۴۵ ص ۴۶ ص ۴۷ ص ۴۸ ص ۴۹ ص ۵۰ ص ۵۱ ص ۵۲ ص ۵۳ ص ۵۴ ص ۵۵ ص ۵۶ ص ۵۷ ص ۵۸ ص ۵۹ ص ۶۰ ص ۶۱ ص ۶۲ ص ۶۳ ص ۶۴ ص ۶۵ ص ۶۶ ص ۶۷ ص ۶۸ ص ۶۹ ص ۷۰ ص ۷۱ ص ۷۲ ص ۷۳ ص ۷۴ ص ۷۵ ص ۷۶ ص ۷۷ ص ۷۸ ص ۷۹ ص ۸۰ ص ۸۱ ص ۸۲ ص ۸۳ ص ۸۴ ص ۸۵ ص ۸۶ ص ۸۷ ص ۸۸ ص ۸۹ ص ۹۰ ص ۹۱ ص ۹۲ ص ۹۳ ص ۹۴ ص ۹۵ ص ۹۶ ص ۹۷ ص ۹۸ ص ۹۹ ص ۱۰۰ ص ۱۰۱ ص ۱۰۲ ص ۱۰۳ ص ۱۰۴ ص ۱۰۵ ص ۱۰۶ ص ۱۰۷ ص ۱۰۸ ص ۱۰۹ ص ۱۱۰ ص ۱۱۱ ص ۱۱۲ ص ۱۱۳ ص ۱۱۴ ص ۱۱۵ ص ۱۱۶ ص ۱۱۷ ص ۱۱۸ ص ۱۱۹ ص ۱۲۰ ص ۱۲۱ ص ۱۲۲ ص ۱۲۳ ص ۱۲۴ ص ۱۲۵ ص ۱۲۶ ص ۱۲۷ ص ۱۲۸ ص ۱۲۹ ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ ص ۱۳۲ ص ۱۳۳ ص ۱۳۴ ص ۱۳۵ ص ۱۳۶ ص ۱۳۷ ص ۱۳۸ ص ۱۳۹ ص ۱۴۰ ص ۱۴۱ ص ۱۴۲ ص ۱۴۳ ص ۱۴۴ ص ۱۴۵ ص ۱۴۶ ص ۱۴۷ ص ۱۴۸ ص ۱۴۹ ص ۱۵۰ ص ۱۵۱ ص ۱۵۲ ص ۱۵۳ ص ۱۵۴ ص ۱۵۵ ص ۱۵۶ ص ۱۵۷ ص ۱۵۸ ص ۱۵۹ ص ۱۶۰ ص ۱۶۱ ص ۱۶۲ ص ۱۶۳ ص ۱۶۴ ص ۱۶۵ ص ۱۶۶ ص ۱۶۷ ص ۱۶۸ ص ۱۶۹ ص ۱۷۰ ص ۱۷۱ ص ۱۷۲ ص ۱۷۳ ص ۱۷۴ ص ۱۷۵ ص ۱۷۶ ص ۱۷۷ ص ۱۷۸ ص ۱۷۹ ص ۱۸۰ ص ۱۸۱ ص ۱۸۲ ص ۱۸۳ ص ۱۸۴ ص ۱۸۵ ص ۱۸۶ ص ۱۸۷ ص ۱۸۸ ص ۱۸۹ ص ۱۹۰ ص ۱۹۱ ص ۱۹۲ ص ۱۹۳ ص ۱۹۴ ص ۱۹۵ ص ۱۹۶ ص ۱۹۷ ص ۱۹۸ ص ۱۹۹ ص ۲۰۰ ص ۲۰۱ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳ ص ۲۰۴ ص ۲۰۵ ص ۲۰۶ ص ۲۰۷ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ ص ۲۱۰ ص ۲۱۱ ص ۲۱۲ ص ۲۱۳ ص ۲۱۴ ص ۲۱۵ ص ۲۱۶ ص ۲۱۷ ص ۲۱۸ ص ۲۱۹ ص ۲۲۰ ص ۲۲۱ ص ۲۲۲ ص ۲۲۳ ص ۲۲۴ ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ ص ۲۲۹ ص ۲۳۰ ص ۲۳۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ ص ۲۳۶ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ ص ۲۴۰ ص ۲۴۱ ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ ص ۲۴۴ ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ ص ۲۴۸ ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ص ۲۵۲ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۲۵۷ ص ۲۵۸ ص ۲۵۹ ص ۲۶۰ ص ۲۶۱ ص ۲۶۲ ص ۲۶۳ ص ۲۶۴ ص ۲۶۵ ص ۲۶۶ ص ۲۶۷ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹ ص ۲۷۰ ص ۲۷۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳ ص ۲۷۴ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ ص ۲۷۷ ص ۲۷۸ ص ۲۷۹ ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ ص ۲۸۳ ص ۲۸۴ ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸ ص ۲۸۹ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ ص ۲۹۲ ص ۲۹۳ ص ۲۹۴ ص ۲۹۵ ص ۲۹۶ ص ۲۹۷ ص ۲۹۸ ص ۲۹۹ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص

فیتناول القرآن علی وفق سرائیہ وهو اہل یحییٰ علی تصحیح

غرضہ (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۲۱)

علامہ خازن رقمطراز ہیں:-

قال العلماء النہی عن القول فی القرآن بالرائی انما ورد فی حق

من یتأول القرآن علی مراد نفسه وهو تابع لہواہ

(خازن ج ۱ ص ۲۱)

اس کے بعد اس کی مثال بیان فرماتے ہیں:-

کما یحتاج ببعض آیات القرآن علی تصحیح بدعۃ وهو یعلم

ان المراد من الاثر غیر ذالک لکن غرضہ ان یلبس علی

خصمہ بما یقویٰ حجتہ علی بدعہ کما یستعملہ الباطنیۃ و

المخوارج و غیرہم من اہل البدعۃ فی المقاصد الفاسدۃ

اور علامہ سیوطی امام ابو بکر ابن الانباری سے نقل ہیں۔

حملہ بعض اہل العلم علی ان الرأی معنی بد العوی

(الاتقان ج ۲ ص ۲۱)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تفسیر بالرائے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جو کسی گمراہ فرقہ سے متعلق ہو اور اپنی گمراہی اور بدعت پر قرآن کی آیتوں سے استدلال کرے لیکن اگر ایک شخص علوم تفسیر، حدیث، لغت، صرف و نحو اور علم معانی و بیان کا متبحر عالم ہو اور صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہو اگر وہ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرے جو اسلام کے مسلمہ اصول و عقائد کے عین مطابق ہو اور قواعد زبان سے بھی پوری پوری موافقت رکھتا ہو تو وہ تفسیر بالرائے میں داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:-

من تعلم بما یعلم من ذالک لغۃ و شرعاً فلا

حرج علیہ و لہذا ساری عن ہؤلاء و غیرہم اقول

فی التفسیر (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۱)

علامہ خازن رقمطراز ہیں:-

فاما التأویل وهو صرف الذیۃ علی طریق الاستنباط الی

معنی یلیق بہا محتتمل لما قبلہا وما بعدہا و غیر مخالف

للکتاب و السنۃ فقد رخص فیہ اہل العلم (خازن ج ۱ ص ۲۱)

اور علامہ قرطبی فرماتے ہیں:-

من استنبط معناه بحملہ علی الاصول المحکمۃ المتفق علی

معناہا فهو صدوق (قرطبی ج ۱ ص ۲۱)

اور معشر البیہان اندلسی المتوفی ۷۸۵ھ فرماتے ہیں:-

لیس من اجتہد ففسر علی قوانین العلم والنظر بداخل

فی ذالک الحدیث ولا ہو یفسر برأید ولا یوصف بالخطأ

(المحیط ج ۱ ص ۲۱)

علامہ سیوطی امام بغوی اور کواشی سے نقل کرتے ہیں:-

التأویل صرف الذیۃ الی معنی موافق لما قبلہا و بعدہا

تحتملہ الذیۃ غیر مخالف للکتاب و السنۃ من طریق

الاستنباط غیر محظور علی العلماء بالتفسیر (الاتقان ج ۲ ص ۲۱)

خلاصہ الکلام یہ کہ کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرنا جو اس کے سیاق و سباق کے مطابق زبان کے اصول و قواعد کے موافق کتاب و سنت سے ہم آہنگ اور آیت کے الفاظ کا متحمل ہو یعنی آیت کو اس پر محمول کرنے کی گنجائش ہو تو اسے تفسیر بالرائے نہیں کہیں گے بلکہ وہ تاویل ہوگی جو شرعاً جائز ہے

میلان ہو اور وہ اپنی رائے اور خواہش کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے تاکہ اپنی غرض (فاسد) کی سمت پر استدلال کر سکے

علامہ نے فرمایا ہے کہ تفسیر بالرائے سے ممانعت اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو اپنی خواہش نفس کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے اور وہ اپنی خواہش و بدعت کا نتیجہ ہو۔

میاں کہ کوئی شخص اپنی بدعت کا جواز ثابت کرنے کے لئے قرآن کی بعض آیتوں سے استدلال کرے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہو کہ آیت کا مطلب کچھ اور ہی ہے لیکن اس کی غرض یہ ہو کہ وہ مقابل کو ایسی چیز سے دھوکہ دے جو اس کی بدعت کے دلائل کو مضبوط کرے جیسا کہ باطنیہ خوارج اور دوسرے اہل ہوا (گمراہ فرقہ) اپنی اغراض فاسدہ کیلئے ایسا کرتے ہیں۔

بعض اہل علم (پہلی حدیث) کو اس پر محمول کرتے ہیں۔ اس میں رائے سے مراد خواہش نفس ہے (یعنی بدعت اور گمراہی)

جس نے قرآن کی تفسیر میں لغت اور شریعت کے اعتبار سے اپنے علم کی مطابق گفتگو کی اس پر کوئی حرج نہیں۔ اسی لئے ان (سلف) سے اور بعد کے علماء تفسیر میں بہت سے اقوال منقول ہیں۔

رہی تاویل یعنی آیت کو بطور استنباط ایسے معنی پر محمول کرنا جو اس کے مناسب ہو اور ماقبل اور مابعد کے اعتبار سے اس کا احتمال ہو اور وہ کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو تو اس کی علمائے اجازت دی ہے۔

جس شخص نے محکم اور متفق علیہ اصولوں پر محمول کر کے قرآن مجید (کی کسی آیت) سے کوئی مفہوم اخذ کیا وہ قابل تعریف ہے۔

جس نے غور و فکر سے کام لیا اور علم و نظر کے اصولوں کے مطابق قرآن کی تفسیر کی وہ اس حدیث میں داخل نہیں۔ اس کی تفسیر تفسیر بالرائے نہیں ہوگی اور نہ خطا کی طرف منسوب ہوگی۔

تاویل یعنی آیت کو اجتہاد و استنباط کے طریق پر ایسے مفہوم پر محمول کرنا جو سیاق و سباق کے مطابق ہو اور آیت میں اس کی گنجائش ہو اور وہ مفہوم کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو، علامہ تفسیر کیلئے ناجائز اور ممنوع نہیں۔

تاویل یعنی آیت کو اجتہاد و استنباط کے طریق پر ایسے مفہوم پر محمول کرنا جو سیاق و سباق کے مطابق ہو اور آیت میں اس کی گنجائش ہو اور وہ مفہوم کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو، علامہ تفسیر کیلئے ناجائز اور ممنوع نہیں۔

۲۳ حصہ سوم مسئلہ اول

قرآن میں اس مسئلہ کو بہت سی تعبیروں اور مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

عنوان اول :- مشرکین اللہ جل شانہ کے قائل تھے اور اس کی ہستی کے منکر نہیں تھے۔

عنوان ثانی :- مندرجہ ذیل صفات صرف اللہ تعالیٰ میں مانتے تھے اور ان میں کسی کو بھی خدا کا شریک نہیں سمجھتے تھے۔

زمینوں اور آسمانوں کا خالق، انسانوں کا خالق، سورج اور چاند کو اپنے حکم کے ماتحت رکھ کر چلانے والا، ہر شے پر غالب، بڑے علم والا، آسمانوں سے اپنی مرضی کے مطابق پانی اتارنے والا، پانی سے مردہ زمین کو زندہ کرنے والا، تمام زمین و ما فیہا کو اپنی حکومت میں رکھنے والا، ہر ایک کو پناہ دینے والا، اور خود کسی سے پناہ نہ لینے والا، تمام جانداروں کو روزی دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے یعنی کافر سے مومن اور بالعکس، غلام سے آزاد اور بالعکس پیدا کرنے والا، سالے جہان کے کاموں کا مدبر۔

عنوان ثالث :- مشرکین مکہ و خدائے قائل نہ تھے کیونکہ وہ ایک ہی ذات کو اللہ کہتے تھے۔

عنوان رابع :- اللہ جل شانہ کو اپنی صفات میں ایک ماننے کے بعد اپنے دوسرے معبودوں کو الگ کہتے تھے یعنی ان کو خدا کی صفات الوہیت میں خدا کا شریک بناتے تھے۔

عنوان خامس :- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر مخالفت صرف اس بات میں تھی کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی الہ نہیں۔

عنوان سادس :- اس مسئلہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مندرجہ ذیل انتہا مبالغہ انگیز لگائے گئے :- شاعر، مجنون، ساحر، کذاب، کافر، اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کو گالیاں دینے والا وغیرہ۔

عنوانات اول، ثانی اور ثالث کے متعلق آیات قرآنیہ، ان آیات میں وہ صفات بھی مذکور ہیں جو مشرکین مکہ اللہ جل شانہ ہی میں مانتے ہیں۔

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَنَحَرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَاَنَّى يُؤْفَكُوْنَ ﴿١٦﴾ (غالبت ۶)

اس کے بعد

اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهٗ ذٰلِكَ ۗ لَآ إِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ عَلِيمٌ

سے تنویر لاکر اس طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ کی اس صفت کو بھی مانتے ہیں۔ پھر فرمایا :-

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاحْيَا بِرَ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ

ایک اور جگہ فرمایا :-

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٢٠﴾ (زخرف ۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو ہر شے پر غالب اور بڑے علم والا مانتے تھے۔

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ﴿٢١﴾ (زخرف ۲۱)

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے۔

قُلْ لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۗ سَيَقُولُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ (مومن ۵۶)

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُولُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١١٦﴾ (یونس ۱۱۶)

قُلْ مَنْ يَّبْدِئُ مَخْلُوٰتٍ كُلِّ شَيْءٍ ۗ وَهُوَ يُعِيْزُ وَيُرِيْءُ ۗ لَا يُجَاۡدِیْہٗ اَنْتَ ۚ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُولُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنَّى تُسْحَرُوْنَ ﴿١٢٠﴾ (یونس ۱۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شے کو قبضہ قدرت میں رکھنے والا، ہر شے کو پناہ دینے والا جس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہ مل سکے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے۔

قُلْ مَنْ يَّرْسُخُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمْ يَمْلِكُ السَّمْعُ وَ

فرمادے کہ زمین اور اس کی چیزیں کس کے قبضے میں ہیں اگر جانتے ہو تو بتاؤ۔ جلدی ہی کہیں گے کہ اللہ کا قبضہ ہے۔ فرمادے کہ نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے ہو؟

فرمادے کہ ساتوں آسمانوں اور بڑے عرش کا رب کون ہے؟ جلدی سے کہیں گے کہ اللہ

کہہ دیجئے کیا تم ڈرتے نہیں؟

فرمادے کہ ہر چیز کی بادشاہی کس کے قبضے میں ہے وہ پناہ دیتا ہے اور وہ پناہ نہیں دیا

جانا بتاؤ اگر تم جانتے ہو جلدی ہی کہیں گے اللہ ہی ہے فرمادے کہ کچھ کہاں سے تم پر جا رہے ہیں؟

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شے کو قبضہ قدرت میں رکھنے والا، ہر شے کو پناہ دینے والا جس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہ مل سکے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے۔

پوچھے تمہیں آسمانوں اور زمینوں سے روزی کون دیتا ہے یا کون مالکے کانوں و

آنکھوں کا اور زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو کون نکالتا ہے اور کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے تو کہیں گے اللہ ہی یہ تمام کام کرتا ہے تو فرما دیجئے کہ پھر ڈرتے نہیں۔

الْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَيُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يَبْدَأُ بِمَرَّةٍ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (پ: یونس ۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں اور زمین سے رزق دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک یعنی ضامن، کافر سے مومن پیدا کرنے والا اور بالعکس، آزاد سے غلام پیدا کرنے والا اور بالعکس اور تمام امور کی تدبیر کرنا والا صرف اللہ تعالیٰ ہی کو جانتے تھے۔ اور مذکورہ صفات میں وحدۃ لا شریک جانتے تھے۔ اور ایک ہی اللہ کے قائل تھے۔

چوتھے اور چھٹے عنوان کے متعلق آیات قرآنیہ

جب انہیں لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا جاتا تو اکر تے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک شاعر پاگل کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ عَرَلْنَا أَلَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَشَاعِرُ مَجْنُونٍ ۝ (پ: صافات ۲۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے بعد جب ان کے معبودوں کی نفی کی جاتی تھی تو سرکشی کرتے اور کہتے تھے کہ یہ پاگل ہو چکا ہے اور لوگوں کو اپنے شاعرانہ کلام سے تال کر لیتا ہے۔

اور اس پر تعجب کرنے لگے کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرنے والا کیا تو کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر اور جھوٹا ہے کیا اس نے ایک ہی معبود مان رکھا ہے یہ ایک بڑے تعجب کی بات ہے اور چل کھڑے ہوئے کئی سرداران میں سے کہ چلو اور جے رہو اپنے معبودوں پر۔ بے شک اس بات میں کچھ غرض ہے ہم نے اس تکچلے دین میں تو یہ نہیں سنا یہ تو ایک من گھڑت بات ہے۔

وَسَجَّوْا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكُفَرُونَ هَذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ أَجَعَلَ الْإِلَهَ الْهَآؤَ وَاجِدًا لَّنْ هَذَا الشَّيْءُ سَعْيًا ۝ وَانْطَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَآه مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْإِلَهِ الْأَخِيرَةِ سَإِىَ إِنَّ هَذَا إِلَّا آلا خَيْلَافٍ (پ: صافات ۱۶)

اس سے معلوم ہوا کہ معبودان باطلہ کی نفی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ ساجراور کذاب کہتے تھے یعنی جب اس مسئلہ کو منوانے کے لئے اللہ کریم معجزات شق القمر وغیرہ حضرت نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا تو کہتے تھے ساجر و کذاب ہے۔ نیز کہتے (معاذ اللہ) بے دین ہے۔ اس نے نیا دین نکالا ہے۔ صحیح دین یہی ہے کہ اپنے معبودوں پر قائم رہو بخاری شریف جلد ثانی میں آیا ہے کہ کفار مکہ نبی علیہ السلام کے حق میں یہ کہتے تھے یَسْمُوتُ إِلَهِتُنَا بآرَے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ حالانکہ گالی دینا تو نبی کریم علیہ السلام کی شان ہی سے بالکل بعید ہے لیکن وہ اپنے معبودان باطلہ کی معبودیت کی نفی ہی کو وہ گالی سمجھتے تھے۔

عنوان رابع۔ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کو ایک مان کر دوسروں کو الہ یعنی معبود مانتے تھے بہر حال وہ بھی ایک خدا کے قائل تھے اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود کہتے تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے معبودوں کی معبودیت کی نفی کے لئے مبعوث کیا گیا۔ آیت ذیل میں تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ آپ سے پہلے بھی ہر پیغمبر کی طرف ہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پیغمبر غیر اللہ کی معبودیت کی نفی کے لئے آئے تھے۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کے متعلق تفصیلی آیات حسب ذیل ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام

ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ تو آپ نے کہا اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۖ (پ: الاعراف ۸)

اس کے جواب میں نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تھا۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۚ (پ: نوح ۲۶)

اور قوم نے کہا کہ اپنے معبودوں کو اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو ہرگز نہ چھوڑو۔

اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو معبود بنا رکھا تھا ان کے خواصہ معبودوں کو نہ ماننے کی وجہ سے انہوں نے نوح علیہ السلام کو گمراہ کہا

نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّكَ أَنْتَ لَمُرْكٍ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (پ: الاعراف ۸)

حضرت ہود علیہ السلام

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا گیا۔ آپ نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں۔

وَلَمَّا عَادَ أَخَاهُ هُودٌ قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۖ (پ: الاعراف ۹۶)

۱۔ جواب میں قوم نے ہود علیہ السلام سے کہا۔

قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا سَعْنُ
قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ بِكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ اِنْ تَقُولُ اِلَّا غُرَاكَ
بَعْضُ الْاِهْتِنَا لِسُوءٍ ط (پ: ہود: ۵)

انہوں نے کہا اے ہود! تو کوئی صاف بات لے کر ہمارے پاس نہیں آیا اور ہم تیرے کہنے سے اپنے بتا کر (معبودوں) کو نہیں چھوڑیں گے اور ہم تجھے ماننے کے نہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے معبود نے ہمیں سید پہنچایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ توحید کی وجہ سے قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ ہم تیرے کہنے پر اپنے معبودوں کو نہ چھوڑیں گے بلکہ اس قسم کی باتیں وہ شخص کرتا ہے جس کے ہوش ٹھکانے نہ ہوں۔ لہذا تیرے بھی ہوش و حواس خراب ہو چکے ہیں۔ تجھ پر ہمارے معبودوں کی مار پڑ چکی ہے۔ نیز کہا:-

قَالُوا اَجِئْتَنَا لِنَا فِكَا سَعْنُ الْاِهْتِنَا فَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (پ: الاحقاف: ۳۴)

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے بھیرے؟ اگر تو سچا ہے تو ہم پر وہ عذاب جس کا تو وعدہ کرتا ہے، لے آ۔

نیز جواب میں کہا کہ:-

قَالُوا اَجِئْتَنَا لِنُعْبَدَ اللّٰهَ وَنَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ
اَبَاؤُنَا ۚ فَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (پ: الاعراف: ۹۶)

انہوں نے کہا تو اس لئے ہمارے ہاں آیا ہے کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کریں؟ اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے چھوڑ دیں پس اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس وہ عذاب لے آ جس کا تو وعدہ کرتا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام

وَالِیْ طٰوُودَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۙ قَالَ یَقُوْمُوا عِبَادَ اللّٰهِ مَا
مَلَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ ط (پ: الاعراف: ۱۰)

اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ آپ نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ تمہارا اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں

اس کے جواب میں قوم نے کہا:-
قَالُوا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰنَا
اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اَبَاؤُنَا ۚ وَاتَّسْنَا فِیْ شَرِّ مَا تَدْعُوْنَا
اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ۝ (پ: ہود: ۶)

انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے ہمیں تجھ سے امید تھی۔ کیا تو ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے منع کرتا ہے بیشک ہم اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہو بڑے شک میں ہیں

یعنی قوم نے کہا کہ اس مسئلہ کے بیان کرنے سے پہلے ہم تجھے نیک خیال کرتے تھے لیکن اب معلوم ہوا کہ تو ہمیں ان حضرات سے جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے رکنے کے لئے آیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَ اِذْ کَرَّمِ الْکَلْبَ اِبْرٰہِیْمَ ۙ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا
اِذْ قَالَ لِاَبِیْہٖ یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا
یُعْیٰی عَنْکَ شَیْئًا ۙ (پ: مریم: ۲۴)

اور کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بہت ہی سچا نبی تھا جب اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ سنتے نہ دیکھتے اور نہ تیرے کچھ کام ہی آتے ہیں۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو تیری بات بھی نہیں سن سکتے اور تجھ سے وہ کوئی مستحکم بھی حاصل نہ عالم الغیب میں، نہ حاضر و ناظر اور نہ ہی نفع نقصان کے مالک ہیں۔ اس کے جواب میں باپ نے یوں کہا:-

قَالَ اَرَا غِبْتُ اَنْتَ سَعْنُ الْاِهْتِنَا یٰاَبْرٰہِیْمُ ۙ لَئِنْ کَمْ تَنْتَہِ لَا تَجْبَنَّا
وَ اَجْجُرْ فِیْ مِثْلِنَا ۙ (ایضاً)

اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے روگردانی کرتا ہے اگر تو نہ رکا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور مجھ سے دور ہو جا ایک مدت تک۔

یعنی باپ نے کہا، اگرچہ تو نے نام تو نہیں لیا لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ تو میرے ان حضرات کے متعلق کہہ رہا ہے جن کی میں عبادت کرتا ہوں، ان سے تو مجھے دور کرنا چاہتا ہے باز آجا ورنہ میں تجھے پتھروں سے مروادوں گا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بعض معبودوں کے ناک و کان وغیرہ کاٹ دئے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ قوم نے کہا:-
قَالُوا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاِهْتِنَا ۙ اِنَّہٗ لَیْسَ الْظٰلِمِیْنَ (پ: انبیاء: ۵۶)

انہوں نے کہا، ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان جسے ابراہیم کہتے ہیں ان کے متعلق کچھ کہتا رہتا ہے انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ اسے دیکھ لیں۔

انہی میں سے کچھ لوگ بولے:-
قَالُوا سَمِعْنَا فَتٰی یَدْعُکُمْ ہُمْ یُقَالُ لَہٗ اِبْرٰہِیْمُ ط قَالُوا فَاَنْتَ
بِہٖ عَلٰی النَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَرْہٰوْن ۙ (حوالہ بالا)

حضرت لوط علیہ السلام

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۚ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا
إِلَى قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۚ لَنْ نُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ
مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۚ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
(٢٤: الذاريات)

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا۔ اے بھیجے ہوئے تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا، ہم گناہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر پھینکیں جو کہ نشاندار ہیں تمہارے رب کے ہاں۔ حد سے گزرنے والوں کے لئے۔ پھر ہی انکا لاہم نے جو مٹھا ایمان والا۔ وہاں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا۔

لو ط علیہ السلام کے متعلق صرف یہی آیات آئی ہیں جن میں توحید کا ذکر ہے۔ البتہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ یہ اجمالاً لو ط علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

وَالِى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَبْقُوا عَبْدًا وَاللّٰهُ مَا لَكُمْ
مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُ ط (رپ: الاعراف: ع ۱۱)

قومِ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَشْعَبُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيِنَا أَوْ لَنَعُودَنَّ فِي مِلَّتِنَا (١٠١)
قَالُوا يَشْعَبُ أَصْلُوكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاءُنَا
أَوْ أَنْ تَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ
(١٠٢: هود)

شعیب (علیہ السلام) کی قوم کے متکبر لوگوں نے کہا، اے شعیب! ہم تجھے اور تجھ پر ایمان لانے والوں کو شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں والہیں اسجادے گے۔

انہوں نے کہا، اے شعیب! کیا مزار پڑھنے نے تجھے یہ سکھایا کہ چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے یا جو کچھ ہم اپنے مالوں میں کرتے ہیں۔ وہ چھوڑ دیں۔ تو رہو بار اور نیک چلن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَأَنكَحَرْتُكَ فَاسْمَعْ لِمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنِ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا
فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ بِحُكْمِي ۖ (١٤)
اذهب إلى فرعون إنه طغى ۖ
اس کے جواب میں فرعون نے کہا:-

میں نے تجھے منتخب کر لیا ہے پس جو وحی کی جارہی ہے اس کو سن۔ میں اللہ مہربان میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں۔ پس میری ہی عبادت کرو اور میری کیلئے نماز قائم کرو۔ فرعون کی طرف جا وہ کمرکش ہو چکا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْمَعُونَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ قَالَ لِمَنِ اتَّخَذَتِ الْمَاءَعُ كِيرِي لِأَجْعَلَكَ مِنَ الْمُسْجُوبِينَ ۝ (ق: ٢٤-٢٨)

فرعون نے کہا۔ کیا معنی پروردگارِ عالم کے۔ کہا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، ان کا رب، اگر تم یقین کرو۔ جو اس کے پاس تھے انہیں کہا۔ کیا تم انہیں سننے سے فرمایا موسیٰ نے، تمہارا رب اور تمہارے باپ دادا کا رب۔ کہا جو رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، یا گل ہے۔ کہا مشرق و مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ سب کا رب، اگر تم سمجھتے ہو۔ فرعون نے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو "الہ" بنایا تو میں تجھے قیدی بنا دوں گا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهِ عَصِيِّ ذِي
فَأَوْقَدْ بِي يَهَامُنُ عَلَى الطَّيْنِ وَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطِيعُ
(نِجْنِ) إِلَهِ مُوسَى وَإِنِّي لَأَكْظِمُهُ مِنَ الْكَادِبِينَ (پ: قصص: ۴۷)
فرعون کے ساتھیوں نے جواب میں کہا:-

اور فرعون نے کہا اے دربار والو! مجھے تو اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود معلوم نہیں۔ سو آگ دے میرے لئے گارے کو۔ پھر میرے لئے ایک محل بنانا کہ میں جھانک لوں موسے کے رب کو۔ اور میں اسے جھوٹا خیال کرنا ہوں۔

قَالَ الْبَلَاءُ مِنْ قَوْمٍ فِرْعَوْنُ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا، کیا تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے تاکہ

فِي الدُّخَانِ وَيَذْكُرُكَ وَآلِهَتَكَ (پ: الاعراف: ۱۵)

الحاصل موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی مسئلہ بیان کیا کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی الٰہ نہیں۔ فرعون نے جواب میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو نے میرے سوا کسی دوسرے کو الٰہ بنایا تو تجھے قید کروں گا اور قوم سے کہا کہ اس کی بات نہ ماننا میرے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) پاگل ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے:-

الَّذِينَ آمَنُوا بِالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمٌ مُّوْحٍ وَعَادٌ وَشُعُوبٌ
وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَعْيُنَهُمْ فِي آفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا
بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَلَا تَأْتِنَا أَشْيَاءُ قَبْلَ مَا نَحْنُ بِالْأَمْرِ (پ: ابراہیم: ۱۷)

کیا نہیں اپنے سے پہلی قوم نوح، عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں آئی۔ اللہ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ میں دے دیئے اور کہا کہ جس (مسئلہ توحید) کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس (مسئلہ توحید) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ ہم اس کے بارے میں بڑے شک میں ہیں

حضرت یعقوب علیہ السلام

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ
مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا لَنُعْبُدَ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَاكَ
وَأَبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهُاتُ أَحَدًا (پ: بقرہ: ۱۳۰)

کیا تم حاضر تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کو موت آئی، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم تیرے اور تیرے باپ دادا ابراہیم، اسماعیل و اسحاق علیہم السلام کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ
كَفَرُونَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ
يَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ (پ: یوسف: ۵۴)

میں نے اس قوم کے مذہب کو جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے بھی منکر ہیں چھوڑ دیا ہے اور میں نے اپنے باپ دادا، ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا اتباع کیا ہے۔ ہمارے نشانیاں شان نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک بنائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوا لَهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ
(پ: مریم: ۳۷)

بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

لیکن نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں کا حال یہ تھا:-

اتَّخَذُوا أَحْبَابَهُمُ وَرُفَعَاءَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
الْحَسْبُ الْبَنُ عَرَبِيٍّ وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (پ: توبہ: ۳۱)

انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔ حالانکہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کرنے کا حکم دینے گئے تھے۔ وہ وہی معبود ہے اور پاک ہے ان شریکوں سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی فرماتے رہے کہ اللہ کریم جل شانہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد قوم نے اپنے مولویوں، پیروں اور عیسیٰ کو بھی الٰہ بنالیا۔ جیسا کہ عزیر علیہ السلام کو الٰہ بنالیا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر کہا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط
(پ: مائدہ: ۱۰۷)

کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثَةٌ ط وَما مِنْ إِلَهٍ
إِلَّا إِلَهُ وَاحِدٌ ط (حوالہ مذکورہ بالا)

یقیناً کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ الٰہ تو ایک ہی ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعْقِبَ ابْنُ مَرْيَمَ عَمَّا قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخَذُوا مِنِّي
وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط (حوالہ مذکورہ بالا: ۱۶۷)

جب فرمائی گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم سے کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام، ان کی والدہ، پیروں، فقیروں اور مولویوں کو الٰہ بنا رکھا تھا۔

اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا

ملائکہ، انبیاء علیہم السلام، مولویوں اور پیروں کو خواہ وہ نیک ہوں یا بد لیکن ان بڑوں کو بھی نیک خیال کر کے معبود بنایا گیا۔ سورج اور ستاروں کو، جنات اور بالخصوص

شیطان لو۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی قبور کو جن درختوں کے نیچے انبیاء عظام اور اولیائے کرام بیٹھے تھے لیکن یہ یاد رہے کہ قبور اور درخت وغیرہ کی جگہوں میں بھی دراصل انبیاء کرام اور اولیائے عظام ہی کو معبود خیال کیا جاتا تھا۔

ملائکہ کے متعلق آیات قرآنیہ

جس دن اللہ سب کو اکٹھا کرے گا۔ پھر فرشتوں سے کہے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے تو پاک ہے شرکیوں سے تو ہی ان کے سوا ہمارا کاسار ہے بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں بہت سے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيْنَا مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْحَيَّ أَكْثَرَهُمْ بِهِمْ مَسْئُونُونَ ۝

(پتہ: سبا: ۵)

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین نے ملائکہ کو معبود بنا لیا تھا یعنی ان کو حاجات کے وقت پکارتے تھے۔ اور ملائکہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ دراصل فعلِ شرک کرنے والے جنات تھے کیونکہ دراصل جنات ہی ان کے معبود تھے۔

فرما دیجئے کہ بلاؤ ان لوگوں کو جنہیں تم نے اللہ کے سوا معبود گمان کر لیا ہے سو وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور بدل دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ تو اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہے۔ اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے۔

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخِفُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝

(پتہ: بنی اسرائیل: ۶)

یہ آیت باتفاق مفسرین ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں ہے

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَاتًا وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ۝

(پتہ: نمل: ۷)

اور اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں اللہ کی ذات تو پاک ہے۔ اور اپنے لئے جس کی وہ خواہش رکھتے ہیں (یعنی بیٹے مانگتے ہیں) فرما دیجئے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود گمان کرتے تھے، انہیں پکارو۔ وہ آسمانوں اور زمین میں سے ذرہ بھر کے مالک نہیں۔ اور نہ ہی ان کا ان فیض میں کچھ ساجھا ہے اور نہ ہی ان میں سے ان کا کوئی مددگار ہے۔

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مَثْقَلًا ذَرَّةً فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمْ مِنْ شَرِكٍ ۚ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مَخِيلٌ ۝

(پتہ: سبا: ۳)

انبیاء علیہم السلام کے حق میں

جس دن کہ اللہ سارے رسولوں کو اکٹھا کرے گا اور کہے گا۔ کیا جواب دیئے گئے تھے تم عرض کریں گے کہ ہمیں تو کچھ خبر نہیں، تو ہی غیب دان ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ ۚ قَالُوا لَا أَعْلَمُ لَنَّا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝

(پتہ: المائدہ: ۱۵)

جب فرمائے گا اللہ، اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔ تو کہیں گے پاک ہے تو (معبودیت میں) شریکوں سے۔ میرے شایان شان نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا حق مجھے حاصل نہیں گویا یہ کہا ہوتا تھے اس کا علم تو تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور میرے جی کی باتیں میں نہیں جانتا کیونکہ تو ہی غیب دان ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تم میں ان میں رہا ان سے خبردار تھا اور جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان کی خبر رکھنے والا تو ہی تھا۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيُحْيِيَّ ابْنَ مَرْيَمَ ۖ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي وَابْنِي وَابْنَتِي مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَا يُحْسِنُ لِي بِحَقِّهِ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي ۚ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَّا أُمِرْتُ بِهٖ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مِمَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ السَّقِيمُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

(پتہ: المائدہ: ۱۶)

یہودیوں نے کہا کہ عذیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافروں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں۔ خدا انہیں تباہ کرے، کدھر بھرے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریم کو الہ بنایا چاہے وہ مولوی اور پیر نیک ہوں یا بد۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۚ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَهْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يُوَفُّكَ وَهُوَ قَاتِلُهُمْ ۚ اتَّخَذُوا أَحْبَابَهُمْ وَهَبَاءً مُنَادِّيًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ ط (پتہ: توبہ: ۵)

اولیائے کرام کے حق میں

اَقْرَبُ بِلِلّٰهِ وَالْعَزْزِ وَمَنْوَةُ الثَّالِثَةِ لَا تُحْكَمُ (پ: ۱۴)
ان میں سے لات ایک بزرگ تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱ میں ہے۔ اور عزّی اور نائلہ دو بدکار مردوزن تھے۔
وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا
یَعُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (پ: ۲۴: نوح: ۲۴)
اور انہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور ود، سواع
یعوث اور نسر کو بھی ہرگز نہ چھوڑنا۔

یہ پانچ نوح علیہ السلام کی قوم میں نیک آدمی تھے۔ جب فوت ہوئے تو ان کی سورتیں پتھروں پر کندہ کیں اور ان کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا جیسا کہ بخاری جلد ثانی
ص ۳۳ اور تفسیر عزیزی میں اس مقام پر ہے کہ یہ پانچوں حضرت ثیث کے نیک بیٹے تھے۔ فتح الباری میں ایک روایت مرسل ہے کہ دو حضرت ثیث علیہ السلام کا نام ہے اور چار
ان کے بیٹے ہیں۔ بہر حال یہ پانچوں نیک مرد تھے، پتھر نہ تھے۔

وَيَوْمَ نُخَسِّرُكُمْ أَجْمَعِينَ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَنْشَأَكُم مَّا
أَنْتُمْ وَهُمْ شَرٌّ كَأَمْكُمْ فَرَزَيْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا
كُنْتُمْ إِلَّا نَارُ تَعْبُدُونَ (پ: یونس: ۳۴)
جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے۔ پھر شرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے
شریک اپنی جگہ پر ہی رہو۔ پس ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے
شریک کہیں گے کہ تم تو ہماری عبادت نہیں کرتے رہے۔

سورج کے متعلق

وَجَدُتْهُمْ أَقْوَمًا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ (پ: ۲۴: یونس: ۲۴)
میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کے سامنے سجدہ کرتے دیکھا۔

ستاروں کے متعلق

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى الْكُوكَبَ قَالَ هَذَا أَرَأَيْتُمْ فَلَئِمَّا
أَعَدَّ قُلُوبًا لَا تُحِبُّ الْإِنْسَانُ فَلَمَّا دَاوَى الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ
هَذَا أَرَأَيْتُمْ فَلَئِمَّا أَفَلَّ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ
الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا دَاوَى الشَّمْسُ بَازِعَةً قَالَ هَذَا أَرَأَيْتُمْ
هَذَا أَكْبَرُ فَلَئِمَّا أَفَلَّ قَالَ يَوْمَ ذُنُوبِي بَرِيءٌ وَمِمَّا يَنْفَرُ
(پ: انعام: ۹۴)

جب اسے رات نے پالیا تو ایک ستارہ دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے جب غائب
ہو گیا تو کہا میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چمکتے چاند کو
دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا کہ اگر مجھے رب میرے
نے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں ضرور ظالم بن جاتا۔ پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا
تو کہا یہ میرا رب ہے یہ تو بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرمایا اے
میری قوم! جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو، میں ان سے بیزار ہوں۔

جنات کے بارے میں

إِنَّهُ كَانَ يَجَالِ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِجِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ (پ: ۱۴: جن: ۱۴)
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ جنات سے پناہ مانگتے تھے۔ اس کے لئے رسالہ الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان مصنف علامہ ابن تیمیہ کا دیکھنا
ضروری ہے۔

کیا میرے سوا تم سے (شیطان کو) اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ
وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ ظالموں کو برا بدلہ ملے گا۔

جب کام پورا ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا اور
میں نے بھی تم سے وعدہ کیا مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کر دی۔ اور مجھے تو تم پر کچھ
غلبہ نہ تھا مگر یہ کہ میں نے تمہیں بلایا پس تم نے میری بات مان لی۔ پس مجھے ملامت
نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے اور
جو تم نے اس پہلے مجھے شریک بنایا تھا میں اس کا انکار کرتا ہوں، بے شک ظالموں کے
لئے دردناک عذاب ہے۔

أَفَتَجِدُ زُنُورًا وَذُرِّيَّتَهُ أَفُلَيْمًا مِّنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ
بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا (پ: کہف: ۴۴)
اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور اس کی اولاد کو اس کا راز بنایا گیا۔
وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ
وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَكُنْتُمْ مَوْتًا وَكُنتُمْ مَوْتًا أَنْفُسَكُمْ
أَنْتُمْ مَوْتًا مَّا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِينَ إِنِّي كَفَلْتُ بِمَا أَشْكُو كَثُورًا
مِّنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پ: ابراہیم: ۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی مولا کے کریم کا شریک ٹھہرایا گیا۔
حدیث میں ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَتَتَّخِذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

خدا پروردگار اور نصاریوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد کا بنالیا

إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّحْمَنُ الصَّالِحُ بَنُو عَلَيْهِمْ مَجْدًا ۖ

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی :-

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَتَنًا يُعْبَدُ

حضرت مرقاوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرۃ الرضوان کو جس سے اسی لئے اکھڑ دیا تھا کہ وہاں اس کی پوجا نہ شروع ہو جائے۔ جیسا کہ آجکل بزرگوں کی خانقاہوں میں

ہو رہا ہے۔

جب ان میں کوئی نیک مرد مر جاتا ہے تو اس پر قبۃ بنائی جاتی ہے۔

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت ہونے لگے۔

جیسا کہ آجکل بزرگوں کی خانقاہوں میں

نیک پیروں کے حق میں

جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شرک اپنی جگہ پر قائم رہو۔ پھر ان میں پھوٹ ڈال دیں گے تو ان کے شرک کہیں گے کہ تم تو ہماری بندگی نہ کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کافی شاہد ہے۔ ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر تک نہ تھی۔

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مرنے ہیں کہ ان میں جان نہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

جب مشرک اپنے شرکیوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی وہ ہمارے شرک ہیں جنہیں ہم تیسرے سوا پکارتے تھے۔ تب وہ انہیں کہیں گے کہ تم بھولے ہو۔

شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے کہ جو لوگ بزرگان دین کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان وہی نام رکھ کر اپنے آپ کی پوجا

کرتا ہے اسی لئے قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ تم بھولے ہو۔ کوئی ایسی سستی نہیں کہ جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا اس پر سخت آفت نہ ڈالیں۔ یہ بات کتاب میں لکھی گئی ہے۔

اس پر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے ہم تقدیر میں لکھ چکے ہیں کہ ہر شرک کے لوگ اپنے ایک بزرگ کو مقرر کر کے پوجتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت

کیا اب کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو کار ساز بنالیں۔ ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ تیار کی ہے۔

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک پھلکے کے بھی مالک نہیں اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے۔ اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت برآری نہیں کر سکتے۔ اور قیامت کے دن تمہارے شرک بنانے سے منکر ہو جائیں گے اور جلنے والے کی طرح تجھے کوئی بھی خبر نہ دے گا۔

فرمائیے کہ جنہیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر لیا ہے انہیں بلاؤ۔ پس وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ ہی پھیر دینے کا اختیار رکھتے ہیں وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کاکون زیادہ نزدیک اس کی رحمت کی امید کرتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

فرمادیجئے کہ جنہیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے انہیں بلاؤ۔ وہ آسمانوں میں ایک ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی زمین میں اور نہ ہی ان کا ان دونوں میں کچھ سا جھا ہے۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔

پھر انہیں کہا جائیگا کہ کہاں ہیں وہ مجھ کو ان باطلہ جنہیں تم اللہ کے سوا شرک بناتے تھے کہیں گے کہ ہم سے گم ہو چکے ہیں، انہیں نہیں، بلکہ ہم نے تو پہلے کبھی کسی کو پکارا ہی نہیں۔ اور جس دن کہ پکارا جائے گا کہ میرے شرک کہاں ہیں، کہیں گے کہ ہم نے تجھے کہہ سنایا کہ

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِبْرَاءَنَا تَعْبُدُونَ ۖ فَكُفِّرُوا بِاللَّهِ شَهِيدًا وَبَيْنَكُمْ ۖ إِنَّ كُنتُمْ عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَوِيًّا ۝ (پ: یونس: ۳۴)

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ سَوِيْرٌ أَحْيَاءُ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (پ: نحل: ۲۰)

شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے کہ جو لوگ بزرگان دین کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان وہی نام رکھ کر اپنے آپ کی پوجا کرتا ہے اسی لئے قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ تم بھولے ہو۔

وَأَنْ مِّنْ قَرِيبٍ ۖ الْآخِرُ مُمْلِكُهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مَعَهُ يَوْمَهَا عَنْ آبَائِهِ يَدْعُو ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (پ: بنی اسرائیل: ۶۷)

اس پر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے ہم تقدیر میں لکھ چکے ہیں کہ ہر شرک کے لوگ اپنے ایک بزرگ کو مقرر کر کے پوجتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔

أَخْتَبِطُ الْكَافِرِينَ كَقَرَفٍ ۚ أَنْ يَسْتَحْدُوا عِبَادِي مِنْ دُونِ أَوْلِيَاءِهِ ۖ إِنَّ أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝ (پ: کہف: ۱۲)

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۚ إِنَّ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعْوَكُمْ وَتَوَسَّعُوا مَآ سَاجِدُوا إِلَيْكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشِرْ كَلِمَةً ۖ وَلَا يَكُنْ لَّكَ مِنْ خَلْقِهِ ۝ (پ: فاطر: ۲۴)

فَلَا دَعْوَا الْكَافِرِينَ دَعْوَتُهُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهَا أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ تَحَدُّوًا ۝ (پ: بنی اسرائیل: ۶۷)

فَلَا دَعْوَا الْكَافِرِينَ دَعْوَتُهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مَثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ۝ (پ: سبا: ۳۴)

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيُّنَ مَا كُنْتُمْ تَشْرِكُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَلَوْ مَا سَمِعُوا لَكُمْ تَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۚ رَبُّكُمْ سَمِعُكُمْ ۚ وَبِئْسَ مَا يُنَادِي بِهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِيَ ۚ قَالُوا أَدْنٰك مَا مَنَّا مِنْ شَيْءٍ

ہم میں سے کوئی بھی اس کا اقرار نہیں کرتا اور پہلے جنہیں پکارتے تھے وہ ان سے گم ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں کہیں خلاصی نہیں۔

اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی کچھ حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ اور وہ اس کی بکارت سے بے خبر ہے جب تمام لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو وہ ان کے ذمے اور ان کی عبادت کے منکر ہوئے پس ان کی ان مجسودوں نے جنہیں کہ اللہ کے سوا بڑے درجے پائے کو معبود بنا لیا۔ مدد کیوں نہ کی۔ یہ ان کا جھوٹ ہے اور جو کچھ کہ اپنے پاس سے اقرار باندھ لیتے ہیں۔

جس دن کہ ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر شرکوں سے کہیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تمہیں دعوے تھا۔ پھر ان کا یہی گناہ جواب ہوگا کہ کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے، ہم شریک بنانے والے نہ تھے۔ دیکھو کیسے اپنے اوپر جھوٹ بولا۔ اور جو باتیں کہ بنایا کرتے تھے، ان سے کھوٹی گئیں۔

البتہ تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آچکے جس طرح کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ اسباب ہم نے تمہیں دیا تھا اسے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اور جن شریکوں کا تمہیں دعوے تھا کہ ان کا تم میں سا جھا ہے انہیں ہم تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے البتہ تمہارا تعلق منقطع ہو گیا اور جو دعویٰ کرتے رہے وہ تم سے جاتے رہے۔

حتیٰ کہ جب ہمارے بھیجے ہوئے جان لینے کو ان کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ کہاں ہیں، کہیں گے کہ ہم سے گم ہو چکے ہیں اور اپنے اوپر اقرار کریں گے کہ وہ کافر تھے۔

بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے بسو کیا اب ہمارا کوئی سفارشی ہے جو سفارش کرے یا ہم لوٹ لائے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جو اقرار باندھتے تھے ان سے گم ہو گیا۔ جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ مگر جیسے کہ کسی نے پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دیے تاکہ اس کے منہ میں پہنچے اور وہ تو کبھی اس کے منہ میں نہ پہنچے گا اور کافروں کی پکار تو نرمی گمراہی ہے۔

یعنی جس طرح وہ پانی ان کی بات کو سن بھی نہیں سکتا اور نہ ہی ان تک پہنچ کر پیاس کو دور کر سکتا ہے۔ بعینہ اسی طرح خدا کے نیک بندے نہ تو غائبانہ پکاریں سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی پکار ان کی تکلیف دور کر سکتی ہے۔

جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو کہیں گے اے خدا! تو شریکوں سے پاک ہے۔ میرے شاہان شان نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے کہی ہے تو تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور میں تیرے دل کی باتیں نہیں جانتا۔ بیشک تو عیسویوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا تو ان کے اعمال دیکھتا رہا اور جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو خود ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے۔

فرمادیکھو! کیا تم نے اللہ کے سوا ایسے کار ساز بنائے ہیں جو اپنے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں۔

اور جس دن کہیں گے کہ میرے جن شریکوں کا تمہیں دعوے تھا ان کو بلاؤ۔ پھر وہ پکاریں گے تو وہ کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ کر دیں گے۔

وَنَسَلْ عَنْهُمْ مَكَانُوا اِيْدُعُوْنَ مِنْ قَبْلِ وَظَنُوْا مَا لَهُمْ مِنْ مَّرْجَبٍ ۝ (پ: الم سجدہ: ۶۷)

وَمَنْ اَصْلُ وَبَن يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِیْبُ لَهُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا احْبَرِ النَّاسُ مَا كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءُ وَكَانُوْا لِاِبْعَادِهِمْ کٰفِرِیْنَ ۝ (پ: الاحقاف: ۱۱)

فَلَوْلَا نَصْرُ اللّٰهِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبٰنًا اِلٰهًا بَدَلْ صَوْرًا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْکُهُمْ وَمَا كَانُوْا یَفْقَرُوْنَ ۝

(پ: الاحقاف: ۲۶)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ شُرَکَآءَکُمْ اِلٰہِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ ثُمَّ کَمْ تَكُنْ فِیْ سَفْتِنٰهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ ۝ اَنْظُرْ کَیْفَ کَذَّبُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَفْقَرُوْنَ ۝ (پ: الانعام: ۳۷)

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْا فِرْدٰی کَمَا خَلَقْنَاکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرْکَبْتُمْ مَّا حَوَّلْنَاکُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِکُمْ وَمَا نَرٰی مَعَکُمْ شَفْعًا کَمَا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اِنَّهُمْ فِیْکُمْ شُرَکَآءُ لَقَدْ نَقَطْکُمْ بَیْنَکُمْ وَصَلَّ عَنْکُمْ مَّا کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ (پ: الانعام: ۱۱)

حَتّٰی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْا اٰیِنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اِنَّهُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ ۝ (پ: الاعراف: ۴۷)

فَدَیْءًا تَرْسُلْ رَّبَّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَمَنْ لَنَا مِنْ شَفْعًا فَمِیْشَفْعُوْا لَنَا اَوْ تُرَدِّ قُنْعِلْ غَیْرِ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ ۚ قَدْ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَفْقَرُوْنَ ۝ (پ: الاعراف: ۶۷)

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ کُنٰی ۚ اِلَّا کِبَاسِطٌ کَفٰیہٗ اِلٰی السَّمَآءِ لَیَبْلُغَنَّ فَاہُ وَاَمَّا هُوَ بِبَالِغٍ ۚ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِی ضَلٰلٍ ۝ (پ: رعد: ۲۰)

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْیْ وَاِھْیِ الْاٰھِیْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقِّ طَرَانٍ کُنْتَ قُلْتَ فَقَدْ عَلِمْتَنَہُ ۚ تَعَلَّمْ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ عَلٰمُ الْغُیُوْبِ ۚ مَا قُلْتَ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ اِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْہُمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہُمْ ۚ فَکُنَّا تَوْفِیْقَیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبُ عَلَیْہُمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ۝

(پ: المائدہ: ۱۷۱)

قُلْ اِنَّا نَعْبُدُہُمْ مِنْ دُوْنِہٖ اَوْ لِیَاۤءٍ لَا یَمْلِکُوْنَ ۚ لَا نَفِیْہُمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۚ (پ: رعد: ۲۵)

وَيَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَکَآءَیْ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَکَمْ سَتَجِدُوْا اِلٰہَہُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَکُمْ ۚ (پ: کہف: ۷۷)

لوگوں نے اللہ کے سوا معبود بنائے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں، ہرگز نہیں وہ ان کی عبادت کرنے کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔ انہوں نے اس کے بندوں سے خدا کی اولاد مقرر کر رکھی ہے۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۖ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ (پ: مریم: ۵۴)
وَجَعَلُوا آلَهُ مِنْ عِبَادِهِمْ جُزْءًا ۚ (پ: زمر: ۲۴)

مشرك مولویوں و پیروں کے حق میں آیات قرآنیہ

جب پیروی کئے ہوئے (بد مولوی اور بد پیر) پیروی کرنے والوں سے ہزار ہوں جائیں گے اور عذاب دیجیسیں گے اور ان کے سب تعلقات منقطع ہو جائیں گے، پیر و کہیں گے، کیا اچھا ہوتا کہ میں دنیا کی طرف لوٹ جانے کا موقع مل جاتا پھر ہم بھی ان سے ایسے ہزار ہوتے جیسے کہ یہ ہم سے ہزار ہوجکتے ہیں اسی طرح اللہ حسرت دلانے کے لئے انہیں ایسے اعمال دکھلائے گا اور وہ آگ سے ہرگز نہیں نکلیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا أَوْ دَاوُدَ وَالْعَذَابُ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا كَرَّةً فَنَتَّبَرَأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا وَمَا كَذَلِكَ يَرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسِرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ (پ: بقرہ: ۳۰)

جب ایک گروہ داخل ہوگا تو دوسرے گروہ کو لعنت کرے گا۔ حتیٰ کہ جب اس میں گرچکے ہونگے تو ان کے پچھلے پہلوں کو کہیں گے، اے اللہ انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا پس تو انہیں آگ کا دونا عذاب دے۔ فرمائے گا کہ دونوں کا دوگنا ہے مگر تم نہیں جانتے اور ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے پس تم کو ہم پر کچھ بڑائی نہ ہوئی پس اب اپنے اعمال شرکانہ کے سبب جو کیا کرتے تھے عذاب کچھ اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچاؤ گے کہیں گے کہ اگر خدا نے ہمیں ہدایت دی ہوئی تو ہم نہیں راستہ دکھلائے۔ برابر ہے ہمارے حق میں کہ بے قراری کریں یا صبر ہمیں خلاصی نہیں۔

كَلَّمَآ دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا دُكُوا فِيهَا جَمِيعًا ۖ قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولِهِمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ ضَلُّوا فَأَنزِلْهُمْ ۖ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۚ قَالَ لِكُلِّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ۝ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ ۖ فذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ (پ: الاعراف: ۴۴)
وَبَرَّأُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعِفُونَ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَمَا قُمْنَا أَنْتُمْ تُغْنَوْنَ عَنْنَا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْلَا هَذَا بَدَأَ اللَّهُ إِلَهُكُمْ سِوَاكَ عَلَيْنَا أَجْرٌ عَلَيْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنَ الْقَيْصِ ۝ (پ: ابراہیم: ۳۴)

اور کبھی تو دیکھئے کہ جب ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے پر بات ڈالتے ہوں گے، کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔ زبردست کمزوروں سے کہیں گے کہ ہدایت پہنچنے کے بعد کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا بلکہ تم خود گمراہ تھے۔ اور کمزور بڑائی کرنے والوں سے کہیں گے کہ کوئی نہیں پرست دن کے فریب سے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اللہ کی نافرمانی کریں اور اس کے ساجھی بنائیں اور جب عذاب کھیں گے تو پریشانی ظاہر کریں گے اور ہم منکروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے جو کرتے تھے وہی بدلہ پائیں گے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۚ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتَضَعُّوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنَّا لَكُنَّا كَمَا كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتَضَعُّوا أَنَحْنُ صِدْقٌ وَأَنْتُمْ مُنَافِقُونَ ۚ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بِبَلٍّ كُنْتُمْ تَعُودُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعُّوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا ۖ قَالُوا لَوْلَا إِذَا تَوَلَّوْنَا أَنُكَرْنَا بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَكَ آدَامًا وَسُوءًا ۚ السَّامَاءُ لَكُمَّ أَزْوَاجُ الْعَذَابِ ۖ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (پ: سبا: ۴۴)

جس دن وہ آگ میں منہ کے بل ڈالے جائیں گے تو کہیں گے ہائے افسوس کیا اچھا ہوتا کہ ہم خدا اور رسول کا کہا ملتے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے ہٹا دیا اے ہمارے رب! انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی پھونکا کر۔

يَوْمَ تَقُفُّ أَرْسُلُكَ ۚ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتُنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَأَصَلَّوْنَا السَّبِيلَ ۚ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ وَاللَّهُ لَعَنَ الْكَافِرِينَ ۝ (پ: الاحزاب: ۸۴)

انکھار و مشرکوں، ان کے ساتھیوں (پیر بھائیوں) اور ان معبودان باطلہ کو جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے پھر انہیں دوزخ کی راہ پر چلاؤ اور انہیں کھار کھو (کیونکہ) ان سے پوچھنا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ کوئی نہیں آج وہ اپنے آپ کو بچڑواتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ کہیں گے کہ تم ہی ہم پر دائیں طرف سے آتے تھے وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقیناً نے والے اور ہمیں تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم ہی مدد سے نکلنے والے ہو۔ پس ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو گئی بیشک ہمیں تو مزہ چکنا ہے۔ جیسے ہم خود گمراہ تھے تمہیں

أَحْسَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَأَذُوا أَجْرَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ وَنُفِثَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ وَفُفُّوا هُمْ أَنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۚ مَا لَكُمْ لَا تَنصَرُّوْنَ ۚ بَلْ هُمْ لَيَوْمٍ مُّسْتَسْلِمُونَ ۚ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۚ قَالُوا إِنَّا كُنَّا نَتَّبِعُ آلَ تَارُوتَ ۚ قَالُوا لَوْلَا بَلْ كُنْتُمْ كَوْنًا مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَافِينَ ۚ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۚ إِنَّ آلَ تَارُوتَ لَفُتُونَا ۚ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّنَا ۚ كُنَّا غَوِيًّا ۚ فَإِنَّهُمْ يُؤْمِنُونَ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۚ إِنَّكَ كَذَلِكَ تَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝

بھی گمراہ کیا۔ سو اس دن وہ عذاب میں شریک ہوں گے۔ ہم مجرموں سے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

یہ ایک فوج تمہارے ساتھ دھنستی علی آ رہی ہے، ان کا اچھا نہ ہو، وہ آگ میں گھسنے والے ہیں (مرید) کہیں گے تمہارا ہی بھلا نہ ہو، تم ہی اس کو ہمارے سامنے لائے۔ پس برا بھلا نہ ہے (مرید) کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ جو ہمارے سامنے لیا تو اسے آگ میں دو ناعذاب دے۔ اور (مرید) کہیں گے کہ کیا ہوا ہم جنہیں شرتی سمجھتے تھے، نہیں دیکھتے (یعنی توحید بیان کرنے والے) کیا ہم انہیں ٹھٹھے میں پکڑا تھا، یا ہماری آنکھیں ان سے چوک گئیں۔ یہ بات ٹھیک ہوئی سے دوزخیوں کا آپس میں جھگڑا کرنا۔

اور جب آگ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور (مرید) غرور کر نیوالوں (پیروں) سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے۔ کیا تم عذاب کا کچھ حصہ ہم سے رو کر لو گے، غرور کرنے والے کہیں گے ہم بھی اسی آگ میں ہیں۔ بے شک اندھے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے اور جنہم میں پڑے ہوئے لوگ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم سے ایک دن تھوڑا سا عذاب ہلکا کر دے تو وہ کہیں گے کیا تمہارے ہاں تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر نہ آئے تھے کہیں گے کیوں نہیں۔ کہیں گے پھر پکارو۔ اور کافروں کی پکار نری گسرا ہی ہے۔

اور کافر کہیں گے اے رب ہمارے ان دوجنوں اور انسانوں کو جنہوں نے ہمیں گسراہ کیا، دکھا کہ ہمیں نہیں پاؤں تھے رہو نہ لیں تاکہ وہ ذلیل ہو جائیں۔

هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَصِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ إِذْ فَتَحُوا أَبْوَابَ السَّمَاءِ لِلْظَّالِمِينَ قَالُوا أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ مَقْدُومُونَ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدْ مَلَأَ هَذَا قَرْيَةً عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ قَالُوا مَا لَنَا لَنْزَلِ رِجَالًا نَعْدُ هُمْ مِمَّنْ الْأَشْرَارُ أَخَذَتْهُمْ سَخِرَاتٌ أَمْ دَاغَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ إِنَّ ذَلِكَ لَنُحْضِقُ خَصَمُ أَهْلِ النَّارِ (پ: ص: ۳۷)

وَإِذِ اتَّخَذُوا فِي النَّارِ يَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا قَالُوا أَنْتُمْ مَغْنُومُونَ عَنِ النَّارِ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لَخَزَنَةٌ لَّيُخْرِجَنَّكُمْ أَدْغُوا رَبُّكُمْ يُخَفِّفُ عَنْكُمْ يَوْمَ مَا مِنَ الْعَذَابِ قَالُوا أَوْ كُنَّا نَسْتَكْبِرُ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا ابْنِي قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (پ: ص: ۳۷)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذِينَ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنَّ فَ إِنْ نَسْ نَجْعَلُهُمْ تَحْتَ أَفْدَانَا لِيَكُونَ مِنَ الْآسَفِينَ (پ: ص: ۳۷)

المر کے معنی کی تشریح

قرآن مجید میں اللہ کی مخصوص صفات مختلف جہوں میں بیان کی گئی ہیں۔

بھلا کس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا پس ہم نے اس سے رونق دار باغ اگائے۔ تم تو ایک درخت بھی پیدا نہیں کر سکتے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے۔

أَمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَاقًا بَهْجَةً مِمَّا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرًا هَؤُلَاءِ مَعَ اللَّهِ (پ: ص: ۳۷)

اس آیت میں چند امور بیان کئے گئے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کے کسی حصہ کے پیدا کرنے کی طاقت، آسمانوں سے پانی اتارنے کی طاقت، بارش سے درختوں کو پیدا کرنے کی طاقت اللہ ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ جل شانہ کے بغیر کسی میں تین صفتیں نہیں پائی جاتیں۔ لہذا اللہ کریم کے سوا کوئی بھی اللہ نہیں ہو سکتا۔

بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا۔ اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے ٹھہرنے کو بوجھ رکھے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھ دیا۔ کیا اب بھی کوئی شریک ہے اللہ کے ساتھ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمٍ يَخْرُجُ السَّيِّئُ مِنْ عَذَابٍ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْعُرُونَ أَمْ مَنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا دَوَابَّ وَسِعْلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا هَؤُلَاءِ مَعَ اللَّهِ (پ: ص: ۳۷)

اس آیت میں چار امور بیان کئے گئے ہیں۔ زمین کو پیدا کرنے کے بعد اس کو برقرار رکھنے کی طاقت، زمین سے پانی نکالنے کی طاقت، زمین پر پہاڑوں کو رکھ کر اسے برقرار رکھنے کی طاقت مختلف مزہ کے دریاؤں کو اکٹھا چلا کر درمیان میں پردہ ڈالنے کی طاقت، اللہ ہونے کے لئے ضروری امور ہیں۔ چونکہ یہ امور اللہ کریم کے سوا کسی دوسرے میں نہیں پائے جاتے۔ لہذا اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی اللہ نہیں ہو سکتا۔

بھلا کس کی پکار کو کون پہنچتا ہے جب وہ اسے پکارنا ہے اور کون سختی دور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر پہلوں کا نائب بنانا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی ہے

أَمْ مَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ هَؤُلَاءِ مَعَ اللَّهِ (پ: ص: ۳۷)

اس آیت میں تین امور بتائے گئے۔ پریشان آدمی کی پکار سننے کی طاقت رکھنا ہو۔ برائی دور کرنے اور زمین پر خلیفہ بنانے کی طاقت رکھنا ہو۔ یہ تینوں امور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں نہیں پائے جاتے۔ لہذا اس کے سوا کوئی اللہ بھی نہیں ہو سکتا۔

أَمْ مَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ هَؤُلَاءِ مَعَ اللَّهِ (پ: ص: ۳۷)

جسے تم مانگتے ہو وہ میرے
کیست در عالم از و گمراہ تیر
کون ہے جو جنگ اور دریا کے اندھروں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے۔ اور کون ہے جو
اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری لانے والی ہوائیں بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے
سوا کوئی اور بھی معبود ہے۔

۵ وہ کیا ہے جو نہیں ملت احدا سے
۵ عنبر حق را ہر کہ خواند اے پسر
اَمَنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُسِلِّ الرِّيحَ
بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ دَحْنَتِهِ طَعَالَهٖ مَعَ اللّٰهِ ط (حوالہ مذکورہ بالا)

اس آیت میں دو امور بیان کئے گئے ہیں۔ دریاؤں اور خشکیوں میں راستہ ملنے پر رہنمائی کرنے والا۔ باران رحمت آنے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں خوشخبری کے طور پر چپلانے
کی طاقت رکھنے والا صرف اللہ ہی ہے۔ لہذا اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں بن سکتا۔
اس سے معلوم ہوا کہ حدیث اَعْبُدُوْا اللّٰهَ یَا عِبَادَ اللّٰهِ لِمَا هُوَ مَعْرُوفٌ بَيْنَ النَّاسِ موضوع ہے) جیسے کہ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے۔ لہذا اللہ کے سوا کوئی پکارا
سننے والا نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ دکھانے میں غائبانہ امداد کر سکتا ہے۔ لہذا جگہوں وغیرہ میں پکارنے کے لائق بندگان خدا نہیں ہو سکتے۔
اَمَنْ يَّبْدَعُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُہٗ وَ مَنِ يَرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ
وَالْاَرْضِ طَعَالَهٖ مَعَ اللّٰهِ ط (حوالہ مذکورہ بالا)
اس آیت میں تین امور بیان کئے گئے ہیں۔ تمام مخلوق کو پیدا کرنے کی طاقت، دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت، آسمان اور زمین سے رزق دینے کی طاقت۔ چونکہ یہ تینوں امور
اللہ جل شانہ کے سوا کسی میں نہیں پائے جاتے، لہذا اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں بن سکتا۔
ان آیات کے بعد ان تمام امور کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمانوں میں کوئی فرشتہ اور زمینوں میں کوئی ولی یا پیغمبر علیہم السلام غیب نہیں جانتے۔ اسی وجہ سے
ان میں مذکورہ بالا صفات نہیں پائی جاتیں۔

فَلَا یَعْلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ غِیۡبَ اِلَّا اللّٰهُ
ان تمام آیات اور امور مذکورہ سے یہ حاصل نکلتا ہے کہ اللہ کے لئے امور مذکورہ میں متصرف ہونا ضروری ہے اور متصرف تب ہو سکتا ہے کہ پہلے ان امور کو جاننے والا ہی ہو۔
فرمادیجئے کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

متان لفظ الہ

جہاں کہیں قرآن مجید میں الہ کا لفظ آجائے۔ اور غیر اللہ سے الہ ہونے کی نفی کی جارہی ہو، وہاں غیر اللہ سے (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب متصرف
فی الامور ہونے کی نفی کی جائے گی اور علم غیب کی بھی نفی کی جائے گی۔ لیکن زیادہ تر متصرف فی الامور ہونے کی نفی کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے علم غیب کی نفی لازم آتی ہے۔
لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا اِنَّ اللّٰهَ کَاۡلِثٌ ثَلٰثَۃٌ ۚ وَمَا مِّنۡ اِلٰہِ اِلَّا اِلٰہٌ
وَاحِدٌ ۚ وَاِنۡ کُمۡ سِوَاۡہُمْ لَمَّا یَعْبُدُوۡنَ کِیۡفَ تَشَآءُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا
مِّنۡہُمْ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۚ اَفَلَا یَتَذٰکِرُوۡنَ اِلٰی اللّٰهِ وَ یَسْتَغْفِرُوۡنَ ۚ وَا
اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۚ مَا لَیْسَ بِہٖ اَبْنُ مَرْیَمَ الْاَرۡسُولُ ۚ فَجَعَلَتْ
مِّنۡ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ۚ وَاُمۡمَہٗ صِدِّیۡقَہٗ ۚ کَانَ بِاٰتِیِّہِ الطَّعَامُ ۚ اَنۡظُرْ
کِیۡفَ نُبَیِّنُ لَہُمۡ الْاٰیٰتِ ثُمَّ اَنۡظُرْ اَنۡیَ یُؤۡفَکُوۡنَ ۚ قُلْ اَتَعۡبُدُوۡنَ
مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمۡ ضَرًا وَّ لَا نَفَعًا ۚ وَاللّٰہُ ہُوَ السَّمِیۡعُ
الْعَلِیۡمُ ۝

ہر شے کو سننے اور جاننے والا ہے۔

(پ: مائدہ: ۱۷)

یہاں ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ سے الہ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں محتاج ہیں اور رفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ اور ہر شے کو جانتے
والے بھی نہیں۔ یہاں بھی مقصد یہ ہے کہ غائبانہ حاجات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ نافع اور ضار نہیں۔

تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور انہیں ہرے اور
روشنی بنائی۔ پھر کافر لوگ اپنے رب سے برابری کرتے ہیں۔ وہی ہے جس نے
تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اندازہ مقرر کیا۔ اور مقرر کردہ وقت کا علم اسی کے ہاں
ہے۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور وہی ذات معبود برحق ہے آسمانوں میں اور
زمینوں میں۔ ہنہار می چھپی اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ
النُّوۡرَ ۚ ثُمَّ اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَسۡرِبُوۡنَ بَیۡنَہُمۡ یَعۡدُوۡنَ ۚ ۚ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ
مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَطَّعَ اَجَلاَہٗ وَاَجَلَ مَسۡجِدِکُمۡ عِنۡدَکَ ۚ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمُوتُوۡنَ
وَهُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَعْلَمُ سِرَّکُمۡ وَ جَہۡرَکُمۡ وَ
یَعْلَمُ مَا تَکۡسِبُوۡنَ ۚ (پ: الانعام: ۱۷)

اس کے بعد دوسری آیت توجید یہ آتی :-

قُلْ لِّسَنِیۡ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَعَالَہٗ ۚ

ہو پتھے کہ آسمان و زمین کس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ فرمادیجئے کہ اللہ ہی کے
قبضہ قدرت میں تو ہے۔

اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جو رات میں آرام پکڑتے ہیں اور دن میں اور وہی سنے والا اور جاننے والا ہے۔

اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہی سرچسپ نیر قادری ہے۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ امور مذکورہ فی الآیات میں غائبانہ اور مافوق الاسباب منصرف صرف اللہ کریم ہی ہے اور ہر شے کا جاننے والا بھی وہی ہے۔ لہذا اگر وہ کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ نفع پہنچانا چاہے تو قادر ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ چوتھی آیت پہلی تین آیات پر متفرع ہے اور ان آیات کے بعد عذات کم کنتہمذون ان مع اللہ الہمذون اُخریٰ قل لا اَشْفِئُ قُلُوبَ مَنْ يَشَاءُ وَلَیْسَ بِيْ بَرِيٍّ وَلَا نَاصِرٍ ۝ سے نتیجہ نکال لیا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا الہ نہیں۔ کیونکہ کسی میں یہ امور مذکورہ مافوق الاسباب غائبانہ حاجات میں نہیں پائے جاتے۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے دعویٰ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں، اس کے بعد:-

وہ ذات جو ہمیشہ زندہ اور ہر شے پر نگہبان ہے۔ اس نے انہما حق کے لئے آپ پر کتاب نازل کی جو اپنے سامنے والی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس سے پہلے توراۃ اور انجیل نازل کی جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا قرآن نازل کیا۔ بیشک جنہوں نے خدا کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب ہے۔ لینے والا اللہ پر کوئی چیز آسمان میں اور نہ زمین میں پوشیدہ رہتی ہے وہی ہے جس طرح چاہتا ہے جنہوں میں تمہاری

ان آیات سے دلیل بیان کی گئی ہے جس میں دو امور غائبانہ حاجات میں خطا بری اسباب کے علاوہ بیان کئے گئے ہیں (۱) متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ ہی ہے (۲) ہر شے کا جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

آپ کا رب ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ مخلوق کے ہاتھ میں کچھ اختیار نہیں۔ اللہ شریکوں سے پاک ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو ان سے بہت بلند ہے۔ جو کچھ ان کے سینوں میں چھپے ہوئے ہے اور جو کچھ وہ ظاہر میں کرتے ہیں ان سب کو جانتا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اسی کے قبضہ میں غائبانہ حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹنے جاؤ گے۔ فرما دو کہ مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ قیامت تک دن کو تم پر ہمیشہ کے لئے کرے تو اللہ کے سوا کونسا معبود ہے کہ تمہارے ہاں روشنی لائے کیا تم انابت سے نہیں سنتے فرما دو کہ مجھے بتاؤ اگر اللہ قیامت تک دن کو تم پر ہمیشہ کیلئے کرے تو اللہ کے سوا کونسا الٰہ ہے جو تمہارے پاس رات لاوے جس میں تم آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے اور اس نے اپنی مہربانی سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس آرام کرو اور اس کا فضل ڈھونڈو۔ اور کہ تم شکریہ ادا کرو۔

(پ: قصص: ۷۷)

یہاں بھی وہی دعویٰ اور دلائل توجید ہیں اور ان دلائل میں انہی دو امور یعنی غائبانہ حاجات میں تصرف اور غیب دان اللہ تعالیٰ ہی ہے، کون خوب واضح کیا گیا ہے۔ اس آیت میں وَكَذَٰلِكَ يُخَوِّسُ غَافِلَانِ میں نفع و نقصان کا حکم مراد ہے اور ظاہری اسباب کے ماتحت حکم مرا لینے سے بہتر ہے۔

یہ اس ذات کا نازل کردہ ہے جس نے زمین اور فلک آسمانوں کو پیدا کیا۔ جو کچھ زمین اور آسمانوں اور دونوں کے درمیان میں ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہو سب اللہ کے قبضہ میں ہے اور اگر تو اونچی بات کہے تو وہ پوشیدہ اور بہت مخفی بات کو بھی جانتا ہے اور اللہ ہی معبود ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔

تَنْزِيلًا لِّمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى ۚ الرَّحْمَنُ عَلَى
الْعَرْشِ اسْتَوَى ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَمَا تَحْتُ النُّجُومِ ۚ وَإِنْ يُنْجِرْ بِالنُّفُوفِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ
أَخْفَاهُ ۚ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (ي: طه: ع)

یہاں بھی ذکر مافوق الاسباب امور میں متصرف اور غیب دان ہونے کا ہے۔

سوال :- اگر اللہ جل شانہ کو عالم الغیب بالذات اور غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالذات تسلیم کر لیا جائے جیسا اس کے شایان شان ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اور اولیائے کرام کو عالم الغیب بالعرض یعنی بالواسطہ بالاعلام اللہ (عظائی)، اور غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض یعنی بتملیک اللہ یعنی خدا کی دی ہوئی طاقت سے تسلیم کیا جائے جیسا کہ ان کے شایان شان ہے تو کیا پھر بھی شرک ہو گا۔ مشرک تو نہ ہو گا کہ ان کو کبھی بالذات مانا جاتا۔

جواب :- مشرکین مکہ اپنے معبودوں کو خائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالذات نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں متصرف فی الامور بالعرض بتملیک اللہ جان کر پکارتے تھے جیسا کہ مشرکین مکہ بوقت تبلییح رخ کہا کرتے تھے ۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ (ابن کثیر جلد چہارم ص ۴۴)

اسی طرح مسلم جلد اول ص ۳ اور بخاری شریف جلد ثانی میں ابو جہل کا تلبیہ آیا ہے۔ اسی طرح :-

مَا نَعْبُدُ هُمْ إِلَّا لِيُقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ ذُلُّ (پ: زمر: ۱۶)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں :-

إِنَّهُمْ عَمِدٌ وَإِلَى أَصْنَافِهِمْ اتَّخَذُوا هَؤُلَاءِ صُورًا لِمَا كَانُوا يَتَّقُونَ
الْمُقَرَّبِينَ قَعْبَدُوا وَالصُّورَ تَنْزِيلًا لِذَلِكَ مَنَزِلَةً عِبَادَتِهِمْ
الْمَلَائِكَةَ الْمُقَرَّبِينَ لِيَسْتَفْعُوا إِلَهُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى لِيَرْزُقَهُمْ وَ
نَصْرَهُمْ وَمَا يُتَرَفُّهُمْ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا فَمَا الْمَعَادُ فَكَانُوا
حَاجِدِينَ لَهُ كَافِرِينَ بِهِ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵)

امام رازی نے تفسیر کبیر میں زیر آیت کریمہ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَدَادًا لَکَہَا ہے۔

إِنَّمَا أَنْتَ لَيْسَ فِي الْعَالَمِ أَحَدٌ يَثْبُتُ إِلَهُ شَرِيكًا يُسَاوِيهِ فِي
الْوُجُودِ وَالْقُدْرَةِ وَالْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ هَذَا إِنَّمَا يُوجَدُ إِلَى
الْإِنِّ وَمَا اتَّخَذَ مُعْبُودٍ سِوَى اللَّهِ تَعَالَى فِي الدَّاهِيَيْنِ
إِلَى ذَلِكَ كَثُورَةٌ (کبیر ج ۳ ص ۳)

جان لے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ کا ایسا شریک مانے جو کہ
وجود، قدرت، علم اور حکمت میں اس کے برابر ہو یہ ان میں سے ہے جن
کا وجود بھی تک نہیں ہوا۔ اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنانا، تو اس کے
قابل بکثرت موجود ہیں۔

سوال :- قرآن مجید نے فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَدَادًا میں ند کی نفی کی ہے جس کے معنی مساوی اور مماثل کے ہیں معلوم ہوا کہ کسی کو خدا کے مساوی اور مماثل نہ بنانا چاہیے
جواب :- تفسیر ابوالسعود میں اس مقام پر لکھا ہے کہ چونکہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بجائے اپنے معبودوں کی عبادت شروع کر دی تھی۔ اللہ کریم نے زہرے فرمایا کہ
انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے نہ بنائے ہیں جو کہم اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا چاہیے تھا وہ انہوں نے اپنے معبودوں کے لئے شروع کر دیا۔
سوال :- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ عظام کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا
جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے ؟

جواب :- یہ بھی شرک ہے۔ مگر شرک نے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر پکارتے تھے جیسا کہ پہلی آیت میں مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ ذُلُّ (تفسیر ابن کثیر کا حوالہ اوپر بیان ہو چکا)
اور اللہ کے سوا ان معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا
سکتے ہیں نہ نفع۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

امام رازی اور علامہ ابوالسعود نے لکھا ہے۔

اِخْتَلَعُوا فِي أَنْتَهُمْ كَيْفَ قَالُوا فِي الْأَصْنَافِ أَنَّهَا شَفَعَاءُ نَاعِدُونَ
اللَّهَ ذِكْرًا وَفِيهِ أَقْوَالٌ رَابِعُهَا أَنَّهُمْ وَضَعُوا هَذِهِ الْأَصْنَافَ
وَالْأَوَّلَانِ عَلَى صُورَةِ أَنْبِيَائِهِمْ وَأَكْبَرِهِمْ وَزَعَمُوا أَنَّهُ لَشَتَعَلُوا
بِعِبَادَةِ هَذِهِ الْأَتَمَاتِ بِذَلِكَ الْكَارِ كَمَا كَانُوا شَفَعَاءُ وَهُمْ
عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى وَنَظِيرُهُ فِي هَذِهِ الْأَتَمَاتِ اِشْتِغَالُ كَثِيرٍ مِنَ
الْخَلْقِ بِتَعْظِيمِ قُبُورِ الْأَكْبَرِ عَلَى إِعْتِقَادِ أَنَّهُمْ إِذَا عَظُمُوا قُبُورُهُمْ
فَإِنَّهُمْ يَكُونُونَ شَفَعَاءَ وَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى (کبیر ج ۴ ص ۴۸)
أَمَّا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شَفَعَاءَ فَلَا وَكَلُوا الْإِبْدِلُ كَوْنُ
شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ (پ: زمر: ۵۷)

علماء نے اس میں اختلاف کیا کہ انہوں نے پیغمبروں کے حق میں کیسے کہا کہ یہ اللہ کے
ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اور اس میں کئی قول نقل کئے ہیں جن میں سے جو صحیح ہے
کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں، پیروں اور فقیروں کی شکلیں ان بتوں کی سی بنا
لیں اور گمان کیا کہ جب یہ ان مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ
پیغمبر اور پیروں و فقیروں کے ہاں ان کے سفارشی ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں اس کی نظر
بہت سے لوگوں کا پیروں، فقیروں کی قبروں کی تعظیم میں مشغول ہونا ہے اس مشغول
پر کہ جب وہ ان قبروں کی تعظیم کریں گے تو وہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہوں گے۔
کیا انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو سفارشی بنا لیا ہے ؟ فرمایا جیسے کہ وہ اگرچہ کسی
چیز کے مالک بھی نہ ہوں اور نہ ہی سمجھتے ہوں، تو بھی۔

سوال :- میں دُور اللہ بت تھے، ان کو پکارنا اور سفارشی بنانا بیشک شرک ہے لیکن اولیائے کرام و غیرہ کو پکارنا اور سفارشی بنانا کیونکر شرک ہے ؟

جواب :- پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مشرکین مگر نہیں سفارشی بناتے تھے، وہ انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام اور ملائکہ تھے۔ اور ان کی صورتوں پر بت بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ
تفاسیر کے حوالہ جات نیز بخاری شریف وغیرہ کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے کہ وہ، سوا وغیرہ بزرگان دین میں سے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أُمَّنَّا لَكُمْ (پ: الاعراف: ۳۴)

سوال :- اگر ہر وقت انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو غائبانہ حاجات میں حاجت روا نہ سمجھا جائے بلکہ ان کو بعض وقت سفارشی سمجھ کر پکارا جائے (اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے
تو کیا یہ بھی شرک ہے ؟

جواب :- مشرکین مکہ بھی اپنے معبودوں کو ہر وقت اور ہر گاہ میں نہیں پکارتے تھے بلکہ زیادہ کھن کاموں میں وہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔

هُوَ الَّذِي يُسَبِّحُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِ وَجَّهْتُمْ
وہی ہے جو تمہیں جھل در دریا میں پھرتا ہے حتیٰ کہ جب تم کشتیوں میں ہو اور وہ اچھی ہوا

بِرَّيْحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهُمْ رَائِيَةٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ
الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ
مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ
الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَفْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ ۖ (پ: یونس: ۳۷)

فَإِذَا دُرِّكُوا فِي الْفُلِّ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا
أَنجَاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ۝ (پ: عنکبوت: ۷۷)
وَإِذَا مَسَّ النَّاسُ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا
أَذْأَقَهُمْ مُنَّةَ رَحْمَتِهِ إِذَا أَفْرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝
(پ: روم: ۴۷)

وَإِذَا غَشِيَهم مَوَاجٌ كَالظُّلُمِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۖ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا
كُلُّ خَائِفٍ كَفُورٍ ۝ (پ: لقمان: ۴۷)

ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمْ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ۚ ثُمَّ إِذَا كُشِفَ الضُّرُّ
عَنكُمْ إِذَا أَفْرِيقٌ مِنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ (پ: نحل: ۷۷)

قُلْ مَنْ يُخَفِّضُكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا
خَفِيًّا ۚ لَئِنْ أَنجَيْنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ قُلْ
اللَّهُ يُخَفِّضُكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ مُشْرِكُونَ ۝
(پ: الانعام: ۸۷)

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ
نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ
أُنْدَادًا لِّلْيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ (پ: زمر: ۱۷)

سے لوگوں کو لے کر چلیں۔ اور وہ اس سے خوش ہو جائیں تو اپنا نک
کشتیوں پر نذر ہو آگئی اور ان پر ہر جگہ سے موج اٹھی اور انہوں نے جان
لیا کہ وہ اس سے گھرے گئے ہیں تو پکارتے ہیں اللہ کو اسی کے لئے پکارنا
کرتے ہوئے اگر تو نے ہمارے سے بچالیا تو ہم شکر گزار ہوں گے پھر جب اللہ
تعالیٰ نے انہیں بچالیا تو وہ اسی وقت زمین میں ناخن شراکت (شرک) کے پیر
جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب اللہ انہیں
خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو وہ شرک شروع کر دیتے ہیں۔

جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتے ہوئے
اس کو ہی پکارتے ہیں پھر جب انہیں اپنے ہاں سے رحمت چکھادی تو ایک
فریق اپنے رب کے ساتھ شرک کرنا شروع کر دیتا ہے۔

جب انہیں بادلوں کی طرح موج ڈھانپ لے تو پکار کر صرف اسی کیلئے خاص
کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب انہیں خشکی کی طرف نجات دیدیتا ہے تو
بعض ان میں سے میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اور ہماری قدرتوں کا انکار صرف
بعد ازاں ہی کرتے ہیں۔

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو پھر جب تم
سے سختی دور کر دیتا ہے تو اس وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے رب سے
شرک شروع کر دیتا ہے۔

فرمادیکھ کہ تمہیں جنگل اور سمندر کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے جسے
تم عاجزی اور پست پدگی میں پکارتے ہو۔ اگر ہمیں اس سے نجات دے تو ہم
ضرور شکر گزار ہو جائیں گے۔ فرمادیکھ کہ اللہ ہی ہمیں ان ظلمات اور ہر تکلیف
سے نجات دیتا ہے۔ پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کر کے اسے
پکارتا ہے۔ پھر جب اسے اپنے ہاں سے نعمتیں دے دیتا ہے تو اسے بھول
جاتا ہے جسے پہلے پکار رہا تھا۔ اور اللہ کے شریک بناتا ہے تاکہ اس کی
راہ سے ہرکائے۔

تنبیہ:- ان آیات سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور مصائب کے دور ہو جانے کے بعد اپنے معبودوں کو
پکارنا شروع کر دیتے تھے لیکن پھر بھی اسلامی رُوسے مشرک تھے۔ اور آج کل کے مشرک تو ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے مصائب کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکالتے ہیں
چنانچہ کوئی کہتا ہے۔

بگرداب بلافتاد کشتی مسردکن یا معین الدین چشتی

اور کوئی کہتا ہے "بہاؤ الحق بیڑاڑھک" (معاذ اللہ)

لفظ الہ کی تحقیق

الہ بمعنی معبود ہے اور وہ عبادت سے مشق ہے۔ لفظ عبادت کے معنی کی تحقیق آگے آئیگی۔ قرآن مجید میں عبادت کی زیادہ تر چار قسمیں آئی ہیں (۱) غائبانہ حاجات
میں پکارنا (۲) نذر و نیاز دینا (۳) سجدہ کرنا (۴) طواف کرنا۔

اگر غائبانہ حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارا گیا اور اس سے ڈر کر یا اس سے امید رکھ کر اس کے سامنے سجدہ کیا گیا اور اس کے نام کی نذر و نیاز دی گئی اور اس کے گھر (بیت اللہ)
کا طواف کیا گیا تو یہ سب کچھ اللہ کی عبادت ہوگی۔ اور اگر ایسا غیر اللہ کے لئے کئے گئے مثلاً کسی پیسہ کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ یا اس سے ڈر کر یا امید رکھ کر اس کی قبر کے سامنے
سجدہ کیا گیا۔ اس کے نام کی نذر و نیاز دی گئی یا اس کی قبر کا طواف کیا گیا تو یہ اس پیسہ کی عبادت ہوگی۔ ان تمام افسام کو کما حقہ سمجھنے کے لئے عبادت کے معنی
سمجھنے ضروری ہیں۔

اگر یہ اعتقاد خدائے کے حق میں ہو کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں متصرف ہونے میں اللہ جل شانہ کا مافوق الاسباب غیبی قبضہ ہے اور اسی اعتقاد کے ماتحت اللہ کریم کو پکارا جائے یا کوئی صفت و ثناء کی جائے، کوئی نذر و نیاز دی جائے یا کسی اور فعل سے تعظیم کی جائے تو یہ سب اللہ کی عبادت اور موجب ثواب ہوگی۔

لہذا اس اعتقاد کے ماتحت مسجد کو آنا، وضو کرنا، دو زانو بیٹھنا وغیرہ سب فعال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے۔ اور اگر معاذ اللہ یہ اعتقاد کسی پیر و پیغمبر کے متعلق ہو اور اسی اعتقاد کے ماتحت اس پیر و فقیر و پیغمبر کی طرف کی جائے۔ و نماں جاکر دو زانو بیٹھے۔ اس پر کپڑا ڈالے۔ وہاں کچھ شیرینی تقسیم کرے۔ اس کی قبر کو بوسے۔ یا گھر ہی میں بیٹھ کر اس کے نام پر صدقہ و خیرات دے۔ اور اسی عقیدہ کے ماتحت زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسے۔ یا اس کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف پڑھے۔ یا اور اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اس پر لعنت کرینگے

کہا فی الحدیث :-

رُبَّ تَالِي الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ وَرُبَّ مُصَلٍّ وَالصَّلَاةُ تَلْعَنُهُ
رُبَّ صَائِمٍ وَالصَّيَامُ تَلْعَنُهُ.

أَجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَمْرًا أَمِنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (٢: توبه: ٣٤)

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ صَدَّقُوا صَدَقُوا فِي
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنََّّهُمْ مُجْسِنُونَ صُنْعًا
(١٦: كهف: ١٣)

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى الْقَوْمِ
بِالْكَفْرِ أَوْ لِيُكْفِرُوا بِهِ ۚ قَدْ خُتِمَ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَفِي أَسْمَائِهِمْ

[illegible]

اسی عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مریگا، اس کے لئے صدقات و خیرات کے دینا چاہیے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالْكَافِرِينَ اَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَوْ كَانُوا اَوْلىٰ قَرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا نَبَّيْنٰ لَهُمْ اَنَّهُمْ صُلْبُ الْحَجِلِمْ

(ت: توبہ: ۳۷)

حضرت نبی علیہ السلام کے چچا کے مرنے پر آپ نے اس کی بخشش کے لئے دعا
وَلَا تَصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا
كَفُورًا (اللہ ودوسلوے و مرنے والے کو اور وہم فسقون) (سب التوبہ: ۱۱۷)

بشرک اپنے شرک میں پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اعمالِ مشرک کا اچھے معلوم ہوتا ہے۔

وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (پ: فاطر: ۲۷)

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ
وَأَنَّهُمْ كَيْدٌ وَنُهُمْ عَنْ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ

(پ: زمر: ۴۷)

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَحَقَّقَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلَ فِي أَمْرٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْغَيِّقِ
الَّذِينَ كَانُوا خَيْرَ رُسُلٍ (پ: حم السجده: ۴۱)

اور جسے چاہتا ہے، راہ دکھاتا ہے۔

اور جو خدا کی توحید سے آنکھیں چراتے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور وہ انہیں درست راہ سے روکنا رہتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ صحیح راہ پر ہیں۔

اور ہم نے ان کے ساتھ رہنے والے مقرر کر دیئے پس انہوں نے ان کے سامنے مزین کر دیا ان اعمال کو جو آگے تھے اور جو ان کے پیچھے تھے اور ان پر عذاب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے جو ان سے پہلے جن اور انسان گذر چکے ہیں بیشک وہ زیاں کا رہتے۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا شیطانوں کو دوست بنالیا اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جب مشرک لوگ توحید کو قبول نہیں کرتے تو ان کو مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مسئلہ توحید تسلیم نہ کریں اور شک کو نہ چھوڑیں تو ان پر اندراج کے طور پر دیوی رزق و عیش و عشرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور مشرکین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان پر خدا کا بڑا فضل و کرم ہے اور ہم اس کے بڑے مقرب بن چکے ہیں۔

آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پس ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے زاری کیوں نہ کی۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کے اعمال مشرکانہ شیطان نے انہیں خوبصورت کر دکھائے پھر جب کی ہوئی نصیحت کو وہ بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ جب دی ہوئی چیز سے وہ خوش ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ ناامید رہ گئے۔

لَا تَتَّخِذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ
أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ (پ: الاعراف: ۳۷)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَآخَذْنَا مِنْهُمُ بِالْبَاسِ وَأَلْصَقْنَا
لَهُمُ الْقَبْرَ بِمَضْرَعَتِهِمْ ۖ فَكَانُوا لَنَا صَرَعًا
وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۖ فَحَتَّىٰ
إِذَا فَرَّحُوا بِهَا أَوْ تَوَانَوْا خَذْنَا مِنْهُمُ بَعْثَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ

(پ: الانعام: ۵۷)

اگر کوئی فعل تعظیم اس مشرک کا عقیدے سے پیدا نہ ہو۔ مثلاً استاد، پیر اور والدین کے سامنے دوزانو بیٹھنا، ان کی خدمت میں تحائف لے جانا سب جائز ہے۔ ان کے مرنے کے بعد دعا و صدقات و خیرات کرنا سب افعال مسنونہ ہیں لیکن چند افعال امت محمدیہ میں بالکل حرام ہیں خواہ وہ اس عقیدہ شریک سے پیدا ہوں یا نہ۔ جیسا کہ حلف بغیر اللہ۔ سجدہ بغیر اللہ۔ کسی ذی روح چیز کی صورت بنانا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی حرام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیز میں لکھا ہے کہ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت میں فارق صرف نیت ہے یعنی اگر عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت غیر اللہ کو سجدہ کر رہا ہے تو وہ سجدہ عبادت ہوگا اگر وہ اسے سجدہ تعظیم کہے اور اگر وہ اس عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت نہیں کر رہا تو غیر اللہ کے لئے وہ سجدہ تعظیم ہوگا مگر شریعت محمدیہ میں اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ علامہ ابن قیم کی عبارت کی تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو، تار بقی، وائرلیس وغیرہ سے خبروں کا جان لینا شرک نہیں۔ کیونکہ یہ سب اسباب کے ماتحت ہیں، مافوق اسباب نہیں۔ قرآن مجید میں جس قدر علم غیب، تصرف فی الامور اور پکار پر بحث کی گئی ہے وہ مافوق اسباب پر مبنی ہے جو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ نیز تعریف سے یہی ثابت ہوا کہ جو پکار غیر اللہ کیلئے شرک ہے وہ غائبانہ حاجات میں ہے۔ مطلقاً پکار شرک نہیں۔ اور مطلقاً غیر اللہ سے امداد طلب کرنا بھی شرک نہیں۔ مثلاً اس کو پکارا جائے جو سر رہا ہو، تو اس کو بلانا اور پکارنا شرک نہیں۔ جیسا کہ:-

وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَجِكُمْ (آل عمران)

اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہا تھا۔

اسی طرح غیر اللہ اگر زندہ موجود ہو تو اس سے امداد و ماتحت اسباب مانگنا جائز ہے۔ جیسا کہ مَنْ أَصَادَكَ إِلَى اللَّهِ اور أَعْيَنُوا نِيَّيْكَ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں پکار اور استمداد کو غیر اللہ سے شرک قرار دیتا ہے وہ غائبانہ اور مافوق اسباب ہے۔ نیک پیروں اور ملائکہ اور انبیائے کرام سے متعلق آیات اس پر شاہد اور دال ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ اگر یہ تمام افعال مذکورہ خالق تعالیٰ کے لئے کئے جائیں تو اللہ جل شانہ کی عبادت میں داخل ہیں اور اگر اسی عقیدہ کے ماتحت کسی پیر و فقیہ کے لئے یہ افعال مذکورہ کئے جائیں تو اس پیر و فقیہ کی عبادت ہوگی اور یہ سب شرک ہوگا۔

قرآن کریم میں زیادہ تر عبادت کے دو فرد بیان کئے گئے ہیں (۱) پکار۔ اور (۲) نذر و نیاز یعنی قرآن مجید میں یہ بتایا جائے گا کہ غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے اور غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کی نذر و نیاز دینا بھی شرک ہے۔ یہ دونوں شرک اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ غیر اللہ کو عالم الغیب و متصرف فی الامور سمجھا جائے۔ اسی لئے قرآن کریم میں غیر اللہ سے عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہونے کی نفی اکثراً صراحت کی گئی ہے اس لحاظ سے عام طور پر شرک کی چار قسمیں بیان ہوئی گی (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعاء اور (۴) شرک فعلی یعنی نذر و نیاز۔

عبادت کا بڑا جزو غائبانہ حاجات میں پکارنا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اس کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال:- تفسیروں میں یَدْعُونَ اور يَدْعُونَ وغیرہ کے تحت یَعْبُدُونَ اور يَعْبُدُونَ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا منع نہیں بلکہ ان کی عبادت کرنا منع ہے۔

جواب:- دعا کا معنی تمام اہل لغت نے خواندن اور نذر و نیاز لکھا ہے۔ کسی بھی اہل لغت نے دعا کے معنی عبادت نہیں لکھے اور مفسرین نے تَدْعُونَ وغیرہ کی جگہ جَوْعَدُونَ لکھا ہے وہ معنی نہیں بلکہ حاصل معنی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے "مفسرین حاصل معنی بطریق اہتمام بیان می کنند مردمان ناواقف گمان می کنند کہ لفظ معنی کرہ اند

قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ پانی پتی نے ارشاد الطالبین میں لکھا ہے :-

[illegible]

اقسام شرک

شُرک فی العلم سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی پر وفیقہ نبی و ملائکہ اور جن کے لئے علم غیب ثابت کرنا۔ اس کا یہ گزیر مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر کسی رسول یا پر فقیہ کا علم ثابت کرنا شرک ہو گا کیونکہ اس کا نو بنیائیں کوئی قائل ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ امام رازی کے حوالے سے لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ بھی مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم جمیع مافی العالم و مافوق العالم کو محیط و شامل ہے اور بیروں فقیروں کا علم صرف جمیع مافی العالم کے لئے ہے تاکہ شرک لازم نہ آئے۔ کیونکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو رہا ہے یا جو کچھ کام ہم کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے سینوں میں ہے، اللہ جل شانہ ہی اسے جانتا ہے۔ اور یہ علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس طرح کا علم بیروں فقیروں کے لئے ثابت کرنا خدا تعالیٰ کی صفت میں شرک کرنا ہے جس پر آیات شاہد ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

فَلْيُؤْتِكُمْ وَرَدَّ مِنْكُمْ بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَلِئَلَّامُ الْظَالِمِينَ

یہ بیان کیا گیا ہے کہ مکہ والوں کو عذاب دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس کے بعد سوال کیا گیا کہ اچھا اگر تمہیں مذاب لانے کی طاقت نہیں تو اتنا تو بتادو کہ جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو وہ کب آئے گا۔ اس کا جواب وَعِنْدَكَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلَمُ بِهَا إِلَّا هُوَ سے دیا گیا یعنی غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نفع و نقصان کی طاقت ہے اور نہ ہی علم غیب کی طاقت اللہ جل شانہ کی طرف سے دی گئی۔ نیز اگر پیغمبروں کو طاقت ہوتی تو بعقوب علیہ السلام کو چالیس برس تک پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اصحاب کہف کے معاملہ میں اٹھارہ دن تک انتظار اور قذفِ عائشہ کے واقعہ میں ایک مہینہ تک نبی علیہ السلام کو پریشان رہنے کی ضرورت نہ تھی۔

اسی طرح سلیمان علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے قصے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جس وقت سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا تھا معراج شریف کے واقعہ میں فرشتوں کا سوال مَنْ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وغیرہ کے صحیح واقعات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ علم غیب اللہ جل شانہ کے سوا کسی دوسرے کو نہیں۔



شُرک فی التصرف یعنی کسی پر فقیہ یا پیغمبر علیہ السلام کے لئے یہ ثابت کرنا کہ اس کو غائبانہ مافوق الاسباب نفع و ضرر دینے کی طاقت ہے۔ یہ شرک فی التصرف ہے۔

تنبیہ:- شرک فی التصرف تبہ ہو گا کہ کسی غیر اللہ کو غائبانہ مافوق الاسباب نفع و ضرر سمجھا جائے اور اگر غائبانہ نہ ہو تو ایک دوسرے سے امداد مانگنا منع نہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مَنْ أَنْصَارِي كَأَنِّي اللَّهُ قَالَ الْخَوَارِثُونَ لَحْنٌ أَنْصَارُ اللَّهِ مَعْلُومٌ هُوَ الْكَرَّانُ مَجِيدٌ فِي جَوْشَنُ الرَّسَدِ نَفِي مُلْكٍ أَوْ نَفِي تَصَرُّفٍ فِي الْأُمُورِ كُنِيَ بِهِ وَهُوَ سَبَّ غَائِبَانَهُ مَافُوقَ الْأَسْبَابِ هِيَ۔ اس کے لئے کچھ شواہد گزر چکے ہیں۔ اور مفصل بحث آگے آگے کی گئی۔

سوال:- جب غیر اللہ کو عالم الغیب بالعرض اور متصرف فی الامور باعطائے الہی غائب بھی کفر اور شرک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ بعض معتبر کتابوں میں استقلال وغیرہ الفاظ کی قید لگی ہوئی ہے۔ جیسا کہ نووی (شرح مسلم) اور فتاویٰ رشیدیہ جلد اول و دوم کے اول اور اوراق میں لکھا ہے۔

جواب:- جن کتابوں میں بالاستقلال یا بالذات کی قیدیں آئی ہیں ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے پیروں، فقیروں اور پیغمبروں کو طاقت دے دی ہے کہ جس وقت جو چیز چاہیں جان لیں یا جس کو چاہیں نفع و نقصان پہنچا دیں، اس معنی کے بموجب اللہ سے طاقت حاصل کرنے میں بالعرض ہیں۔ پھر اس طاقت کو استعمال کرنے میں مستقل ہیں بالذات کا یہ معنی بالعرض سے جمع ہو سکتا ہے۔ اور یہی معنی غیر اللہ کے لئے مانا کفر اور شرک ہے۔ نصاریٰ نے یہی سمجھا تھا کہ عیسیٰ اور مریم کو اللہ جل شانہ کی طرف سے اختیارات دے گئے ہیں یہودیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ کریم نے عزیر علیہ السلام کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ مشرکین مکہ کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام وغیرہم کو اختیارات دیدیے ہیں اور اسی معنی کی نفی کے لئے جو غیر اللہ کے لئے ماننا صریح شرک ہے، قرآن کریم آیا۔ پس جن کتابوں میں بالاستقلال کی نفی آئی ہے اس سے یہی مراد ہے۔

آج کل کے مشرک مولوی اور پیر بالذات اور بالعرض کا معنی یہ کرتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام خود بخود بلا واسطہ مستقلاً عالم الغیب و متصرف فی الامور بالذات نہیں اور بواسطہ خدا عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہیں۔ یعنی بالذات اور بالعرض کا نہ قرآن مجید سے نہ کسی معتبر تفسیر سے اور نہ ہی کسی فقیہ کی کتاب سے ملتا ہے بلکہ امام رازی نے لکھا ہے جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے کہ اس قسم کے عقیدہ کا انسان آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔

نیز اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعطائے الہی سب کچھ جانتے تو لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ لَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وغیرہ کہہ کر اللہ اور اس کا پیغمبر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اگر اس معنی بالعرض کی وجہ سے عالم الغیب و متصرف فی الامور کہہ سکتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ دَبُّ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ اور خالق وغیرہ کا اطلاق بھی کیا جاسکے نیز بالذات کا معنی تو کسی ممکن الوجود کے اندر ہونا بھی محال ہے وہ تو پہلے ہی سے منفی ہے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید میں بے فائدہ اور بے معنی نفی کی گئی ہے۔

حضرت پیر صاحب بغداد والے کا فتویٰ

جو شخص کسی نبی یا ولی، فرشتہ اور جن یا کسی پیر و فقیہ کو کار ساز اور غیب دان جانتا ہے ان کو مصیبتوں میں پکارتا ہے۔ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ہماری تمام پکاروں کو سنتے جانتے ہیں اور ہمارے کام کو روا لیتے ہیں اس کے متعلق حضرت پیر صاحب بغدادی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ کافر و مشرک ہے اس کا کوئی نکاح نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ جس کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ بھی ہر بات سنتے جانتے ہیں، وہ بھی کافر ہے۔ مَنْ يَعْتَقِدُ أَنَّ هَكَذَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَهُوَ كَافِرٌ لَئِنْ عَلِمَ الْغَيْبَ صِفَةً فَخُفِّضَتْ بِاللهِ سُجَّاتُهُ (مرآة الحقیقۃ ص ۱۷۱ مطبوعہ مصر)

فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۱۷۱ میں ہے کہ غیر اللہ کو دور سے ندا دینا اور یہ سمجھنا کہ جن کو پکارنا ہوں وہ سن رہے ہیں تو اس سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ ہاں جس جگہ متصور سنا نا نہیں ہوتا اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے وہاں شرک نہیں ہوتا۔

سوال:- مندرجہ بالا فتویٰ اور مسئلہ کس کس کتاب میں ہے؟

جواب:- بحسب الرائق ص ۱۷۱ جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ یعنی شرح بخاری جلد یازدہم ص ۱۷۱ فتح الباری مطبوعہ مصر ص ۳۷۱ جلد اول ص ۱۷۱ و جلد ۲ ص ۱۷۱ مسامرہ ص ۹ مطبوعہ انصاری و صلی۔ فتاویٰ مولوی عبداللہ جلد دوم ص ۳۹۰۔ خلاصۃ الفتاویٰ جلد چہارم ص ۲۵۵۔ فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ نو لکھنؤ ص ۱۷۱ قاضی خان جلد چہارم ص ۱۷۱ مطبوعہ مصطفیٰ فی۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۳۱ تفسیر خازن فی آخر سورہ لقمان ص ۲۴۲۔ رد المحتار جلد ۳ ص ۳۷۱ جلد ۴ ص ۲۹۱ تجنیس صاحب لہدایہ کذا فی فصول العبادۃ ص ۱۷۱ فی مختار الفتاویٰ۔

لَوْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِشَهَادَةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ لَا يَتَعَقَّدُ النِّكَاحُ وَيَكْفَرُ لَا عِتْقَ لَهُ أَنْ الْمَتَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ جواب الإخلاط میں ہے إِنَّ وَهْمًا أَنَّ الْمَتَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ يَكْفَرُ فَمَا ظَنُّكَ بِغَيْرِهِ۔ فتح العزيز ص ۱۳۱۔ فتاویٰ بنارہ ص ۲۲۵۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد اول ص ۳۷۱ و جلد دوم ص ۳۷۱۔ ان سب کتابوں میں ایسے اعتقاد والے کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہر سہ امام اس پر متفق ہیں۔ قرآن مجید کی پچاس سورتوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور ایک ہزار احادیث تو صرف بخاری شریف میں اس پر شاہد ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے شرک ہے۔

مولانا اشرف علی علیہ الرحمۃ نے تعلیم الدین ص ۱۷۱ اور ہشتی زیور ص ۱۷۱ میں لکھا ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے، شرک ہے حضرت پیر صاحب کی عنایت الطالبین ص ۶۶۔ فتاویٰ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تہذیب تقریب ص ۱۷۱۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب صد و ہفتم۔ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم جلد سوم مکتوب نوزدہم ملفوظات حاجی دوست محمد صاحب قندھاری مولیٰ زنی شریف والے اور ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ میں ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی و یا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام می گویند مشرک و کفر است۔

(نوٹ) ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ کوکب الیمانی علی اولاد الزوائی۔ کوکب الیمانی علی الجحلاں والخریطین تو بیع المسرا لمن تجبطنی الاستمداد۔ کالا کافران سب کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عفت اندو لے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

غائبانہ حاجات میں کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کو بیکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے شرک فی الدعار زمانے میں ہوتا رہا جس کی پوری تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

شرک فعلی

اس کے سمجھنے کے چار عنوان ہیں۔ ان میں سے دو عنوان شرک سے متعلق ہیں۔ اور دو توحید سے۔

(۱) تحریمات اللہ۔ (۲) تحریمات غیر اللہ۔ (۳) اللہ کی نیازیں۔ اور (۴) غیر اللہ کی نیازیں۔ تحریمات اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض حلال اور طیب چیزوں کو خاص وقت اور خاص مقام میں حرام قرار دیا ہے، ان چیزوں سے تعرض نہ کیا جائے اور ان کو اپنے استعمال میں نہ لایا جائے۔ جیسا کہ بیت اللہ کے گرد اگر حرم میں لکڑی اور گھاس کاٹنا اور شکار کھیلنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ سورہ مائدہ میں دیگر سورتوں کی بہ نسبت زیادہ آیا ہے۔ ان کی حرمت کی ایک اجمالی دلیل سورہ مائدہ کی ابتدائے آیت اللہ یحکم مآبِ رِید سے بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ اور تفصیلی دلیل سورہ مائدہ میں دو جگہ بیان کی گئی ہے۔ پہلا مقام وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ مَنِ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو اس لئے حرام کیا ہے تاکہ ظاہر کر دے کہ اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب سمجھ کر اس سے کون ڈرتا ہے۔ پھر آگے جا کر فرمایا وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ مَنِ يَتَعَلَّمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ خَفِيفُ الرَّحِيمِ

یعنی تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ ہر چیز کو جاننے والے ہیں اور قادر بھی ہیں۔ اور اگر تم نے خلاف ورزی کی تو سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یہ قسم شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلہ سمجھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

تحریمات غیر اللہ کا بیان

جس طرح اللہ تعالیٰ نے بعض حلال طیب چیزوں کو بعض خاص مقامات مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح مشرک لوگ اس کے بالمقابل مرنے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر سے درخت اور گھاس کاٹنا اور شکار کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ بعینہ اسی علت کے ماتحت جو تحریمات اللہ میں بیان کی گئی ہے یعنی غیب ان نافع و ضار خیال کر کے ان مرنے ہوئے بزرگوں کو غیب دان نافع و ضار خیال کر کے یہ کام یعنی درخت و غیشہ نہ کاٹنا، اور کاٹنے والے کو برا جاننا تحریمات غیر اللہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان خود ساختہ تحریموں کو توڑ دو۔ اور انہیں حرام نہ سمجھو۔ اسی طرح سے مشرک لوگ جانوروں کو مرنے ہوئے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ جانور اب ہمارے معبودوں کا ہو چکا ہے۔ اس پر سامان لانا یا اسے ذبح کر کے کھانا ہمارے لئے حرام ہے۔ اگر ان تحریموں کو ہم توڑ دیں گے تو وہ بزرگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آجکل ہندو لوگ سانڈ چھوڑ دیتے ہیں ویسا ہی مشرکین مکہ نے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بنا لئے تھے۔ آجکل کے مشرک مرنے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ان کے کھیتوں میں آ کر حریں تب بھی نہیں روکتے۔ اسی طرح بعض ماکولات (طعام) اس قسم کے بتوتے ہیں جن کو عورتیں کھا سکتی ہیں۔ مرد نہیں کھا سکتے۔ جیسا کہ آجکل کے مشرک لوگ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا کونڈا پکاتے ہیں اور بی بی فاطمہ کی صحنک اس سے مردوں کو کھانا جائز نہیں سمجھتے۔ یا بعض قبائل والے یہ سمجھتے ہیں کہ سبز کپڑا یا سرخ کپڑا استعمال نہیں کرتے۔ اسی طرح پر پورے ہال رکھنا ناجائز سمجھتے ہیں کہ یہ کام کریں گے تو فوراً مر جائیں گے یہ سب تحریمات غیر اللہ ہیں جنہیں قرآن مجید میں مختلف عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

عنوان ۱

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ یعنی جو جانور تم نے اپنے بزرگوں کے لئے اپنے اوپر حرام کر رکھے ہیں وہ تمہارے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے جب تم ایمان لا چکے ہو تو ان کو حلال سمجھو۔ وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں۔

عنوان ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرِّمُوا طَيِّبَاتٍ مَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (پک: مائدہ: ۱۳۳)

اے ایماندارو! اللہ کی حلال کردہ پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ سمجھو۔ اور نہ زیادتی کرو اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

طیبات مابین صاف بیانی ہے یعنی جو چیزیں اللہ جل شانہ نے تمہارے لئے حلال کیں، ان کو تم حرام نہ سمجھو۔

عنوان ۳

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ (حوالہ مذکورہ بالا)

اور جو اللہ نے تمہیں حلال پاک رزق دیا ہے اسے کھاؤ۔ اور اسی اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

عنوان ۱۰ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۚ لَا تَتَّبِعُوا اُخْطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ
(پ: بقرہ: ۲۱۵)

عنوان ۱۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقَكُمُ ۚ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ رٰبِيْنَ ۚ تَعْبُدُوْنَ ۚ وَهُوَ الَّذِىْ رَزَقَكُمْ اِلٰهًا ۚ اَلَا تَشْكُرُوْنَ
یعنی اگر تم نے تحریمات غیر اللہ کو حلال نہ سمجھا تو یہ غیر اللہ کی عبادت ہو جائے گی اور ایسا تَعْبُدُوْنَ کا مقصد پورا نہ ہوگا۔
تنبیہ :- جہاں تحریمات غیر اللہ کا بیان ہو وہاں آیات ذیل کا مفسون اکثر آتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اسْمِعُوا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ مَا الْفَنِيْآ عَلَيْكُمْ اَبَآءُ نَّآ اَوْ كُوْنَا اَبَآءُكُمْ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُوْنَ ۚ
عنوان ۱۲ فَكُلُوْا مِمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
(پ: بقرہ: ۲۵)

عنوان ۱۳ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ - (ایضاً)
عنوان ۱۴ وَقَالُوْا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَّكَرِهَتْ حٰجِرًا لَا يُطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ تَشَآءُ ۚ
عنوان ۱۵ وَقَالُوْا مَا فِى بُطُوْنِ هٰذِهِ اِلَّا نَعَامٌ خَالِصَةٌ لِّدُوْرِنَا وَمَحْرَمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَكُنْ مِنْ مَّيْنَتِهِ فَمَهْمُ فِىْهِ شُرَكَآءُ
(حوالہ بالا)

عنوان ۱۶ وَحَرَّمَ مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اَفَرَاۤءَ عَلٰى اللّٰهِ
عنوان ۱۷ قُلْ اَلَا الَّذِىْ كَانَ حَرَّمَ اَمْرًا اَلَا تَنْتٰهِيْنَ اَمَّا اَسْتَمَدْتُ عَلَيْهِ
اَذْحَاۤمًا اَلَا تَنْتٰهِيْنَ ۚ (پ: النعام: ۱۴۷)
عنوان ۱۸ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا اٰبَاؤُنَا
وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ (حوالہ مذکورہ بالا - ۱۸۷)
عنوان ۱۹ وَلَا مَرْتَبَتُهُمْ فَلَیْسَ بَيْنَهُمْ اَذٰنٌ اِلَّا نَعَامٌ (پ: نساء: ۱۸۷)

اس پر شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے کہ کافروں کا دستور تھا کہ گائے یا بکری کا بچہ بت کے نام کر دیا۔ اس کے کان میں نشان ڈالتے۔
عنوان ۲۰ وَإِذَا قَالُوْا قٰحِشٌ قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَا اَبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمْرًا
تَحٰۤا (پ: الاعراف: ۳۶)
عنوان ۲۱ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اُخْرِجَ لِعِبَادِهِۦ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّیْثِ ۚ (پ: الاعراف: ۳۷)

اس عنوان میں کہیں بے پروا وغیرہ نہیں لوگ اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں، سب کا بیان آگیا۔
عنوان ۲۲ یٰۤاَبٰی اٰدَمُ ذٰلِیْنَ تَنْتٰکُمْ عِنْدَیْ مَسْجِدٍ - (حوالہ مذکورہ بالا ۳)
عنوان ۲۳ قُلْ اَرَبٰیْبُکُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَکُمْ مِنْ رِّیْزٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرٰۤامًا
وَحَلٰلًا (پ: یونس: ۶۶)
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تُصِفُ الْکُذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَهٰذَا حَرٰۤامٌ
(پ: نحل: ۱۵۷)

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَیْزٍ وَلَا سَابِیْہٍ وَلَا وَصِیْلَةٍ وَلَا حَافٍ (پ: ہائدہ: ۱۳)
اس کی تفصیل حضرت شیخ رحمہ اللہ کے الفاظ میں حسب ذیل ہے :-
قَدْ اَعْتَقَدَتِ الْیَہُوْدُ وَنَحْرِیْمُ الْاٰیِلِ وَغَیْرُہٗ وَاعْتَقَدَتِ النَّصَارٰی فَرِیْمَ
مَا حَرَّمَ مِنَ الرِّیْبَانِیَّةِ لِاٰلِہِہُمُ الَّذِیْ سَمَّوْہُ اَبَآءَہُمْ فَرَقًا اَعْتَقَدَ

اسے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اے ایمان والو! جو حلال پاک چیزیں ہم نے تمہیں رزق دیا ہے کھاؤ اور اللہ ہی کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔
تنبیہ :- جہاں تحریمات غیر اللہ کا بیان ہو وہاں آیات ذیل کا مفسون اکثر آتا ہے۔

جَبْ اٰنِیْسَ کَمَا جَاۤءَہٗ کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے۔ اس کی پیروی کرو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر باپ دادا کو پایا۔ خواہ ان کے باپ دادا نہ کسی چیز کو سمجھتے ہوں اور نہ راہ پاتے ہوں۔ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

پانچویں اور چھٹے عنوان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتا ہے وہ مومن نہیں کیونکہ اس نے غیر اللہ کو معبود بنا لیا ہے۔
تمہیں کیا ہو گیا کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے، نہیں کھاتے۔
اور کہتے ہیں کہ یہ بولیش اور کعبیتی ممنوع ہے۔ اسے وہی کھائے جسے ہم اجازت دیں۔
اور کہتے ہیں جو انوردوں کے پیٹوں میں ہے وہ صرف ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں کے لئے حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہوں تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔

اللہ نے جو انہیں رزق دیا اس کو اللہ پر جھوٹ یا مذہبت ہوئے انہوں نے حرام کر دیا پوچھے کیا اللہ نے دونوں نہ حرام کئے یا دونوں مادہ یا کہ وہ بچہ کہ اس پر دونوں مادہ کا بچہ دان مثل ہے۔
مشرک کہیں گے کہ اللہ جانتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے۔
اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام سمجھتے۔
میں ان کو حکم دوں گا پس وہ ضرور جانوردوں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔
اس کے کان میں نشان ڈالتے۔

اور وہ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسی پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے فحش سے یہاں مردانہ گطاویف کرنے ہے۔
پوچھے تو سہی کہ جو زینت اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی اور پاک رزق کس نے حرام کیا۔

اے ادا آدم! ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔
پوچھے کہ بھلا بناؤ تو سہی اللہ نے تمہارے لئے روزی تاری پس تمہارے اس میں سے حلال اور حرام ٹھہرائے۔
نہ کہو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے

اللہ نے کوئی بجز، سائبہ، وصیلہ اور عام نہیں بنایا۔
یہود اور نصاریٰ وغیرہ کی حرمت کا اعتقاد رکھتے تھے۔ نصاریٰ نے ربانیت کی جو سے اپنے جو (جسے ابن اللہ یعنی متصرف کہتے تھے) کے لئے حرام سمجھا اور مشرکین

اَلْمُشْرِكُونَ تَحْرِيمُ الْوَصِيَّةِ وَالسَّابِقَةِ وَالْحَامِ فَالْحَامُ مَا
يَدْعُوْنَهُ لِلطَّوْاعِغِ وَالسَّابِقَةُ مَا تَرَاكَ بَعْدَ ضَرَابٍ مَّعْدُوْدَةٍ
وَالْحَابِئَةُ مَا يَمْنَعُ دُرُّهَا لِلطَّوْاعِغِ وَالْوَصِيَّةُ مَا يَدْعُوْنَهُ
لِلطَّوْاعِغِ وَلَا يَحْمِلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ وَالْوَصِيَّةُ الَّتِي وَلَدَتْ بَعْدَ اُخْرَى
بِنَاقَةٍ بِكَرْبَتِهِمْ سَبَبُوْنَهَا لِلطَّوْاعِغِ فَقَالَ اللهُ تَعَالَى رَدًّا عَلَيْهِمْ
بِهَذِهِ الْاَيَةِ -

لے وصیہ سائبہ اور عام کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھا۔ پس عام وہ ہے جسے چند
اونٹنیوں کے حاملہ کرنے پر معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ بحیرہ وہ ہے جس کا
دو دھڑ معبودوں کے لئے روکا جاتا تھا۔ سائبہ وہ ہے جسے اپنے معبودوں کے
نام پر چھوڑتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادتے تھے۔ وصیہ جس سے دہیے
پیدا ہو چکے ہوں۔ اس کے بعد معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے
ان پر مذکورہ آیت کے لئے یہ آیت ارشاد فرمائی۔

ایسی تحریمات کا حکم یہ ہے کہ جو یہ تحریمیں کر رہے ہیں اس کے لئے تو یہ چیزیں حرام نہیں ہوں۔ اسے چاہئے کہ انہیں استعمال کرے۔ اگر حرام سمجھے گا تو مشرک ہوگا۔ اس کے سوا باقی لوگوں
کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ اس کی تحریم کو غلط سمجھیں لیکن اس چیز کو اس کی رضا مندی کے بغیر استعمال نہ کریں کیونکہ وہ چیز ابھی تک اس کی ملک سے نہیں نکلی اور جو چیزیں کسی ایک شخص کی ملک نہ
ہوں جیسا کہ قبرستان کے درخت اور گھاس کسی ایک شخص کی ملک نہیں بلکہ وہ عامۃ المسلمین کا وقف ہوتا ہے۔ اگر لوگ اس گھاس اور درخت کو اس عقیدہ مشرکانہ کی وجہ سے نہیں کاٹتے تو اسے
مزدوری طور پر کاٹنا چاہئے تاکہ لوگوں کے عقیدہ کی اصلاح ہو۔ اور اگر لوگوں نے ضروریات مسجد کے لئے محفوظ رکھا ہو ہے تو جائز ہے اور یہ عقیدہ مشرکانہ نہیں۔

نذر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نیازوں کا بیان

یہ شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلہ یہ قسم ذکر کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص مصیبت وغیرہ میں یوں کہے کہ اگر یہ مصیبت مجھ سے دور ہو جائے تو میں اللہ کے نام پر فلاں چیز دینگا
خواہ جانور یا کوئی چیز تو یہ اللہ کی نذر ہوگی۔ اس کا نام نیاز ہے جسے منت بھی کہتے ہیں۔ پھر خواہ اس کا ثواب کسی کو بخشے یا اپنے لئے ہی رکھے۔ اسی طرح اگر خاص مصیبت کے علاوہ اپنے اوپر یہ مہینہ
یا ہر مہینہ میں یہ لازم کر لیا ہے کہ میں اتنی چیز اللہ کے نام پر دیا کروں گا تاکہ اللہ کی رضا شامل حال ہے اور اللہ تعالیٰ مصائب سے محفوظ رکھے۔ یہ سورت بھی اللہ تعالیٰ کی نذر میں داخل ہوگی۔ اس میں
نذرینے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب ان ہے اور ما فوق الاسباب طاقت سے نافع و ضار بھی ہے۔ اگر میں نے اس نذر کے دینے میں مخالفت کی تو وہ مجھے نقصان دینے پر قدرت
رکھتا ہے۔ یہ نذر خواہ گھر پر ہے یا یوں نذرمان لے کہ میں بیت اللہ میں جا کر اس پر غلاف چڑھاؤں گا یا وصال جا کر اتنے کمرے ذبح کروں گا تو یہ سب اللہ کریم کی نذر میں داخل ہوگا۔ اس مسئلے کے لئے بھی
قرآن مجید میں مختلف عنوانات ہیں۔

اَوَّلُ ذِكْرُ اَمْتَةٍ جَعَلْنَا مَذْبَحَ لَيْدُكُ وَالاسْمَ اللّٰهَ عَلٰی مَا رَزَقْنٰهُمْ حِنًا
بِهَيْمَةِ الْاَنْعَامِ (پ: ۵۷: ۵۸)

دَوِّمُ وَ لِيُوَفُّوْا نَذْرَهُمْ ط (حوالہ مذکورہ بالا ۱۱)

چہارم وَيَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰی مَا رَزَقْنٰهُمْ مِنْ جِمْ
بِهَيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط (حوالہ مذکورہ بالا ۵۷: ۵۸)

پنجم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ
وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ - (پ: ۱۶: ۱۷)

ششم جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَمًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ
وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ - (پ: ۱۷: ۱۸)

ہرمت کے لئے ہم نے ایک مقام کو قربانی کی جگہ بنا دیا تاکہ جو کچھ انہیں اللہ نے مویشی رزق
دیا ہے ان پر اللہ کا نام لیں۔

(اے اللہ خالصتہ یعنی اللہ کے لئے نذر میں پوری کرو) (انہ خائف)

تاکہ وہ اللہ نے جو انہیں مویشیوں میں سے رزق دیا ہے۔ چند مقررہ دنوں
میں ان پر اللہ کا نام یاد کریں۔

اور بدن کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانی بنا دیا۔ (بدن سے مراد اونٹ اور
گائے وغیرہ ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ کی یادگاروں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ شہر حرام، ہدی
اور قلائد والے جانوروں کی۔

اللہ تعالیٰ نے بیت حرام، شہر حرام، ہدی اور پٹے والے جانوروں کو لوگوں
کے لئے قیام کا سبب بنایا۔

تتبعیم :- قرآن مجید میں تحریمات اللہ اور نبی اللہ کا مسئلہ بہت کم بیان ہوتا ہے۔ جتنا لکھا جا چکا ہے قریباً اتنا ہی ہے اور تحریمات غیر اللہ اور نبی اللہ کا مسئلہ
قرآن مجید میں بکثرت آتا ہے اس لئے کہ اس میں شرک کی نفی کی جاتی ہے اور یہی دو قسم شرک کی ہیں۔

نذر غیر اللہ یعنی غیر اللہ کی نیازوں کا بیان

جس طرح اللہ تعالیٰ کی نذر میں دو صورتیں بیان ہو چکی ہیں، بعینہ وہی دو صورتیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی پر وفقر اور پیغمبر کے لئے مانی جائیں تو وہ نذر دنیا
غیر اللہ کہلائے گی۔ اس میں اس پر وفقر کو عالم الغیب اور متصرف فی الامور ما فوق الاسباب ماننا پڑتا ہے۔ اس قسم کی نذر دنیا دینا شرک ہے اس کا کھانا خنزیر کی طرح
حرام ہے خواہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ آگے پڑھا جائے یا نہ۔ پس آج کل اولیاء اللہ کی قبور پر جو عرس کئے جاتے ہیں اور ان عرسوں کے لئے لوگ پہلے ہی سے غلہ دانے
اور جانور وغیرہ پر کے نام پر لکھ دیتے ہیں پھر عرس کے روز قبر پر لے جاتے ہیں، یہ سب غیر اللہ کی نذر ہے۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح کسی ولی وغیرہ کی قبر پر غلاف نیل وغیرہ
اس عقیدہ کے ماتحت لے جاتے، سب غیر اللہ کی نذر میں داخل ہے۔ اگر اس نذر دینے والے کا عقیدہ مشرکانہ ہے اور مظاہر زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں ایصالِ ثواب کیلئے قبر پر
ذبح کر رہا ہوں، یہ سب حرام ہوگا۔ یہ مسئلہ بھی مختلف عنوانات کے ساتھ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔

اَوَّلُ - حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَحُلُمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا اُھْلُ

تم پر حرام، دم مسفوح، خنزیر کا گوشت اور وہ شے جس پر غیر اللہ کا

لَا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ دُورًا (پ: مائدہ: ۲۶)

دوم :- قَالَ لَا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ دُورًا (پ: مائدہ: ۲۶)

شاہ عبدالقادر دہلوی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ اس سے مراد غیر اللہ کی تدریس

سوم :- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِ وَمَا

اَهْلَ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ (پ: بقرہ: ۱۶۸)

چہارم :- وَمَا ذَبَحَ عَلَى النَّصَبِ (پ: مائدہ: ۱۶۸)

وَأَنْ تَتَّقِيَهُمْ أَيْ لَا تَزَلِمُوهُمْ

تشم :- وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا

لِللَّهِ بَرِئَةٌ مِنْهُمْ وَهَذَا لِلشَّرِّ كَانُوا فَمَا كَانَ لِلشَّرِّ كَانَتْ لَهُمْ فَلَا

يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى اللَّهِ كَانَتْ لَهُمْ (پ: ۱۶۸)

انعام: ۱۶۸

وَكَذَلِكَ يَكْفُرُونَ الْيَهُودَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ شُرَكَائِهِمْ

لِيُؤْذُواهُمْ وَلِيُكَلِّمُوا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ (پ: انعام: ۱۶۸)

قد خسر الذين قتلوا أولادهم سفهاً بغير علمٍ وحقموا

مآذرهم فقال الله أفترأء على الله (حوالہ مذکورہ بالا)

ہشتم :- سَأْتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُشِرُّوْا (حوالہ مذکورہ بالا: ۱۶۸)

قال مقاتل لا تشركوا الرضاكم في الحرث والانعام (خازن)

دہم :- أَوْفَسَقَا أَهْلَ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ (حوالہ مذکورہ بالا: ۱۶۸)

یا زوہم :- قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ

وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا كُفِّرُ بِلِهٖ سُلْطَانًا

وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَحْكُمُونَ (پ: اسراف: ۳۶)

المتراد بالاشم الذر لغير الله (از تفسیر کبیر) یعنی مراد اثم (گناہ) سے غیر اللہ کی نذر ماننا بھی ہے۔

دوازدهم :- وَكَذَلِكَ يُكْفِرُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (پ: توبہ: ۳۶)

سیزدهم :- وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِمَّا دَسَّرَقَهُمْ

(پ: ۱۲ - نحل: ۷۶)

چہاردهم :- فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ (پ: حج: ۳۶)

پانزدهم :- وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (حوالہ مذکورہ بالا)

چہاردهم :- فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ (پ: حج: ۳۶)

پانزدهم :- وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (حوالہ مذکورہ بالا)

نام پکارا جائے، حرام ہے۔

کہا شیطان نے کہ میں تمہیں بندوں سے ایک مقرر حصہ لوں گا۔

نیا نہیں ہیں۔

اس کے سوا نہیں کہ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور

وہ چیز جو غیر خدا کیلئے نامزد کر دی گئی ہو۔

اور حرام ہے جو حقانوں پر ذبح کیا گیا۔

اور یہ بھی حرام ہے کہ تم جوئے کے تیروں سے بانٹو۔

جو کھیتی اور مویشی اللہ نے پیدا کئے ان میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کرتے

میں اور اپنے خیال کے مطابق اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے پس جو ان کے

شرکیوں کے لئے ہو وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا۔ اور جو اللہ کے لئے ہو وہ ان کے

شرکاء کو پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح بہت سے شرکیوں کیلئے ان کے شرکیوں نے اولاد کا قتل کرنا خوبصورت

کر دیا تاکہ انہیں ہلاک کریں اور ان پر ان کے دین کو غلط ملط کریں۔

نقصان میں ہوئے وہ جنہوں نے سولے علم کے یوقونی سے اپنی اولاد کو

قتل کر دیا اور اللہ پر بنیان باندھ کر جو اس نے انہیں رزق دیا تھا اسکو حرام کر دیا۔

کر دیا۔

جس دن انہیں کاٹوان کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ مت کرو۔

مقاتل نے کہا اپنے معبودوں کو کھیتی اور جانوروں میں شریک نہ کرو یعنی

ان کا حصہ نہ لگا لا کرو۔

یا جبری چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

فرما دیجئے پختہ بات ہے کہ میرے رب نے بے حیائی کی کھلی اور چھپی باتوں کو

حرام کر دیا۔ اور گناہ ناحق کی زیادتی کو اور تمہارے اللہ کے ساتھ اس

چیز کو حرام ٹھہرانے کو جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ اللہ

پر ان جانی بات کہو، سب حرام کر دیا۔

جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں انہیں حرام نہیں سمجھتے۔

ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ان کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں جنہیں وہ

جانتے بھی نہیں۔

پلیدی یعنی بتوں سے بچو (یعنی ان کی نیاندہ دیا کرو)

جھوٹ بات سے بچو۔ (یعنی غیر اللہ کی نیاندہ دینے سے بچو۔ تشریح آگے ملاحظہ ہو۔)

نقش آیات تحریمت غیر اللہ

ان کا حکم یہ ہے کہ ایسی تحریمیں باطل ہیں ان کو اٹھانا چاہیے اور جو تحریمیں ایسی تحریموں کے ذریعہ سے حرام کی گئی ہوں انہیں حلال سمجھنا چاہیے۔ ایسی تحریمیں کہنے والا کافر و مشرک ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ	پ: ۲: مائدہ: ۴۶	تمہارے لئے چوپائے مواشی حلال کئے گئے ہیں۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرَّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ	پ: ۶: مائدہ: ۱۳	اے ایمان والو! امت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم پر حلال کی ہیں۔
لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا طَائِفًا مِنَ اللَّهِ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ	پ: ۶: مائدہ: ۱۳	اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔
وَكُلُوا مِمَّا دَسَّرَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي	پ: ۶: مائدہ: ۱۳	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے

آیات	حوالہ	ترجمہ
اَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۵	پ ۶: مائدہ: ۱۲	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور رستہ اور ڈرتے رہو اللہ سے
(۴) يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۵	پ ۳: بقرہ: ۲۱۷	لے لو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا۔ اور نہ چلو شیطان کے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ رَابِعًا تَعْبُدُونَ ۵	پ ۲: بقرہ: ۲۱۶	قارئین پر۔ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔
(۶) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْمِعُوا مِمَّا أُنزِلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَسْمِعُ مَا نُنْفِثُ عَلَيْكَ أَبَاؤُا وَلَوْ كُنَّا	حوالہ مذکورہ بالا	اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو تم کو روزی دی ہے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو۔
أَبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۵	پ ۵: انعام: ۱۳۷	اور جوان کو کہیے چلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہا انہوں نے جلیں گے اس پر جس پر دیکھا اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں نہ راہ کی خبر۔
(۷) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۵		سو تم کھاؤ جس پر نام لیا اللہ کا اگر تم کو اس کے حکم پر یقین ہے
(۸) وَمَا لَكُمْ لَا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ	" " "	اور کیا سبب ہے کہ تم نہ کھاؤ اس میں جس پر نام لیا گیا اللہ کا
(۹) وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا	پ ۸: انعام: ۱۴۷	اور کہتے ہیں یہ مویشی اور کھیتی منع ہے اس کو نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کی پیٹھ منع ٹھہرایا ہے اور بعضے مواشی کے ذبح پر نام نہیں لیتے اللہ کا اس پر جھوٹ باندھ کر۔ سزا دے گا ان کو اس جھوٹ کی۔
اللَّهُ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۵	" " "	اور کہتے ہیں کہ جو اس مویشی کے پیٹ میں ہے سو وہ ہمارے مرد کھائیں اور حرام ہے ہماری عورتوں پر اور جو مردہ ہو اس میں سب شریک ہوں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی اور بے شک وہ حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔
(۱۰) حَقًّا لَّوْ أَنَا فِي بَطُونٍ هَذِهِ الْأَنْعَامُ خَالِصَةٌ	" " "	لو جھوٹو دونوں نہ حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا جو پیٹ ملا ہے مادوں کے پیٹ میں۔
لِلْكَوْكُورِنَا وَحَرَمٌ عَلَيْنَا وَإِنْ يَكُنْ	پ ۸: انعام: ۱۸۷	اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہرتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز۔
مَتِينَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ	پ ۵: نساء: ۱۷۷	اور ان کو سکھاؤں گا کہ بدلیں اللہ کی بنائی ہوئی صورت۔
إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۵	پ ۸: اعراف: ۳۷	اور کریں جب کچھ عیب کا کام کہیں ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو حکم کیا۔
قُلْ إِنَّا نَدْعُوهُنَّ حَرَمًا مَّا الْأُنثَيَيْنِ إِنَّمَا اشْتَمَلَتْ	پ ۸: اعراف: ۴۷	تو کہہ کس نے حرام کی زینت اللہ کی جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے واسطے اور کھانے کی ملا چسبڑوں کو۔
عَلَيْهِ الْأُنثَيَانِ ۵	" " "	اے اولاد آدم! پہن لو اپنا لباس ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔
(۱۲) سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا	پ ۱۱: یونس: ۶۷	تو کہہ بھلاؤ بھلاؤ جو اللہ نے اتاری تمہارے واسطے روزی بھیر تم نے ٹھہرایا اس میں سے کوئی حرام اور حلال۔
وَلَا أَنبَأُونَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۵	پ ۱۳: نحل: ۱۵۷	اور مت کہو وہ بات جو کہ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔
(۱۳) وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيَغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ	پ ۷: مائدہ: ۱۴۷	نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔
(۱۴) وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا		
وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۵		
(۱۵) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ مِنَ		
الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۵		
(۱۶) لِيُبَيِّنَ أَمْرَهُمْ وَأَزَيِّنَ لَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا		
وَأَشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۵		
(۱۷) قُلْ أَدْعَيْتُمْ مِمَّا أُنزِلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ		
مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا ۵		
(۱۸) وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا		
حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ ۵		
(۱۹) مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَهِيمَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَحِيلَةٍ وَ		
لَا حَامٍ ۵		

۴۷ نقشہ آیات متعلقہ تحریمات اللہ

ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ ان کو باقی رکھنا اور ان کی حرمت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
إِلَّا مَا يَنْتَهِ عَلَيْكُمْ غَيْرُ مُحِلِّي الصَّبَدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَتَّبِعُونَ الصَّبَدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُ بِالْقَبِ	پ ۶: مائدہ: ۱۶ پ ۷: مائدہ: ۱۷	سوائے اس کے کہ تم کو سناؤینگے مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے احرام میں اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے۔ اے ایمان والو! اللہ تم کو زمانے کا اللہ کچھ شکار کے حکم سے جس پر پہنچیں ہاتھ تمہارا اور نیزے تاکہ ظاہر کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بے دیکھے۔

اللہ کی نذر و نیاز سے متعلق آیات

آیات	حوالہ	ترجمہ
وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّبَن كُرْمٍ وَاسْمَ اللَّهِ عَلَى مَآرَقِهِمْ مِّنْ بَهِيمَةٍ أَلَا تَعْلَمُونَ وَلْيُؤْفِكُوا زُفْرَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ عَلَى مَا رَقَّ قُلُوبُهُمْ مِّنْ بَهِيمَةٍ أَلَا تَعْلَمُونَ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرِ اللَّهِ وَلَا الشُّهُرَ الْحُرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ جَعَلَ اللَّهُ الْكَبِيرَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشُّهُرَ الْحُرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ	پ ۱۷: حج: ۵۷ " " " " ۵۸ " " " " ۵۹ پ ۶: مائدہ: ۱۷ " " " " ۱۸	اور ہر فرقہ کو ہم نے ٹھہرا دی ہے قربانی کہ یا ذکر میں اللہ کو وقت چوپالیوں کے جو ہم نے ان کو دیئے۔ اور پور کی کریں اپنی منبتیں۔ اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپالیوں کے جو اس نے دیئے ہیں ان کو۔ اور کعبہ کے چڑھانے کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ کے نام کی چیزوں کی اور نہ ادب والے جینے کی اور نیاز کے جانوروں کی جو مکہ کو جاویں اور نہ قلاوے والے جانوروں کی۔ اللہ نے کیا کبیر عزت والے گھر کو لوگوں کو قائم رہنے کا سبب اور عزت والے جینے کو اور حرم کی قربانیوں اور قلاووں والے جانوروں کو۔

نقشہ آیات متعلقہ نذر لغير اللہ

ان کا کھانا حرام ہے اور دینے والا کافر مشرک ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدُّ وَلَحْمُ الْخَنِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَقَالَ لَا تَتَّخِذُوا مِنْ عِبَادِي تَصِيْبًا مَّفْرُوضًا إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالْدَّمَّ وَلَحْمُ الْخَنِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَسْمَاءِ	پ ۶: مائدہ: ۱۷ پ ۶: نسآ: ۱۷ پ ۲: بقرہ: ۲۱ پ ۱: مائدہ: ۱۷ " " " "	حرام ہوا تم پر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا۔ اور وہ بولا کہ میں البتہ لو لگاتیکہ بندوں میں سے حصہ ٹھہرایا ہوا۔ یہی حرام کیا ہے تم پر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا۔ اور جو ذبح کیا گیا کسی ستھان پر۔ اور یہ کہ بانٹا کرو پائے ڈال کر۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَأَمَّا ذُو الْإِلَهِ بِزَعْمِهِمْ وَهُمْ لَا شُرَكَاءَ لَهُمْ وَ مَا كَانَ لِلشُّرَكَاءِ بِهِمْ فَلا يَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ وَ مَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝	پ ۶ : انعام : ۱۶	اور پھرتے ہیں اللہ کا اس کی پیدائش کی کھیتی اور مویشی میں ایک حصہ بھرکتے ہیں یہ حصہ اللہ کا حصہ اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شرکوں کا۔ سو جو ان کے شرکوں کا ہے سو نہ پہنچے وہ اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے سو پہنچے ان شرکوں کی طرف کیا برا انصاف کرتے ہیں۔
وَكَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَائِهِمْ لِيُردُّوهُمْ وَلِيُكَلِّمُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۝	" " "	اور اسی طرح بھلا دکھائی ہے بعض مشرکوں کو اولاد مارنی ان کے شرکوں نے کہ ان کو ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر غلط کریں۔
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ حَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۝	" " "	بے شک خراب ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بے سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے ان کو رزق دیا جھوٹ باندھ کر اللہ پر۔
وَأْتَىٰ أَحَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُشْرِفُوا ۝	پ ۸ : انعام : ۱۴	اور وہ اس کا حق جس دن کٹے اور بے جا نہ اڑاؤ۔
وَيُحْجَلُونَ لِمَا لَا يَحْكُمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا بَرَئَتْ فَنَهُمُ فَأَجْتَنَبُوا الرَّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ ۝	پ ۱۲ : نحل : ۷	اور کتاہ کی چیز جس پر لکا گیا ہوا اللہ کے سوا کسی کا نام۔
قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ زُكَاةَ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنٌ وَالْإِثْمُ وَالْبَغْيُ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝	پ ۸ : اعراف : ۳۴	اور پھرتے ہیں ایسوں کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ۔
وَأَجْتَنَبُوا الْقَوْلَ الزُّورَ ۝	پ ۱۴ : حج : ۴	پس بچتے رہو بتوں کی گندگی سے۔
قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ زُكَاةَ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنٌ وَالْإِثْمُ وَالْبَغْيُ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝	پ ۸ : اعراف : ۳۴	تو کہہ دیجئے کہ رب نے حرام کیا ہے۔ بے حیائی کے کاموں کو جو کھلے ہیں اور چھپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کو اور اس کو کہ شرک بناؤ اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں تاروی اور یہ کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاؤ جو تم کو معلوم نہیں۔

اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔

پ ۱۴ : حج : ۴

قائد چونکہ مسئلہ تحریمات غیر اللہ اور نباتات غیر اللہ میں اکثر لوگوں کو حتیٰ کہ بعض مفسرین کو بھی غلط اور التباس ہو گیا ہے ایک کی تفسیر میں دوسرے کا ذکر کر دیتے ہیں حالانکہ ہر ایک مستقل اور مقصودی مسئلہ ہے۔ ہر ایک کا علیحدہ حکم ہے۔ اگرچہ دونوں شرک ہیں۔ اور چونکہ مشرکین تحریمات غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب حلال اشیاء کے حرام سمجھنے میں کرتے تھے۔ اس لئے ان کا یہ حکم ہے کہ تحریمات کو اٹھا دو۔ ان اشیاء کے ساتھ حلال اشیاء کا سامعہ کر دو۔ ورنہ کبھی مومن نہ ہو سکو گے۔ اور نباتات غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب ان اشیاء کے حلال خیال کر دو۔ تب مومن ہو سکو گے۔ ذیل میں یہ قطعی حرام ہیں۔ ان کو نہ کھاؤ اور نہ ان کو حلال خیال کر دو۔ تب مومن ہو سکو گے۔ ذیل میں ذیل میں بعض مفسرین کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں تاکہ مزید اطمینان ہو جائے۔

(۱) إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ (الایة) (اعلم انہ لیس المراد من الایة قصر المحرمۃ علی ما ذکر مطلقاً کما هو الظاهر حتی یرد منع المحصر بحرمۃ اشیاء لحد تذکر بل بما اعتقدوا حلالاً لا بقربانہ انہم کانوا یستحلون ما ذکر فکانہ قیل انہا حرم علیکم ما ذکر من جهة ما استحللتم ولا مہتلاً آخر۔ والمقصود من قصر المحرمۃ علی ما ذکر رد اعتقادہم جلتہ بالبلغ وجہ واذا فیكون قصر قلب الا ان الجزء الثانی لیس لرد اعتقاد المحرمۃ اذ لم یعتقدوا حرمۃ شئ مِمَّا استحلوه بل تاکیدا لجزء الاول والخطاب للناس باعتبار دخول مشرکین فیہم فیکون مفاد الایة الجزء عن تحلیل لمحرّمات کما ان (یا کھیا الناس کلوا الخ) (جزع عن تخیر الحلالات الخ) (روح المعانی ج ۲ ص ۲۷۷)۔

(۲) قال لشافعی رحم فی هذه الایة ما معناه ان الکفار کانوا حرموا ما احل الله واحلوا ما حرم الله فجاءت هذه الایة منقضیة فکانہ قال للاحلال المخرجة من البحرۃ والسائبۃ والوصیلۃ ونحوها من الانعام والاحرام الا ما احلہم من المیتۃ والدم والحمل الخنزیر وما اهل لغیر اللہ به الخ۔ (تفسیر مظہری)

(۳) شَمَنِیۃ اذ و اح الخ — هذا بیان الجہل لعرب قبل الاسلام فیما کانوا حرموا من الانعام وجعلوها اجزاء وانواعاً بحیرۃ وسائبۃ ووصیلۃ وحاماً وغیر ذلک الی قولہ تعالیٰ نَسُوْنِیْ یَعْلَمُ اِنْ کُنْتُمْ حٰدِثِیْنَ ۝ ای اخیرونی عن یقین کیف حرم اللہ علیکم ما زعمتم تخرمہ من البحرۃ والسائبۃ والوصیلۃ الخ۔ والی — وقولہ امرکم شہداء اذ وصکم اللہ بهذا فقلکم فیما ابتدعوا فترہ علی اللہ من تخیر

ما حرموه من ذلك (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵)

(۴) والغرض من سياق هذه الآية الكريمة الرد على مشركين الذين ابتدعوا ما ابتدعوا من تحريم المحلات على انفسهم بأرائهم الفاسدة من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام ونحو ذلك فامر رسوله ان يخبرهم انه لا احد فيما اوحاه الله اليه ان ذلك محرم وانما حرم ما ذكر في هذه الآية الميتة والدم المسفوح ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به وما عد ذلك فلم يحرم انما هو مسكوت عنه فكيف تزعمون اننا حرم ما حرم من ابن حرمتموه ولم يحرمه الله - (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵)

(۵) قوله: - حَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ مِنَ الْبَحِيرَةِ وَالسَّائِبِ وَغَوَاهَا (روح م ۳ ج ۸)

(۶) قوله: - مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا - فنسب اليه سبحانه تحريم ما لم يحرم (روح م ۳ ج ۸)

(۷) قوله: - المراد قصر لعمدة الخ انه رد على مشركين في تحريمهم ما احل الله من بحيرة وسائبة واخوانها وتحليلهم ما حرمه الله من هذا المذكورا كما نهم قالوا تلك حُرِّمَتْ علينا لَكِنَّ هَذِهِ اُحِلَّتْ لَكُم فاعلم انهم ما حرموا عليكم الا هذه فهو قصر قلب (حاشية بياض ص ۱۲)

(۸) نزلت في المشركين حرموا على انفسهم البحيرة والسائبة الخ يعني يَأْكُلُهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلُوا مِنَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا كما ذكر ابن جرير - (عبد المحكم على البياض ص ۱۲ نقلًا عن البحر المواجه)

(۹) قُلْ لَا آجِدُ فِيهَا أَوْحِيَ إِلَيَّ الْخ - قد جمع صاحب المذرك بين الوجوه الثلاثة المذكورة فقال قُلْ لَا آجِدُ أَيُّ ذَلِكَ الْوَقْتُ أَوْ فِي ذِي الْقُرْآنِ لَانْ ذِي السَّنَةِ قَدْ حُرِّمَ غَيْرُهُ أَوْ مِنَ الْإِنْعَامِ لَانْ الْآيَةَ فِي رَدِّ الْبَحِيرَةِ وَأَخَوَاتِهَا (تفسير احمد ص ۲۳)

(۱۰) انما المراد من رَزَقَهُمُ اللَّهُ اعطاهم ان يكون بها ثمر وسواها (تفسير احمد ص ۲۳ تحت آية حَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتَرَاءً عَلَى اللَّهِ م)

(۱۱) يَأْكُلُهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلُوا مِنَّا طَيِّبَاتٍ مَا رَزَقْنَاكُمْ الْخ - فالطيبات حلال مطلقا وقد فسرها بعضهم بالبحيرة والسائبة والوصيلة والحام يعني كَلُوا الْبَحِيرَةَ وَأَخَوَاتِهَا وَلَا تَأْكُلُوا الْمَيْتَةَ وَأَخَوَاتِهَا (تفسير احمد ص ۲۳)

(۱۲) وَمَا أَهْلَ بِهِ لغير الله - مطلب یہ ہے کہ جن جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا ملائکہ یا روح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نام و ذکر کے ان کے قُرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے ان کی جان لگا لی مقصود مولود ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقت ذبح تکبیر پڑھی جائے اور اللہ کا نام لیا ہو - (حاشیہ حضرت شیخ الہند مرحوم سورہ بقرہ)

(۱۳) اَيْضًا - اِنْ شَاءَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةَ - دوسرا جواب یہ کہ حرمت کو اٹایا مذکورہ ہی میں منحصر مانا جائے مگر رضائی ہو یعنی انہیں چیزوں کے لحاظ سے تسلیم کیا جائے جن کو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کیا تھا جیسے بحیرہ سائبہ وغیرہ تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تم پر فقط مینہ اور خنزیر وغیرہ حرام کیا ہے اور جو تم سائے وغیرہ کی تعظیم تحریم کے قائل ہو - محض تمہارا افتراء ہے -

(۱۴) اَيْضًا - يَأْكُلُهَا النَّاسُ كَلُوا مِنَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا - (پ: بقرہ: ۲۱۷) اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کے نام ساند بھی چھوڑتے تھے اور ان جانوروں سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے - اور یہ بھی ایک تم شرک ہے -

جو کچھ زمین سے پیدا ہوا ہے - کھاؤ بشرطیکہ وہ شرعاً حلال طیب ہو تو نہ فی نفسہ حرام ہو - جیسے کہ مردار اور خنزیر اور وہاں لہ لہ وغیرہ انتہی -

الحاصل ان تمام مندرجہ بالا عبارات و حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ تحریمات غیر اللہ اور نذر اللہ دو علیحدہ اور مستقل مقصود ہیں - اور ان کا حکم بھی صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ تحریمات غیر اللہ کو مٹانا چاہیے - یعنی ان کا کھانا حلال ہے - اور نذر اللہ مانتی کفر و شرک ہے اور اس کا کھانا بالکل حرام ہے - یہ مقام نہایت قابل غور ہے - اور سمجھنے کے لائق ہے - کیونکہ اس میں بڑے بڑے مفسرین سے لغزش ہو گئی ہے -

وَكُنَّا لَكُمْ شُرَكَّاءَ فِي الْقَتْلِ أَوْ لَكُمْ شُرَكَّاءَ فِي الْقَتْلِ - یعنی مشرکین اس قدر شرک میں منہمک ہو چکے تھے کہ بسا اوقات یہ منت مانتے کہ اگر میرے اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مراد پوری ہو جائے گی تو ایک بیٹا فلاں پیر یا فقیر بابت کے نام پر ذبح کرونگا - اور یہ سب ذیل عبارت سے نکلتا ہے -

(۱) تفسیر احمد ص ۲۵ میں ہے - اِنْ شَاءَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةَ

(۲) اسی طرح تفسیر بضاوی مصری ص ۲۵ میں ہے اور تفسیر حسانی میں ہے کہ بابل اور نینوا کے شہروں میں یہ رسم کثرت سے تھی - اس میں بالتفصیل ذکر ہے حتی کہ اپنی اولاد کو منت کے طور پر ایک وقت مقررہ پر آگ میں جلاتے تھے -

(۳) اور تفسیر روح المعانی جلد ۱ ص ۲۵ میں ہے - قَتْلُ آذَانِهِمْ الْآيَةُ قِيلَ اِنَّهُمْ كَانُوا يُبْذَرُ احدهم اذ ابلغ بنوه عشق نحر واحد منهم كما فعله عبد المطلب في قصته المشهورة واليه انشاد الله تعالى عليه وسلم بقوله انا ابن الذبيحين -

تنبیہ - یہ قصہ ہایہ کے مقرب میں حضرت عباسؓ کے تذکرہ میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ نے نقل کیا ہے -

عنوانات کے بعض الفاظ و جمل کی تشریح

وَمَا أَهْلَ لغير الله - مفسرین نے مَا سے مراد مذکورہ لیا ہے - پھر یہ کا معنی علی کیا ہے - پھر اس آیت کا معنی یوں کیا ہے کہ وہ جانور جو غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے خواہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ - بعض مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لی ہے کہ ذبح کے وقت

بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ بعض مفسرین نے اس آیت سے مراد لیا ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے اور معنی انہوں نے اس لئے کیا ہے کہ مشرکین عرب کا رواج تھا کہ ذبح کے وقت اپنے معبودوں کا نام لیا کرتے تھے۔ شاہ عبد العزیز نے اپنی تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ عام ہے اور رواج اس کا مختص نہیں بن سکتا۔ لہذا مآ سے مراد عام لیا جائے گا خواہ جانور ہو یا غلہ، مٹھائی ہو یا کوئی اور چیز غیر اللہ کے تقرب کے لئے دی جائے وہ سب اس میں شامل ہیں۔ نیز اگر مآ سے مراد صرف مذبح لیا جائے تو اس کے بعد مآذیح علیہ الثنوب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہذا جن لوگوں نے مآ سے مراد مذبح لے کر معنی لیا ہے کہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے تو انہوں نے وصا اہل بہ لغیر اللہ کی ایک صورت بیان کی ہے جو مشرکین میں رائج تھی ورنہ وہ بھی مانتے ہیں کہ غیر اللہ کے لئے نذر جس طرح مکہ والے زندہ جانور اور دیگر اشیاء بھی دیتے تھے مثلاً وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْأَرْبَاعِ ذُرِّيًّا فَحَرَّبَتْ ذُرِّيَّتًا مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ دِيكَهُمُ بَہِزِينَ تَفْسِيرِ یہ ہوگی کہ مآذیح علیہ الثنوب میں صرف مذبح مراد ہو۔ اور وصا اہل بہ لغیر اللہ بہ میں عام جانور ہو یا غلہ وغیرہ جیسا کہ مذکور بالا آیت سے معلوم ہوتا ہو۔ لیکن اس میں بھی بآ کا معنی علیٰ کرنا پڑتا ہے۔ یعنی اگر معنی یوں کیا جائے کہ وہ کلمہ کہ اونچی کی جائے آواز اس سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے وہ کلمہ بھی حرام اور شرکاء ہے۔ اب اس معنی کے مطابق مقصود وہی ہوگا جو شاہ عبد العزیز نے لکھا ہے صرف مآ کے معنی علیٰ نہیں کرنا پڑتا اور محاورات عرب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بآ کا اپنا معنی ہی کرنا چاہیے۔ جیسا کہ محاورہ ہے أَهْلَكْتُ بِالتَّلْبِيَةِ وَأَهْلَكْتُ بِالتَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبْحَةِ۔

صراح میں ہے کہ مفسرین نے جو معنی کیا ہے اس کا حاصل معنی بنا دیا جائے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لغز الکبیر میں مفسرین کا طریقہ لکھا ہے۔ اس بنا پر یہ امر من رفع ہو جاتا ہے کہ مفسرین کے قول کے مطابق بآ کا معنی علیٰ کرنا پڑتا ہے۔

فی الصراح | أَهْلُ الْمُحْتَمَلِ إِذَا دَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّلْبِيَةِ وَبِالتَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبْحَةِ فَجَرَدَ اللَّفْظَ هُوَ لَفْظُ يَرْفَعُ بِهِ الصَّوْتَ أَيْ اسْمُ اللَّهِ مَثَلًا وَالْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا أَهْلٌ أَيْ لَفْظُ دَفَعَ بِهِ الصَّوْتَ لِمُتَعَلِّمِ غَيْرِ اللَّهِ وَالتَّقَرُّبُ إِلَيْهِ۔

پس مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وہ قول جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے پیدا کیا جائے اس قول کو ہی حرام کر دیا اور اسی وجہ سے ہر وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو حرام کر دیا ہے۔ اور بعینہ ہی حاصل ہے إِنَّهُ رَجَعُ أَوْ فُسَقَ أَهْلٌ بِغَيْرِ اللَّهِ سے اى ذات فسق الخ یعنی مراد اس سے کلمہ ہے اور فَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ کا معنی بھی یہی ہے کہ اپنے قول سے ہی بچو جس کی وجہ سے نذر غیر اللہ حرام قرار دی گئی ہیں اور وَأَنْ تَسْتَقْبِلُوا أَبَاسًا لِّأَنَّكَ كَاسِلٌ يَّهْجُو أَيْ تَحْصِيلُ الْقِسْمَةِ عِنْدَ الْأَصْنَافِ۔

مشرکین عرب کا طریقہ تھا کہ مشرک چیز کو تقسیم کرنے کے لئے اپنے معبودوں کی جگہ پر لے جاتے تھے۔ وہاں ترینوں میں کچھ لکڑیاں (تیر وغیرہ) رکھی ہوتی تھیں جن میں سے بعض پر لکَّ النَّصْفُ اور بعض پر لکَّ الثُّلُثُ اور بعض پر لکَّ شَيْءٌ لَكَ وغیرہ کلمات لکھے ہوتے تھے۔ اور مشرکین کا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا معبود ہمارے مال کو جان رہا ہے اور متصرف بھی ہے وہی ہمیں یہ حصے دلا رہا ہے۔

اسی طرح جب کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو وہاں بعض نیرے اور تیر رکھے ہوتے جن میں بعض پر اَفْعَلُ اور بعض پر لَا تَفْعَلُ لکھا ہوتا تھا ان کو نکالتے۔ اگر اَفْعَلُ نکل آتا تو وہ کام کرتے ورنہ اس کام کو نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے اوقات میں اپنے معبودوں کے لئے کچھ نذر بھی پیش کرتے تھے۔ اور چونکہ یہ اعتقاد شرک تھا اس لئے الہی تقسیم کو ہی حرام کر دیا گیا اور اسی سبب سے وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ یعنی یہ ایک اجماعی بات ہے کہ جس چیز سے بھی غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو یا اس اعتقاد کہ اس معبود (باطل) کو اس میں تصرف حاصل ہے وہ حرام بلکہ منکرت ہے۔ فَكَذَلِكَ مَا يُوْخَذُ إِلَى ضِرَائِعِ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ فَهُوَ بِالْإِجْمَاعِ حَرَامٌ وَبِاطِلٌ۔ بعینہ ہر وہ چیز دنبہ، بکرا، چادر، غلہ، تیل، پھل، پھول، نذر و نیاز جو اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کو جا جٹا اور تشکک شائبہ کرام کی قبور وغیرہ پر لے جاتے ہیں۔ وہ بالاتفاق حرام ہیں جیسا کہ شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور حرمت کی وجہ دلائل یہی تقرب اور غیر اللہ کو متصرف ماننے کا اعتقاد ہے۔ اس غیر اللہ کی نذر کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے۔ ہاں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا عوام الناس کی نذر بھی اس میں داخل ہے یا نہیں تو ان کا اگر اعتقاد یہ ہو کہ اولیائے کرام ہمارے حالات کو جانتے ہیں اور ہمارے معاملات میں متصرف ہیں اور حاجت روا ہیں اور امداد دے سکتے ہیں تو یہ نذر بھی حرام اور شرک ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے بلکہ نذر تو اللہ کے نام کی ہے اور اللہ ہی کا تقرب حاصل کرنے کا خیال ہے لیکن اس سے محض ایصالِ ثواب اولیائے کرام کے لئے مقصود ہے تو یہ جائز ہے۔

تحقیق مسئلہ نذر غیر اللہ از کتاب تفسیر حاشیہ رفقہ

وَاللَّهُ لَا يَخْتَلِكُ قَبْلَ تَبَايُغِ الْأَعْيُنِ كَافٍ

جان لے کہ اکثر عوام جو نذر مردوں کے لئے دیتے ہیں اور جوتیل، چرائے اور دیگر اشیاء کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کی قبروں پر لائی جاتی ہیں وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں اور لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں اور خصوصاً زمانہ حاضرہ میں۔

اعلم ان النذر الذي يقع للاموات من العوام وما يؤخذ من الزيت والشمع ونحوها مما ينقل إلى ضوائع الاولياء الكرام تقرباً اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام وقد ابتلى الناس بذلك ولا سيما في هذه الايام۔

وفی الشامی

اولونذ رضیتا لایفاد قندیل فوق ضریح الشیخ
اولی المناداة کما تفعل للنساء من نذر نیت
سیدی عبدالقادر رحمہ ویوقد فی المنارة جهة الشرق باطل و
اقبح منه النذر بالقرأة فی المنارة مع اشتماله علی الغناء
واللعب وایہاب ثواب ذلک المحضرت المصطفیٰ صلے اللہ
علیہ وسلم۔

شامی میں ہے کہ مزار پر یا منارہ میں چہ راغ روشن کرنے کے لئے تیل،
چراغ اور دیگر اشیا کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے
اور مشرق کی جانب منارہ میں روشن کیا جاتا ہے باطل ہے۔ اور اس سے بھی بہت
بڑا یہ ہے کہ منارہ میں گلے بجانے کے ساتھ تلاوت قرآن مجید
اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانے کی نذر مانے۔

جس وقت کوئی شخص اپنی حاجات میں اولیائے کرام کے تقرب کے لئے نذر ماننا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہے کہ اب وہ ولی نیک بندہ میری
نذر پر مطلع ہے اور وہ میری مدد کرے گا۔ اسی کا نام تقرب ہے اسی لئے صاحب بحر الرائق نے وجہ حرمت میں ایک وجہ حرمت یہ بھی بیان کی ہے۔
منہا انہ ظن ان المیت ینصرف فی الامور ون اللہ تعالیٰ وذلک کفر و
ان الاولیاء الکرام یتصرفون فی الامور من النفع والضرر وذلک کفر و
اسی لئے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعہ فتاویٰ جلد ثانی ص ۹۰ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور منذر غیر اللہ شری
ہو، فرنی ہو، ہر امیر و مغرب پر اس کا کھانا حرام ہے۔

چونکہ لوگ اولیائے کرام کی نذر اس خیال سے دیتے ہیں کہ اولیاء اللہ سب کچھ جانتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ہمارا کام کر دیتے ہیں یہی عقیدہ کفار مکہ کا بھی تھا
جیسا کہ آیات :- مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لَیَقُولُوا اِلٰی اللّٰهِ نُلْقِیْہِمْ اَوْ رَیْعُبُ دُنْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُہُمْ وَلَا یَضُرُّہُمْ اَوْ یَقُولُوْنَ هُوَ لَا یَشْفَعُ لَنَا
عِنْدَ اللّٰهِ اس پر شاہد ہیں۔

اگر غیر اللہ کے تقرب کی نیت نہ ہو اور کسی فقیر کو بطور صدقہ دے تو وہ بوجہ صدقہ مبتداً اس فقیر کے لئے لینا جائز ہے۔ یہ تب جائز ہے جب کہ شیخ کی نذر ہونے
کا خیال بالکل نہ رہے۔ اور تقرب الی اللہ کا خیال ہو۔ ورنہ اگر شیخ کی نذر کا خیال ہو تو اس کا صدقہ مبتداً سمجھ کر لینا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مخلوق کے لئے نذر ماننے کی حرمت پر اجماع ہونے کی وجہ سے شرع میں اس کا جواز
ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ حرام ہے۔ اور خادم شیخ کے لئے بھی اس کا لینا جائز نہیں۔
ہاں فقیر ہو تو صدقہ کے طور پر لینا جائز ہے۔ اور جب تک نذر دینے والا تقرب
الی اللہ کا ارادہ نہ رکھے شیخ کی نذر سے قطع نظر نہ کرے اور فقیر دل پر اس کے خیر
کرنے کا قصد نہ کرے اس کا لینا مکروہ تحریمی ہے۔

بعض ان وجہ حرمت سے یہ ہے کہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی
عبادت کرنا کفر ہے۔

عبادات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر غیر اللہ کی نذر دینا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر و فقیر یا پیغمبر سے حالات جانتے ہیں اور مافوق الکوا
میں امور میں متصرف ہے تو اس نذر کا کھانا خیر میری طرح حرام ہے اور دینے والا کافر ہے۔ اس صورت کو کسی نے مکروہ نہیں لکھا بلکہ تمام اسے کفر و شرک
اور حرام قطعی لکھتے ہیں۔ لینے اور کھانے کی اجازت صرف ایک صورت میں لکھتے ہیں کہ بادشاہ مسلمان ہو، مشرکوں پر فتح پائے، ان کے بنوں کو تودے۔ ان کی
نیازات چھین لے تو کھانا جائز ہے۔ یا وہ نذر دینے والا عقیدہ کفریہ و شرکیہ سے توبہ کرے۔ پھر وہ چیز بطور ایصالِ ثواب دے تو اس کا لینا دینا اور کھانا
کارِ ثواب ہے۔

تفسیر احمدی میں دوسرے پاسے کی تفسیر میں جو لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کا کھانا جائز ہے۔ مرد و دوسرے جب تک کہ اس کی یہ تاویل نہ کی جائے
کہ نافذ کا مشرک نہ عقیدہ جب بدل گیا تو اس کا کھانا جائز ہے جیسا کہ اس کے منہ سے یہ چیز مترشح ہے۔ اگر کسی نے جانو نذر غیر اللہ اسی عقیدہ مشرکانہ کے
تحت ذبح کر دیا۔ اس کے بعد اس کا مشرک نہ عقیدہ اسلامی عقیدہ میں تبدیل ہو گیا تب بھی اس جانور کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کے مشرک نہ عقیدہ کے لئے اس کا
فعل متمم ہو چکا ہے لیکن یہ خیال ہے کہ بوجہ ملک کسی کا بگرا وغیرہ کہنا درست ہے مثلاً فلاں کی بھینس ہے یا فلاں کا بکرا ہے یہ جائز ہے کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔ یہ نسبت
اضافہ کی گئی ہے مگر کسی کے تقرب کے لئے نامزد کرنا حرام ہے۔ مثلاً پیر کے لئے بکرا ہے۔ کیونکہ پیر صاحب مالک نہیں۔ یہاں تقرب ہوتا ہے۔ اور اگر یہ نیت ہو کہ اس کا
اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچے تو یہ جائز ہے بلکہ بطور صدقہ کسی کے نام پر کوئی چیز مقرر کر دینا منع نہیں جس طرح حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کے لئے کنواں
بطور تصدق بنایا تھا۔ عبادات مالیہ کا ثواب بحثنا اتفاقاً جائز ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور غیر اللہ کی حرمت پر اجماع ہے۔ نزاع البتہ اس میں ہے کہ جو نذریں
عوام الناس دیتے ہیں کیا ان میں غیر اللہ کا تقرب مراد ہوتا ہے یا نہیں اس لئے اسے بعض نے حرام اور بعض نے مکروہ تحریمی لکھا ہے اور جو نذر اولیاء اللہ کے تقرب کیلئے
دی جائے اس کو نذر قطعاً حرام لکھا ہے کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ اختلاف عوام الناس کی نذروں میں ہے کہ وہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے ہوتی ہیں یا تصدق کے لئے!
اگر کوئی جانور اولیاء اللہ کے تقرب کے لئے نذر دیا جائے تو وہ نافذ مراد ہوگا اور اگر اسی ارادہ کے تحت اس نے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ زندہ ہوگا۔ اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر
کہے۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے۔

وقال علماء ناولان مسلماً ذبح ذبيحة وقصد بذبحها التقرب
إلى غير الله صار مرتد أو ذبيحة ذبيحة مرتد ولو ذكر اسم الله عليه انتهى
اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ وھکذا فی فتاویٰ مولانا عبدالحی اللکھنوی وفتاویٰ الشاہ عبدالعزیز الدہلوی رحمہ -

پس ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کی نذر حرام ہے۔ اگرچہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جائے۔ اسی طرح مدارک اور کبیر
میں سورہ مائدہ کی تفسیر میں اور بیان القرآن اور تفسیر عزیزی وغیرہ میں ہے جنہوں نے مَا أَهْلًا بِهِ لِيَخْبِرَ اللَّهُ كَمَا مَعْنَى مَا ذَبَحَ کیا ہے باعتبار لغت کے
بالکل غلط ہے جیسا کہ تفسیر فتح البیان جلد ۲۸ میں اس کی تفصیل ہے جن مفسرین نے مثلاً ابن جریر، ابن کثیر وغیرہ نے مَا ذَبَحَ کا لفظ لکھا
وہ حاصل معنی ہے اور انہوں نے وہ صورت لکھی ہے جو ملک عرب میں زیادہ رائج تھی -

قل لا إله إلا الله
ان المسلم اذا ذبح للنبي صلى الله عليه وسلم
عليه وسلم كفر فكيف بالذبح

صاحب روض نے کہا کہ جب کسی مسلمان نے نبی علیہ السلام کے تقرب
کے لئے ذبح کیا تو کافر ہو گیا۔ تو تمام دیگر اموات کے لئے ذبح
کرنے سے کیسے نہ ہوگا۔

مسند احمد رحمہ میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کی تعظیم کیلئے ذبح کیا
خدا اس پر لعنت کرے۔

وفي الغرائب لعبد الفقير إلى الله

انہ لا يجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقوله عليه السلام
لا عقرب في الاسلام اي عند القبور هكذا في سنن ابی داؤد -
قبروں کے پاس گائے بکری کے ذبح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام
نے فرمایا کہ اسلام میں عقرب یعنی قبروں کے پاس ذبح کرنا موقوف ہے۔
سنن ابی داؤد میں بھی اسی طرح ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد ثلث میں ہے کہ اگر کوئی جانور نذری بت یا عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر ذبح کرے تو اس کا کھانا حرام ہے گو ذبح کے وقت اس پر
اس پر بسم اللہ پڑھی جائے۔

دیباچہ

فتح الرحمن فی ترجمہ القرآن

از پیشوائے عارفان و مقتدائے عالمیان حضرت امام ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی قس سر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد نامہ و خدا یارا تبارک و تعالیٰ کو رافت نامہ قرآن را برائے بندگان خود نازل فرمودہ تا مرضی او را از نا مرضی باز شناسند و از مکائد نفس و غلطات اعمال قبیحہ و اخلاق خبیثہ خلاص شوند و بحقیقۃ القدس راہ یابند و نزدیک پروردگار خویش مرضی باشند. ممکن بنود کہ ازین مہلکہ بجاتی میسر شود اگر خود دستگیری نفرمودی و متصور نبود کہ ازین غلطات مترکمه خلاصی بدست آید اگر خود را بنمودی منت او تعالیٰ قلب و قالب ما را احاطہ کردہ است وجود او ظاهر و باطن ما را درگرفتہ و درود و سلام بر آنحضرت عالی مقام کہ ما را بر سعادت و ادرین مطلع ساخت و مصالح نشأتین بوجہ اتم بیان فرمود پس بیچ بیانی نباشد واضح تر از بیان آنحضرت و بیچ رحمتی نباشد بالاتر از رحمت آنحضرت. نیک بخت ترین ما آنست کہ اتباع سنت آنحضرت کند و بد بخت ترین ما آنست کہ از راہ متابعت منحرف شود و آشہد آن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم.

اتابعد

نصیحت و نیک خواہی مسلمانان و در ہر زمان و در ہر مکان رنگی دیگر دارد و اقتضا دیگر نماید. ولہذا علمای دین و کبرای اہل یقین در تفسیر حدیث و عقائد و فقہ و سلوک تصانیف متنوع ساختہ اند و توالیف گوناگون پرداختہ. طائفہ شاہراہ اطباب اختیار نمودہ اند و فرقہ کوچہ اختصار پیش گرفتہ جماعۃ بزبان عجم سخن گفتہ اند و گروہی بخت عرب در سفتہ. و درین زمانہ کہ ما در انیم و درین اقلیم کہ ما ساکن آنیم نصیحت مسلمانان اقتضا میکند کہ ترجمہ قرآن عظیم بزبان فارسی سلیس و روزمرہ اقلیم متداول بی تکلف نصیبات غنائی و بی تصنع عبارت آدالی بغیر تعرض قصص مناسب و بغیر ایراد توجیہات منشعب تحریر کردہ شود تا خواص و عوام ہمہ یکسان نفہم کنند و صغار و کبار یک وضع اوراک نمایند. لہذا این فقیر را داعیہ این امر خیر بخاطر رنجتہ و خواہ نخواہ بر سر آن آوردند. یک چند در تفصیل ترجمہا افتاد کہ ہر کرا از تراجم میزانی کہ بخاطر مقرر شدہ است مناسب یا بد و زبردیج آن گوشہ و کیف ما ممکن پیش اہل عصر مرغوب نماید در بعضی تطویل بعمل یافت و در بعضی تفصیل مغل. و بیچ یک موافق آن میزان نیفتاد و لا حرم عزم تالیف ترجمہ دیگر مصمم شد و تسوید ترجمہ زہرا دین بر روی کار آمد. بعد از ان نفر حرمین اتفاق افتاد و آن سلسلہ از ہم گشت.

بعد از سالہائے چند عزیزی پیش این فقیر خواندن قرآن با ترجمہ آن شروع کردہ این صورت سلسلہ جنباں آن عزم شد و بر سر آن آورد کہ بقدر خواندن سبقتا سبقا نوشتہ شود چون قریب ثلث قرآن رسیدہ شد آن عزیز را سفری پیش آمد و آن تحریر و تحزیر توقف افتاد بعد از مدتی باز تقریری پیدا شد و دیگر بار آن خطرہ پارینہ را یاد آورد و قدامت ثلث قرآن کشیدہ برد چون لا کثر علم اکل مقرر است بعضی یاران گفتہ شد کہ آن مسودہ را تمییز کنند و آن ترجمہ را مقرون بآیات قرآن نویسند تا نسخہ مستقل گردد و آن یار سعادت مند روز عید الاضحی سند تحمیل بقدر الاف و الماتہ در تمییز شروع نمود چون تمییز بقدر تسوید رسید باز عزم را انتہائی پیدا آمد و تا آخر قرآن مسودہ و کات ختم التسوید فی ادائل شعبان دھم النبیین فی ادائل رمضان سنۃ احدى و خمسين بعد از ان در سنہ ست و خمسين با تمام باوردینی عزیزی القدر خواجہ محمد امین اگر مالد تعالیٰ بشہودہ آن کتاب را در اجماع پیدا شد و در حیرت دارست آمد و نسخ متعذر گشت و اہل عصر بان اقبال نمودند. لہذا الحمد کہ آن نقش کخطری بست. بہ آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پیدا و قبل از شروع در مقصود لایہ است از تمہید مقدمہ تا خوض درین کتاب خصوصاً و در فی ترجمہ قرآن عموماً بروجہ بصیرت واقع شد.

مقدمہ

در بیان مقصد چند کہ تقدیم آن بر کتاب رسم قدیم مستفان است این کتاب از فن ترجمہ قرآن عظیم است مدلول نظم عربی را عبارت فارسی ادا کردہ شد بار عایت نحو و ملاحظہ تقدیم ماحقہ التقدیم و اظہار مخدوف و موافقت نظم ترجمہ با نظم قرآن در ترتیب الفاظ الاور جائید بسبب اختلاف لغتین رکاکت لفظ یا تعقید ولالت لازم می شد آنچه ضرورت از اسباب نزول و توجیہ مشکل بقدر ضرورت بکار آمد بوجہیکہ درین سہر ہا مثل کتاب وجیز و جلالین باشد و حامل بر مشاکلت وجیز و جلالین شہادۃ حجتہ الاسلام غزالی است بر آنکہ خوانندہ مثل وجیز طبقہ سفلی از علم تفسیر ورمی یا بد و نام این کتاب ... فتح الرحمن بترجمہ القرآن مقرر کردہ شد و نام مستفان این کتاب احمد بن عبد الرحیم است و لقب مشہور ولی اللہ دہلوی و طنا العمری نسباً احسن اللہ الیہ والی مشائخ و والدیہ مرقہ

این کتاب بعد خواندن متن قرآن و رسائل مختصر فارسی است تا فهم لسان فارسی به تکلف دست دهد و بتخصیص صبیان اهل حرف و سپاهیان که توقع استیفاء علوم عربیه دارند و اول سن میز این کتاب را ایشان تعلیم باید کرد تا اول چیزی که در جوف ایشان افتد معانی کتاب الله باشد و سلامت فطرت از دست نرود و سخن ملاحظه که بر قریح صوفیه صافی مستتر شده عالم را گمراه میسازد و فریفته کند و ارجحیت معقولیان خام و سخن سنو و بے انتظام لوح سینه را ملوث سازد و نیز آنکه بعد انقضای مشطری عمر توفیق توبه یابند و تحصیل علوم آیه متوانند این کتاب ایشان را باید آموخت تا در تلاوت قرآن حلاوتی یابند و منفعت آن در حق جمیع مسلمانان متوقع است. انشاء الله العظیم

اما در حق صبیان و مبتدیان خود ظاهر است چنانکه گفته آمد و سایر انسانی روزگار که اکثر اوقات بشغل معاش مشغول اند و در وقت فراغ باید که بایک دیگر حلقه بنشینند و کسی که بر عبارت فارسی قدرت داشته باشد و اندکی از فن تفسیر بهره یافته یا بر عزیزی این ترجمه را گذرانیده باشد بقدر وسعت وقت یک دو سوره یا ترجمه آن بر تریل و تمبین و در قوف بر کلام تمام بخواند تا همه بشنوند و بمعانی آن مغلوط شوند و تشبیهی پیدا کرده باشند با صحابه کرام که همین دستور حلقه حلقه می نشستند و فارسی ایشان قرار میگردید و این قدر فرق است که صحابه کرام بلیقه خود زبان عربی فهم میکردند و این جماعه توسط ترجمه فارسیه و چنانکه یاران سعادتمند مشغول مولانا جلال الدین و گلستان شیخ سعدی و منطق الطیر شیخ فرید الدین عطار و قصص فارابی و نهضات مولانا عبدالرحمن جامی و امثال آن نقل مجلس دارند چه باشد اگر این ترجمه را بهمان اسلوب در میان آورند و حصه از شغل خاطر باوراک آن گمارند. اگر آن شغل با کلام اولیا را الله است این شغل کلام الله است و اگر آن مواظبت حکیمان است این مواظبت حکم الحاکمین است و اگر آن مکتوبات عزیزان است این مکتوبات رب العزت است. شگفتان بین المثنیین اگر انصاف دهی فائده اصلی از نزول قرآن اتعاظ است بمواظبت آن و استدانت بهدایت آن نه صرف تلفظ آن هم معتمد است پس چه مسلمانی بدست آورده است که یک مدلول قرآن را نفهمد و کدام حلاوت دارد و آنکه مدلول کلام الله نداند و آنکه بر لغت عربیه اطلاعی تمام دارند و تفسیر را بر استخوان گذرانیده اند حاجت خواندن این ترجمه ندارند لیکن امیدواری از فضل حضرت باری است که این جماعه نیز اگر درین کتاب نظر کنند تحت لفظ قرآن پیش ایشان روشن تر شود و در مخاریات از نحو و شرح غریب و غیر آن اطلاع یابند و بسا فائده که پیش از مطالعہ آن شنیده و ندیده باشند تا زکی استفاده نمایند. و این ترجمه بابر شغف و رغبت و محبت خلق الله مؤلف شده که ایشان استقصاء و جوهر اعراب و استیفاء توجیها کلام را و استیفاء قصص را احتمال ندارند و اگر تحصیل علوم آیه تکلیف داده شود معلوم نیست که آن صورت متحقق شود یا نه و بعد تحقیق آن صورت ممکن که دواعی تعمق در آن علوم پیدا شود و تمام عمر درین دایره صرف گردد و چنانکه اکثر اهل علوم آله را می بینیم. هیچ بهتر از آن نیست که در جبهه ادنی از علم تفسیر در اول عمر اکتساب کرده شود تا اگر علوم آیه بدست آید این نیز ممد و مؤید در اتمام مقصد دلی بود و اگر بدست نیاید حصه از مقصود بدست آورده باشد و خسارت محض نیافته باشد.

صنماری قلندر سزدار بمن منانی که دراز دور دیدم ره و رسم پارسانی

و طریق و تحریر درین کتاب است که هر آیتی را جدا نوشته شد مقدرون ترجمه آن و در ترجمه آن لسان متعارف و روزمره متداول اختیار نموده آمد. و هر چه زیاده از تحت اللفظ است اگر یک و کلام است مبفظ یعنی یا مثل آن متمیز ساخته شد و اگر کلامی است مستقل اول آن بلفظ مترجم گوید و آخر آن بلفظ و الله اعلم معلوم کرده شد و منها المکن و نقص من متعلقه قرآن اکتفا بیک و وفقره لازم دیده شد و در اسباب نزول از قصص مطوله نکته استخراج نموده شد تا امکان رعایت سیاق آیات ضروری دانسته آمد و استمداد این کتاب در آنچه متعلق بنقل است از اصح تفاسیر محدثین که تفسیر بخاری و ترمذی و حاکم است کرده شد و تا امکان از اخبار ضعیف و موضوعه احتراز نموده شد و قصص اسرائیلیه را که از علمائے اهل کتاب منقول است نه از حدیث خیر البشیر علیه و علی آله الصلوٰت و التسلیات داخل کرده نشد. الا در جائیکه کشف معنی بغیر ابرو آن نمیشود و الضرورات تیج المخطورات. و این ترجمه ممتاز است از ترجمه های دیگر بخند و جوگی آنکه نظم قرآن را مثل مقدار آن از فارسی متعارف ترجمه کرده شد با نظم مراد و لطافت تعبیر و از آنچه در ترجمه های دیگر یافته می شود از انطباق عبارت ترجمه و رکاکت تعبیر و اعجاب مراد بقدر امکان احتراز نموده شد.

و دیگر آنکه سائر تراجم از دو حالت خالی نیست. یا ترک کرده اند قصص متعلقه بقرآن مطلقا یا استیفاء جمیع آن نموده اند و درین ترجمه اده متوسط اختیار نموده شد پس جائیکه معنی آیه متوفو است بر قصه بقدر ضرورت و در سکه از آن انتخاب کرده آورده شد و جائیکه معنی آیه موقوف بر قصه نبود ترک نموده آمد

تفسیر آنکه از توجیها متنوعه توجیه قوی باعتبار عربیت واضح باعتبار علم حدیث و علم فقره و اقل در صورت از ظاهر اختیار نموده شد و کسیکه تفسیر و حیزر تفسیر عللین که بمنزل اصل این ترجمه اند و سائر تفاسیر مطالعه کنند درین حرف شک ندارد

چهارم آنکه این ترجمه بوجهی واقع شده است که نشانه بخوانان اعراب قرآن و تعیین محذوف و مرجع ضمیر و محل تفکیک و عبارت مقدم و مؤخر کرده شده است میتوان دانست و آنکه شناسنده غوغ نیست از اصل غرض محروم نماند

پنجم آنکه ترجمه های قدیم خالی از دو حالت نیستند یا ترجمه تحت اللفظی باشد یا ترجمه حاصل المعنی و در هر یکی وجه خلل بسیار می آید و این ترجمه جامع است و در هر دو طریق در خللی را از آن خللها علاجی مقرر کرده شد و این سخن دراز است در سال قواعد ترجمه بیان کرده ایم

و آنکه گفتیم که این ترجمه مشعر است بوجه اعراب کلام است جمله بملی می طلبد اندکی خاطر را آن متوجه باید ساخت. لفظ "است" علامت ربطی است که در میان حاشیستین جمله اعمیه ظرفیه باشد زیرا قائم است. زیرا کجا است و علامت اسناد و فعل بفاعل تقدیم فاعل متصل آوردن فعل زید اسناد و عند الضرورة اسناد زید نیز میخوان گفت. و مفعول بنائب مناب فاعل باشد یا بنحرف

له در حاشیه از اجبت که ظاهر الخط است ۱۲ له در حاشیه بود ۱۲ له در اسلامیه و اگر ۱۲ له در حاشیه الفاظ که صرح البطلان است و تحریف ناسخ می نماید ۱۲ له در حاشیه و آن است است است که خطا است ۱۲ له در حاشیه حرف و آن تحریف است ۱۲ له در حاشیه کلام است مترک است ۱۲ له از حاشیه کلام که ساقط است ۱۲ له در اسلامیه تحقیق بروزن تفعیل است ۱۲ له از حاشیه و ساقط شد ۱۲ له در اسلامیه می بینم ۱۲ له از اسلامیه باشد ساقط است ۱۲ له در اسلامیه نکته برآورده انتزاع نموده شد ۱۲ له در حاشیه الصلوة ۱۲ له در حاشیه تهج است و آن از تصحیف ناسخ است ۱۲ له در اسلامیه سووم ۱۲ له در اسلامیه شناسندگان ۱۲ له در اسلامیه تعیین ۱۲ له در اسلامیه میتواند ۱۲

را مقرون میشود. دوم زید را زوده شد و اگر قرینه قائم باشد حذف "را" جائز است. و مفعول مطلق اگر برائے عمل باشد به یکبار کردن و دوبار کردن میتوان تفریک کرد. و اگر برائے نوع باشد یک نوع کردن و یک طور کردن. و اگر غیر مصدر را بجای مصدر قائم کرده باشد گویند صرحتاً بسوطة ازوم یک چابک. و اگر از غیر لفظ فعل باشد قدرت سواد خواندم بطریق پے و پے خواندن و اگر برائے مجرد تاکید باشد یا از قبیل سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ از قبیل اختلاف لغتین است بدون تکلف و ارجاع بحرف دیگر میسر نشود. و اگر مفعول به معنی غرض باشد بلفظ "برائے" یا بلفظ "تا" و تصویر مصدر بصورت جمله صرحتاً بسوطة ازومش برائے ادب و ادب یا ادب و هم و اگر معنی حاصل باشد بلفظ "بعلت" و "بحکم" و بقتضی و امثال آن قَدْ جَبُنَا نَشِيت بعلت نامردی و اگر معنی احتراز باشد بلفظ "برائے احتراز" و "برائے احتیاط" و امثال آن صرحتاً بسوطة آن یَقُولُ التَّاسِ مَاصَرَبَهُ زومش برائے اجتناب از آنکه گویند زومش و مفعول فی بلفظ "در مکان" باشد یا "زمان" و مفعول مع بلفظ "با" استوکی الماء والخشب. برابر شد آب با چوب.

و حال اگر کلمه مفرد باشد اشتقاق لفظی که موضوع برائے حال باشد جَعَلْتُ ذَاکِبًا سواره آدم و اگر جمله ملقمة از فعل ذی الحال باشد یا بلفظ "کرد" و "کنان" و مثل آن جَاءَ ذَبْدٌ مُتَجَنِّزًا فِی مَنَشیهِ زید آمد متجتر کنان در رفتار خود. و اگر جمله ملقمة از فعل غیر ذی الحال باشد لفظ "حالانکه" زیاد کرده شود. هر چند در اصل لغت فارسیه نیست. حال در زبان عربی بهمانی شئی آید. کلمه مکرر باشد جَاءَ فِی ابوک عطوفاً و گاهی معنی تهنیتاً فَا دَحَلُوْهَا اِخْلِدْ بَيْنَ و گاهی معنی قصد آید جَعَلْتُ اَشْکُوْا لِیْهِ و در فارسی این معانی مستعمل نیست و تمیز اگر از مردی یا وزنی یا پسر یا مساحتی باشد بصیغه تمیز یا باضافت یا بلفظ "از" بیان کرده شد بهیست مرد. یک رطل گندم. یک صاع از جو. و اگر از اسم اشاره باشد بلفظ صیغه مآذ اَکَادَ اللَّهُ بِرَهْمًا اَمْثَلًا چرخیز را در کرده است خدای بای مثل. و اگر از نسبت باشد تخویل فاعل یا مفعول کرده شریا "از روی" و "از جهت" و باعتبار فروده آمد ذَبْدٌ حَسَنٌ دَاوُدَ زید نیک است از روی خانه و باعتبار خانه. و گاهی در فارسی ضمون تمیز را بنوعی از تصرف که دو کلمه را یک ساختن است ادا کرده شود و صافی قَلْبًا تَنَکُّدَلْ شَرُّهُ قَلْبًا و ی سَخِطُ اَلْاَسْت و گاهی در عربی مفعول بغیر توسط حرف جر باشد و در فارسی ایراد حرف جر لازم باشد فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ - کفایت خواهد کرد تر خدا از شر ایشان و مثل قُلُوْا اَللّٰهُ وَکَدَّ اَلْقُدْسُ فَرَزْدَ گُفْتِ خُدا و مثل اَعْطَيْتُ ذَبْدًا اَوْ دَحْکَمًا در هم دادم زید را و مثل کَانَ ذَبْدًا قَائِمًا زید استاده بود و زید استاده است جَعَلْتُ ذَبْدًا اَعْبَدَ فِی زید بنده خود ساختم و در صورتها تقدیم و تاخیر را بر خود سوار باید ساخت. و گاهی جمله را که بتاویل مصدر ساخته باشد مصدر مفرد و تقریر توان کرد و مصدر مفرد را جمله مصدر به بان مصدر به تعبیر توان نمود. همچنین موصول باصلاش بکلمه مفرد و بالعکس وَقَالَ الَّذِيْ اٰمَنَ گُفْتِ اَنْ مَسْلَمَانَ وَاَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَسْلَمَانِ اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اَبْلَ کِتَاب و این در صورتی که معنی واضح باشد و مثل قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوةٍ خٰشِعُوْنَ هَرَّ اَیْنُهُ رَسَدًا رَسَدًا اَلْمَسْلَمَانِ که ایشان در نماز خویش خشوع کنندگان اند یعنی اگر موصول صفت است افع شده تقدیم لفظ آن برائے موصوف کرده شد و علامت تخصیص که از تقدیم معمول مستفاد می شود در فارسی نیز تقدیم است.

کَمْ وَهُمُ وَهُوَ وَاِیَّاكَ و بعضی مواضع به "خود" تعبیر کرده می شود و در فارسی میتوان گُفْتِ شمار است گویند یا ایشان را است گُفْتِ اَنْ نَبِیْتُ که گویند ایشان را است گویان. و اگر مظهر را موضع مضموم وضع کرده باشد لفظ "آں" زائد کرده شد تا مربوط باشد. و در فارسی علامت جمع فعل ملحق کنند به چند فاعل مظهر باشد فَهَؤُلَاءِ اِیْنَادِ اِیْنَادِ اِیْنَادِ "واو" و "فا" بسیار است که زائد باشد و بسیار است که در فارسی معنی آن ربط بغیر ذکر عطف و تعقیب درست شود پس اگر یکا کت لفظ در صورت و ترجمه لازم می آید ترک کرده شد. و بالجمله دقایق فن ترجمه بسیار است و مقصود از این بیان انمودی است چنانچه فیقر خوض در ترجمه بدون معاونت نکس و بدون رجوع بکتاب کرده است و در اوقات مختلف با وجود اشتغال بال بساتر علوم محرم نموده احتمال دارد که در بعضی مواضع و فایز التزامات متحقق نشد باشد. یا ران سعادتمند که آن قواعد را مستحضر داشته باشد بحکم اخوت دینی نصیحت را منظور نظر دارند و در اصلاح کوشند.

و وصیت این فقیر

بکاتبان این ترجمه آنست که عبارت قرآن را بخط حلی و اعراب و حمزه از ترجمه متمیز سازند و احتیاط کنند که در الفاظ ترجمه تحریف راه نیابد و در مواضع اشتباه کلام تام را بنقطه حمزه از مابعد جدا نمایند و ترکیب ضافی و توصیفی را بحرف مضان و موصوف محکم سازند تا بر مبتدیان روشن تر شود. و اگر در ترجمه لفظی که نسبت مبتدیان غریب می نماید یا تفریک که برانسان صبیان صوتی می نهد یا قلمه شود یا ران سعادتمند بر حاشیه کتاب معنی آن نویسند تا بر هیچ فردی مشکل نشود و اِنْ اُرِیدُ اِلَّا اِلْحٰصَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اَلِیْهِ اُنِیْبُ -

اسناد

قال العبد الضعیف ولی الله بن عبد الرحیم عفی عنه قرأت القرآن کلّه من اوله الی آخره بروایة حفص عن عاصم علی الصّالح الثّقّة حاجی حمّد فاضل السندی رحمّه اللّٰه قال تلوته من اوله الی آخره بروایة حفص علی الشیخ عبد الخالق المتوفی شیخ القراء بمحرمة و فی قال قرأت القرآن کلّه بالقراءات السبع علی الشیخ البقری والبقری تلاها علی شیخ القلاء بزمانة الشیخ عبد الرحمن الیمنی و قرأ الیمنی بها علی والدّه الشیخ سمّجاده الیمنی و علی الشهادت حمد بن عبد الحق الشنطاطی بتلاوته کذلک علی الشیخ سمّجاده المذکور و قرأ الشیخ السجادة کذلک علی الشیخ ابی نصر الطّیلاوی و قرأ الطّیلاوی کذلک علی شیخ الاسلام ذکر یا بتلاوته علی برهان الثقلی والرضوان ابی نعیم العقبی و قرأ کل منهما علی امام القراء والمحدثین محمّد الروایات والطریق ابی الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب کتاب للنشر وله طرق کثیرة جدا ذکرها فی النشر. منها سلسلة مختصة بتسلسل

له در باثبته مصدره زیادت از تصرف کاتب است ۱۲هـ و از باثبته ساقط است ۱۳هـ در باثبته باقصال ۱۴هـ در باثبته ۱۵هـ یعنی بصیغه تمیز و در باثبته بجای بصیغه لفظ صنت واقع است ۱۶هـ در باثبته اسلامی قاسی واقع است و اس خلاف صواب است ۱۷هـ در باثبته لفظ خدا غیر مذکور است ۱۸هـ کذا فی النسخین والظاهر ان سنة الوفاة سقطت منها و الله اعلم. ۱۹هـ فی الاسلامیة بالقراءة السبعة و هو غلط ۲۰هـ در باثبته ابو نصر بالف لام واقع است ۲۱هـ فی النسخین فلفظی بزيادة الیاء بعد لاقاف لثانیة والصیح بدونها ۲۲هـ

التلاوة والقرآن الضابطین من جهة صاحب لتیسیر فلنقتصر ههنا على تلك السلسلة. قال الجری قرأت التیسیر وقرأت به القرآن كله من اوله الى آخره
على شیخی الامام الصادق العالم قاضی المسلمین ابی العباس احمد بن محمد بن الشیخ الامام ابی عبد الله الحسین بن سلیمان بن فزارة الحنفی بدیع مشق المحرسة رحمه الله
وقال لی قرأت به وقرأت به القرآن العظیم علی والدی وأخبرنی أنه قرأه وقرأ به القرآن العظیم علی الشیخ الامام ابی محمد القاسم بن احمد بن الموفق الورقی
قال قرأت به وقرأت به علی المشائخ الاثمة المقرئین ابی العباس احمد بن علی بن مجیی بن عون الله الحصار وابی عبد الله بن محمد بن سعید بن محمد المرادی وابی عبد الله
محمد بن ایوب بن محمد بن نوح الغافقی الأندلسیین قال کلهم قرأت به وقرأت به علی الشیخ الامام ابی الحسن علی بن محمد بن هذیل البکسفی قال قرأت به وتلوت
به علی ابی داود سلیمان بن فحاح قال قرأت به وتلوت به علی مؤلفه الامام ابی عمر الدانی. قال الجری وهذا علی اسناد یوجد الیوم فی دنیا متصله اختص
هذا الاسناد بنسب لسلالتلاوة والقرآءة والسماع منی الی المؤلف کلهم علماء ائمة ضابطون. قال الدانی فی کتاب لتیسیر قرأت القرآن كله بروایة حفص علی
ابی الحسن طاهر بن غلبون المقرئ قال قرأت بها علی ابی الحسن علی بن محمد بن صالح الهاشمی الضریر المقرئ بالبصرة. قال قرأت بها علی ابی العباس احمد بن
سهیل الأثنانی قال قرأت بها علی ابی محمد عبید بن الصباح. قال قرأت علی حفص قال قرأت علی عاصم. قال الدانی وأخذ عاصم القرآن عن ابی عبد الرحمن
عبید بن حمید السکلی وعن زر بن حبیش اما ابو عبد الرحمن فعن عثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وأبی بن کعب وزید بن ثابت وعبد الله بن مسعود عن
الذی صلی الله علیه وآله وسلم وأخذ زر عن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم وأخذوا الله من الشیطان الرجیم فی بنائهم
بجلا الشیطان رائده شدة

والحمد لله والشکر له که دیباچه فتح الرحمن از امام ولی الشیخ عبد الرحیم دهلوی قدس سره تبصیح و تخریج حقیق و فیر سجاد بخاری با تمام رسید. این نسخه صحیح از مقابل دو
نسخه قریبه بظهور آمد یکی آنکه در صدر بر قرآن مجید همراه اربع ثلثه مطبع اسلامی واقع ببلده مدلس تبصیح مولوی حافظ محمد عثمان و مولوی حاجی محمد نظام الدین حاجی
سید عبد القادر قادری المعروف به قادر بادشاه بکلیه طباعت آراسته شد آواز طباعت روز یکشنبه دوم ماه شوال سنه یک هزار و دویست و شصت و نه و اختتام
در لیست و دوم ماه جمادی الاولی سنه هفتاد و سه بعد از یک هزار و دویست از هجرت نبویه علی صاحبها الصلوٰة و التیمه دوم آنکه همراه قرآن مجید ترجم بدوزجیه با تمام
محمد باشم و مطبع هاشمی در سنه هشتاد و پنج بعد از یک هزار و دویست از هجرت خیر البریه علیه الصلوٰة و التیمه بزبور طباعت متخلی گشت. در حواشی اول به اسلامی و ثانی به
هاشمیه یاد کرده شد فالحمد لله و سلامه علی عباد الله الذین اصطفی